

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد
 اَقِمُوا هَذَيْنِ الْعُمُودَيْنِ وَ اَوْقِدُوا هَذَيْنِ الْمَصْبَاحَيْنِ
 اَنْتُمُ الْمَدِينَةُ صَلِّیْہَا نَتِ رَسُوْلُہَا وَ اَعْلَمُہَا بِحَقِّہَا
 یعنی منیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اقبل لوغات البور و منیت اقبالہ کہ کتاب منیت کے
 اس دو ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دو چراغوں کو روشن کیجئے رکھنا ؟

ثَقَاتِ مِلِّیْنِ حدیث مبین

ایک جدید اضافہ حیات و صلاح و ترمیم

کتاب بارش کے ساتھ امامت کی تجدید منیت نہی و علی ما یجوز الصلوٰۃ والسلام کے تحت شریعت پرستے کا نہ لے ثبوت
 حدیث ثقیلین کی بنیاد پر انھیں کے عداوت و بغض اور وجوب امامت کو دشمنوں و اہل کے ساتھ جہل علم و ایمان ہے

تالیف
 حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ العالی
 محمدی شریعت ○ مکتبہ جہانگیر

مکتبہ بکسٹن

۵۔ بخشی شریعت بیرون مودی گریٹ سرکار روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد

أَقْبَلُوا هَذَا تَوْحِيدَ الْعَمَلِ وَاقْرَءُوا هَذَا تَوْحِيدَ الْمَقْصِدِ
کتاب و سنت کے ان دو توفیق کو قائم رکھنا اور ان دو چیزوں کو روشن سمجھنا

حدیثِ قلین

ابن کثیر

جامع کمالیات علمیہ و عملیہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب
مدرس جامعہ محمدی شریعت - منسلح جنگ

الکتاب

مکتبہ تبیین - ۵، بخشی سٹریٹ - بیرون موری گیٹ، لاہور

جلہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہے

(طبع ثانی)

نام کتاب _____ سرٹیفیکیٹ
 نام مصنف _____ مولانا محمد نافع صاحب
 ناشر _____ لکھنؤ - ۵ بکسٹریٹ
 ۱۹۵۵ء میں سرٹیفیکیٹ سرکاری طور پر

مطبع _____
 مقام اشاعت _____ لکھنؤ - ۵ بکسٹریٹ
 شمارہ _____ ۱۱۰۰
 تاریخ اشاعت / طبع ثانی _____ جنوری ۱۹۸۴ء
 قیمت جلد _____ ۳۹ روپے
 قیمت عام _____ ۲۴ روپے

ترتیب مضامین

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|------|---------------------------------------|------|--|
| ۳۰ | حصہ اول | ۵ | لقد حید |
| ۳۰ | ۱۸ - دس ضروری جمادات | ۱۱ | ۱ - دین اور شریعت کی اصطلاحات |
| ۳۵ | ۱۹ - روایت حیدر امام علی رضی اللہ عنہ | ۱۲ | ۲ - اسلام کی اصولی دعائیں |
| ۳۸ | ۲۰ - روایت طہارت ایمان بعد | ۱۳ | ۳ - مشرب و نیک کا مرکز حق |
| ۳۹ | ۲۱ - حق تعالیٰ کی کتب بحال رہی | ۱۳ | ۴ - مشرب و نیک ہاں حدیث کا حکم |
| ۴۲ | ۲۲ - حق تعالیٰ کی کتب بحال رہی | ۱۳ | ۵ - مرکز حق کی پہلے مرکز دعائیں |
| ۴۲ | ۲۳ - روایت حضرت امام ابی شیبہ | ۱۵ | ۶ - محبت خیر کا قرآنی نظریہ |
| ۴۴ | ۲۴ - شکیب بن عبد اللہ کا حکم | ۱۶ | ۷ - مرتبہ دعائیں مرتبہ نبوت کی نظیر |
| ۴۴ | ۲۵ - روایت حضرت امام ابی شیبہ | ۱۹ | ۸ - اقرار دعائیں ختم نبوت کے معانی |
| ۴۶ | ۲۶ - سند احمدی کا آئندہ روایت | ۲۰ | ۹ - تقویٰ صائیکہ کی تقویٰ اولیٰ کی حقیقت |
| ۴۶ | ۲۷ - روایت سند محمد بن حنفیہ | ۲۲ | ۱۰ - قرآن میں اور دعاؤں کی اس میں |
| ۴۸ | ۲۸ - بیعتی بن عبد اللہ کا حکم | ۲۳ | ۱۱ - روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا |
| ۴۹ | ۲۹ - روایت سن واری | ۲۵ | ۱۲ - ادبی حضرات کی حدیث طہرین |
| ۵۰ | ۳۰ - فاروقی اصولی حکم قرآن کی روایت | ۲۶ | ۱۳ - اہلسنت کے جہان کی حقیت کا مقام |
| ۵۱ | ۳۱ - زید بن حنفی | ۲۸ | ۱۴ - حضرت عطاء ربانی کی بڑی گرامی |
| ۵۴ | ۳۲ - معروف بن حنفی | ۲۲ | ۱۵ - تعزیر و حدیث شریفہ صائب |
| ۵۴ | ۳۳ - فاروقی اصولی حکم قرآن کی روایت | ۲۳ | ۱۶ - حقیقت کی ایک ضروری کن رہی |
| ۵۴ | ۳۴ - مشرب و نیک ہاں حدیث کا حکم | ۲۵ | ۱۷ - تہذیب حکم |

| صفحہ | مستوفی | تذکرہ | صفحہ |
|------|--|-------|-------------------------------------|
| ۳۵ | روایت ششم کے متعلق مراد علی احمد | ۵۶ | اسانید علی و عدد صفیر اوسط کبیر |
| ۳۶ | ثقیل ثانی اہلیت شریفہ کے ذرائع | ۵۷ | عبداللہ بن سیرت اہلی |
| ۳۷ | ترغی و ترہیب کی روایات | ۵۸ | کثیر بن اسلم التوار |
| ۳۸ | علی بن المذہب شیبی | ۵۹ | یونس بن حاتم |
| ۳۹ | محمد بن یونس شیبی | ۶۰ | بازول بن سعد |
| ۴۰ | مسند ہزار کی روایات | ۶۱ | روایات سندک حاکم بعد |
| ۴۱ | الحارث الاخر | ۶۲ | ابو بکر محمد بن اسلم بن علی الحارث |
| ۴۲ | اسانید امام شافعی | ۶۳ | محمد بن عبد الحمید الطبری |
| ۴۳ | ابو حادید علی شیبہ | ۶۴ | عبد الملک الرکاشی |
| ۴۴ | موفی کے سنی اور حدیث اہل بیت کی پیش | ۶۵ | تکفیر بن مسلم غزی |
| ۴۵ | روایت مسند بن علی | ۶۶ | اسناد از مسند ثعلبی |
| ۴۶ | اسناد طبری بزرگتر افعال | ۶۷ | بہت سندک کا تشریح |
| ۴۷ | کثیر بن زید | ۶۸ | احمد بن ابی بکر کتاب |
| ۴۸ | روایت مسند بن علی و الزم الزمات | ۶۹ | اسناد از مسند الاولیاء علی بن عیسیٰ |
| ۴۹ | روایت امام غزالی | ۷۰ | اسناد از کاتب عدل |
| ۵۰ | اسناد بنی القاسم بن علی بن اربعہ بن قاسم | ۷۱ | اسناد بنی بکر ابی بکر |
| ۵۱ | ابن عساکر شیبی کے اسانید شہکار | ۷۲ | تذکرہ و تصنیف خوارزم |
| ۵۲ | ابن عساکر کا ذکر غیر قابل دید | ۷۳ | ابن عساکر محمد بن علی بن محمد |
| ۵۳ | روایت و علی بن احمد شیبی | ۷۴ | ابن عساکر بنی کے اسانید عدد |
| ۵۴ | محمد بن مسلم بن عیسیٰ | ۷۵ | روایت حمیدی |
| ۵۵ | روایت ابن ماجہ | ۷۶ | روایت ابو القاسم استعالی |
| ۵۶ | روایت بنی بکر انیس | ۷۷ | روایت کتاب الطرود بن عبد شمس |

| صفحہ نمبر | مکتبہ | صفحہ نمبر | مکتبہ |
|-----------|--|-----------|---|
| ۲۹ | تہذیبیات | ۱۶۲ | ۱۰۴ - اسرار علی السنتہ ہنوی |
| ۹۱ | ۱۰۱ - ثقل ثانی میں امتیاز اسباب الشک نہیں | ۱۶۵ | ۱۰۵ - روایت السجدہ |
| ۱۰۰ | ۱۰۲ - ثقل ثانی کو واجب الشک کچھ کے ساتھ | ۱۶۶ | ۱۰۶ - روایت یثقل قاضی عیاض |
| ۱۰۱ | ۱۰۳ - اہل بیت کے معنی اور تفسیر | ۱۶۷ | ۱۰۷ - روایت اہل محمد اعماسی |
| صحفہ دوم | | ۱۶۹ | ۱۰۸ - اسناد و خطبہ خوارزم |
| ۱۰۲ | ۱۰۴ - تشریح حدیث | ۱۷۲ | ۱۰۹ - ایک دم کے فتنہ نگار کا اشتہار |
| ۱۰۳ | ۱۰۵ - کتابہ و سنت واجبہ مشک برنے | ۱۷۳ | ۱۱۰ - اسناد جامعہ و مشکوٰۃ الدلائل |
| | ۱۰۶ - قرآنی شہادتیں | ۱۷۴ | ۱۱۱ - روایت اہل مؤمنی و متہدیان |
| ۱۰۷ | ۱۰۷ - دہلی اور کے معنی کی تفصیل | ۱۷۶ | ۱۱۲ - روایت اسد الغابہ لابن اثیر |
| | ۱۰۸ - شہادت کے ساتھ ثانی ہونے کی | ۱۷۷ | ۱۱۳ - روایت الامتداد للشیار المفسر |
| ۱۰۹ | ۱۰۹ - روایات یا ضافہ حوالہ دیات | ۱۷۸ | ۱۱۴ - تذکرۃ الخویش سید ابی الجوزی |
| | ۱۱۰ - قرآن کے عربی الفاظ کے معنی کی روایات | ۱۷۹ | ۱۱۵ - تذکرہ سید ابن الجوزی |
| ۲۳۵ | ۱۱۱ - حاصل مقدمہ | ۱۸۰ | ۱۱۶ - روایت از کتابت القاموس المکمل |
| ۱۱۲ | ۱۱۲ - مسلمات شیعہ سے اصل مقدمہ کی تائید | ۱۸۱ | ۱۱۷ - بیان صحیح المؤمنین کی روایات پر بحث |
| ۲۵۱ | ۱۱۳ - میں بارہ حوالے | ۱۸۲ | ۱۱۸ - روایات سلیم بن قیس دلائی |

- ۱۱ التذکرۃ لایں ہریر الطبری ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ۳۱۰ھ
- ۱۲ مستدرک حوائج بہ ترتیب ابی النعمان بن ابی یزید محمد بن سنانی بمصر و بیروت ۳۱۶ھ
- ۱۳ مکمل الآثار امام محمد بن ابی حنیفہ محمد بن سنانی ۳۲۱ھ
- ۱۴ کتاب الجہاد و التمدید لفرزانی ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم ارازی ۳۲۵ھ
- ۱۵ دعاوات ابن خلدون ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابن خلدون ۳۳۲ھ
- ۱۶ التوحید لایں حیان ابو حاتم محمد بن حیان بن احمد البستی ۳۳۳ھ
- ۱۷ کتاب التوحید لایں حیان ابو حاتم محمد بن حیان بن احمد البستی ۳۳۴ھ
- ۱۸ معجم صغیر و کبیر لفرزانی ابو حاتم محمد بن حیان بن احمد البستی ۳۳۳ھ
- ۱۹ احکام القرآن دلی کریم لایں ابو کریم محمد بن ابی ابراہیم ارازی ۳۴۰ھ
- ۲۰ اسنن الدارقطنی ابو الحسن علی بن محمد الدارقطنی ۳۵۵ھ
- ۲۱ المستدرک لایں کریم ابو محمد محمد بن عبد اللہ نیشاپوری ۳۵۵ھ
- ۲۲ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الصغفانی ۳۴۰ھ
- ۲۳ اخبار اصغیان دلی کریم صغفانی ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الصغفانی ۳۴۰ھ
- ۲۴ الاحکام فی اصول الاحکام لایں حریم امام ابی محمد علی بن حریم الدمشقی الظاہری ۳۵۵ھ
- ۲۵ اسنن الکبیر لایں صغفانی ابو کریم احمد بن محمد بن ابی اسبغی ۳۵۵ھ
- ۲۶ تہذیب التہذیب لایں عبد البر اندلسی ۳۶۲ھ
- ۲۷ جامع بیان العلم و فضله از ابن عبد البر اندلسی ۳۶۲ھ
- ۲۸ حاشیہ التہذیب لایں الموطاء من المعانی و التعلیل لابن عبد البر اندلسی ۳۶۲ھ
- ۲۹ تاریخ بغداد ابو کریم احمد بن علی المعروف بخطیب بغدادی ۳۶۳ھ
- ۳۰ حاشیہ التہذیب و التعلیل لایں صغفانی ۳۶۳ھ
- ۳۱ معجم التوحید لایں صغفانی ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الصغفانی ۳۶۳ھ
- ۳۲ التوحید لایں صغفانی ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الصغفانی ۳۶۳ھ
- ۳۳ تاریخ ابن عساکر ابو العباس علی بن الحسن بن حاتم اندلسی ۳۶۳ھ

- ۴۴ تصنیف کبیرۃ الخیر القربان داری
۴۵ جمال القربان از اثر کاشف القلوب
۴۶ النہایت فی غریب الحدیث لابن اثیر جزوی
۴۷ از حضرت القربان ابو الحسن علی ابن محمد بن عبد اکرم المعروف بابن اثیر جزوی
۴۸ انسب العلام فی معرفة الصحابة لابن اثیر جزوی
۴۹ کتابت الحکمة بلقیار المقدسی
۵۰ ضیاء القربان ابی عبد اللہ محمد ابن عبد الواحد سعدی المقدسی
۵۱ تذکرة الخصال لیسط ابن الجوزی
۵۲ اثر المظہر مستوفی فی تراویح المعروف ببداية الجوزی
۵۳ کنز رتہ العباب للشیخ ابی عبد اللہ محمد بن یوسف کنی
۵۴ الغریب والترغیب فی الدین المقدسی
۵۵ تاریخ ابن خلکان
۵۶ مشہد المستند لابن حمیسہ (احمد بن ابی یوسف الخوافی المدنی البغلی)
۵۷ میزان الاعتدال علی بی (ابو عبد اللہ محمد بن عثمان غنی قدس سرہ)
۵۸ البدایہ والنہایہ لابن کثیر (ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن المدنی)
۵۹ مجمع الزوائد (فرات الدین علی بن ابی کمر اوشی)
۶۰ بیان المیزان ابن حجر عسقلانی (ابو الفضل احمد بن علی استقلانی)
۶۱ تحریب التہذیب لابن حجر عسقلانی
۶۲ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی
۶۳ استقامت الخیر لابن حجر کنی
۶۴ کبر رتہ الخیر علی شتی ہندی
۶۵ مخزن الموعظات العابدیہ لعلی ابی عبد اللہ علی ابی عبد اللہ البغدادی
۶۶ دار العیسیٰ فی مناقب ابی بیت النبی الخیر

- ۱۳ شہنشاہی المقال فی اسماء الرجال از محمد بن اسماعیل ابوالحسن علی بن ابی حمزہ
۱۴ نفس المقال فی تحقیق احوال الرجال از ابوبکر بن ابی شیبہ علی بن ابی نعیم الدمشقی سن ۱۶۰۵
۱۵ روایات البیہات فی احوال العلماء والسادات از میرزا محمد قزوینی خواجہ شمس الدین علی بن ابی شیبہ
۱۶ بیان جامع المروءۃ علیہم فی قلوبی
۱۷ تحفہ الامہاب فی تراجم آثار الامہاب علیہم السلام
۱۸ رجال مامقانی شیخ المقال از شیخ عبد اللہ مامقانی
۱۹ حقائق انوار از میرزا محمد شمس الدین کاشغری
۲۰ کتاب فکات البیہات از مولوی علی محمد شمس الدین و میرزا شمس الدین جیلانی
۲۱

اسلام کی یہ اصولی ہدایت منکوحین حدیث پر بہت گراں تھی۔ انہوں نے اس کے پیچھے جزد کا تو اقرار کیا لیکن وہ سوسے جزد میں ترمیم کر دی اور اس کی بجائے مرکزِ وقت کی ایک نئی اصطلاح تجویز کی۔ اذان کے خیال میں اسلام کا سچا چہرہ یہ دو چیزیں ہیں۔

۱۔ قرآن ۲۔ مرکزِ وقت

مشر بہادری دیکھتے ہیں۔

”بعض مقامات میں اللہ اور رسول کے الفاظ کی بجائے قرآن اور رسول کے الفاظ بھی آتے ہیں جن کا مفہوم بھی وہی ہے یعنی مرکزِ وقت جو قرآنی احکام کو نافذ کرے“

ان لوگوں کا خیال ہے کہ حضور اکرم بھی اپنے وقت میں مرکزِ وقت تھے۔ ان کے نزدیک اعادہ اس وقت کی تاریخ ہیں کہ حضور اکرم کے زمانے میں قرآنی ہدایت کس صورت میں متکفل ہوئی، ان کے پاس یہ صرف اس حد کی شریعت تھی حضور کے بعد یہ حق بعد کے مرکزِ وقت کو حاصل ہے کہ وہ قرآنی خطوط پر نئے سوسے سے جزئیات مرتب کر سکیں۔ یہ نئی جزئیات اپنے وقت کی شریعت کہلاتی گی۔ ہر وقت کا مرکزِ وقت اپنے اپنے وقت کی شریعت ہے کرے گا۔ ابوی ہدایت صرف قرآن اور مرکزِ وقت ہیں۔ ہر دور میں موجود رہیں گے۔ ان جیسے لوگوں کے نزدیک اس جہان سے انتقال کرنے والی کوئی شخصیت لوگوں پر خدا کی محبت نہیں ہو سکتی۔

مشر بہادری دیکھتے ہیں۔

۱۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متین فرمودہ جزئیات کو قرآنی جزئیات کی طرح قیامت تک واجب الاتباع دینی نام قابل تفسیر و تہلیل رہنا تھا تو قرآن سے ان جزئیات کو غلطی کر کے متین کر دیا جائے سب

جہانیت ایک ہی جگہ مذکور اور محفوظ ہو جائیں۔۔۔۔۔ اگر خدا کا عقلا
یہ نہ ہوتا کہ ذکوۃ کی شہرح قیامت کے لئے ارحامی فیصدی ہوتی
چاہئے تو وہ اسے قرآن میں خود نہ بیان کر دیتا۔ لے

۱۰ روایات اس جہد مبارک کی تاریخ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
معدنا نے اپنے عہد میں قرآنی اصول کو کس طرح متکفل فرمایا تھا۔ یہ اس جہد
مبارک کی شریعت ہے۔۔۔۔۔ یہ حق حریف جمع قرآنی منظرہ پر قائم شدہ مرکز
حقت اور اس کی مجلس شوریٰ کا ہے کہ وہ قرآنی اصول کی روشنی میں حقت
ان جہانیت کو مرتب و معدن کر سکے جن کی قرآن نے کوئی تصریح نہیں کی۔
پھر یہ جہانیت ہر زمانے میں ضرورت پر فلسفہ پر تبدیلی کی جا سکتی ہیں۔
ہی اپنے زمانے کے لئے شریعت ہیں۔ لے

یہ الہادی نظریہ نیا نہیں۔ اس کی واضح دلیل اسی وقت پڑ گئی تھی جب حضرت عقیلین
حکماء، الفو و شہین کے مقابلہ میں محکمات اللہ و جہت حق کے الفاظ پر پیش کردہ سنت
کو رستے سے ہٹایا گیا تھا۔ مشر پرویز یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کی وفات کے بعد یہ جہت
مرکز حقت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

حکیم طوسی امامت کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الحافظہ للشرع لیس هو الکتاب لعدم احاطتہ بحجج الاحکام
التفصیلیۃ ولما السنة لذلك المعنا۔

اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ پیغمبر کی وفات کے بعد یہ جہت مرکز امامت کی طرف
منتقل ہے۔ ان کے ہاں چٹہ چاریت یہی دو امر تھے ۱۰ کتاب اللہ ۲۰ حضرت
معلوم ہوتا ہے کہ جہت رسول کے انکار کا یہ الہادی نظریہ مشر پرویز کی
کوئی اپنی پرواز نہیں بلکہ اس میں انہوں نے ان امامی حضرات کی برومی کی ہے جو

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد خدا کی جہت مرکز امامت کا عہدہ منتقل کرتے ہیں۔
 دو ذیل باتوں میں فرق یہ ہے کہ مشر پر وزیر مرکز جہت کو پوری قوم سے منتخب کرتے ہیں۔
 لیکن امامی حضرات اسے ایک میں سے ایک کی شکل میں حضرت رسولؐ میں مندرجہ کرتے
 ہیں۔ لیکن اس بات پر دونوں کا اتفاق ہے کہ پیغمبر کی ذات (ذاتی) وفات کے بعد خدا
 کے بندوں پر خدا کی جہت نہیں رہ سکتی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں مشہورین عازم ایک مشہور راوی گزرے ہیں
 وہ اپنے حوالہ کی تبلیغ کا یہ واقعہ حضرت امام کی خدمت میں پیش کر کے ان سے دعا
 لیتے ہیں :-

قلک فہاس تعلیوت ان رسول اللہ
 خلق اللہ علیہ وسلم کانت من الخیلة
 من اللہ خلق خلقہ قالوا من خلق
 لیس من خلق اللہ خلق اللہ علیہ
 وسلم من کانت الخیلة خلق خلقہ
 فقالوا انفسہم فظنوا ان القرآن
 ما ذالک لیس من اللہ لای من خلقہ
 الرہال یلعنوا منہ وقرآن ان القرآن
 لای یحکون خلقہ الا بہتیر ما مالہم
 من شیئ کانت خلقا... فاشهد ان
 علی علیہ السلام کانت قیمة القرآن
 کانت طاعتہ مقربۃ وکانت الخیلة
 علی الیاس لعلہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم (امول لائی، جلد ۱، ص ۱۱۵)

میں نے لوگوں کو کہا، کیا تم جانتے ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر خدا کی
 عہدہ سے جہت تھے۔ انہوں نے کہا،
 کیوں نہیں! میں نے کہا کہ جب مشر و خلیفہ
 فرماتے تو پھر خدا کی مخلوق پر خدا کی جہت
 کون ہوگا۔ انہوں نے کہا قرآن! میں نے
 قرآن میں خدا کیا تو کیا دیکھا ہوں کہ اسی کو
 بے عہدہ قرار دیا اور نہ ہی ہم ایمان بھی
 نہیں رکھتے مجھ کو۔ یہ وہی اور لوگوں پر اپنے
 مجھ کو بے عہدہ قرار دیتے ہیں اس سے
 میں نے بھانپا کہ قرآن بھی جہت نہیں ہو سکتا۔
 جب تک کہ اس کے ساتھ قیام نہ ہو وہ
 جو قرآن کے بارے میں کہے وہ حق ہوگا۔
 میں گواہی دیتا ہوں کہ قیام باقرآن حضرت
 علیؑ تھے اور ان کی اطاعت فرض تھی اور

بَشِيرَةٍ لَّا تَكْذِبُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ ۖ سَتَكُنْ لَّهٗ عَذَابٌ عَظِيمٌ
 ۚ اِنَّ كَذِبَكُمْ فِي الْبَاطِنِ لَسَرِيعٌ ۚ
 اے اللہ! بشارت دے دینے والا اور قہر کرنے والا

نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آگئے ہیں۔

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اب تمہارے ہند کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

اب تمہارے حساب کے لئے جنت قائم ہو چکی ہے اور وہ جنت اس بشیر و نذیر کی
 فائزہ برحقین ہند کی بشارتیں دے رہا ہے اور سزا سے بھی ڈرارہا ہے۔

۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آلاءِ جنت جیسے حضور کے زمانے کے لوگوں

تک کے لئے ہے اور بعد میں کوئی اور جودہ امامت جنت خداوندی ہوگا یا حضور اکرمؐ

صلیہ کی قیامت گرامی ہی ان تمام لوگوں کے لئے جنت ہے گی میں تک یہ قرآن پیش ہے
 قرآن سے پتہ چلتا ہے حضور اکرمؐ اس شخص کے لئے بشیر و نذیر ہیں جسے بھی یہ قرآن پہنچے

اور آپؐ کی جہت قیامت تک کے لئے قائم ہے۔ یعنی اِیٰی حٰزِلِ الْعَرْشِ الْاَلَاہِ الْاَعْلٰی

یہ وہی بلع ذاب الاملاں کر دینے کے یہ قرآن میری طرف اس لئے بھی کیا گیا ہے کہ

تہیں اور ہر اس شخص کو جسے یہ قرآن پہنچے، آخرت کے عذاب سے ڈراؤں

۔ یہاں تک میں حضور کے زمانے کے لوگ اور من بلیغ میں قیامت تک

آنے والے تمام لوگ مراد ہیں۔

ان آیات قرآنی کی روشنی میں ہر وہ روایت جو قرآن کے ساتھ دوسرا

درجہ ذات رسالت کی بجائے کسی اور مرکز امامت کو تجویز کرے جتنا اعلیٰ

کلام ہوگی اور اس روایت کے اسناد محتاج تحقیق ہوں گے جو کتاب اللہ کے

ساتھ عزت کو واجب الشک اور ثقل ثانی قرار دے۔

ممکن ہے بعض حضرات کہیں کہ یہ مرتبہ امامت نبوت کے قائم مقام نہیں

محض منصب خلافت کے نمود پر ہے مگر یہ بات صحیح نہیں۔ امامی حضرات اسے

محض ایک انتظامی منصب نہیں، ایک آسانی عمدہ کھتے ہیں، ان کے ہاں یہ مرتبہ نبوت کی نظیر ہے صوفی خدمت کا ہاں نہیں، ان کے نزدیک جس طرح ہائیکر ہائیکر اللہ مہیوت خلق مفرغ من الخلق اور معصوم ہوتے ہیں، اسی طرح امام بھی یہی صفات کھتے ہیں، ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جس کی طرح امام کو بھی خدا مقرر کرتا ہے اور اس کی شخصیت خدا کی طرف سے معین اور مقرر علیہ ہوتی ہے۔

بجز اہل اسلام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین علیہ السلام کے بعد کوئی آسانی مجدد نہیں اور آپ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی فرد مقرر من الخلق نہیں، خلافت ایک انتظامی منصب ہے کوئی دیگر ناموریت نہیں، علیحدہ ہی ہے جو صلاحت سلطنت اسلام شورائی طریق سے انجام دے، حضور اکرم کے بعد کسی اور آسانی ہدایت کا نزول نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے، حضرت عظم نے قرآن کریم کی عملی شاہراہ زینی سنت سے قائم فرمادی، ہر دو نئے پیش آئے اس کے مسائل قرآن اور حدیث کی ضرورت میں ہی یہ مقرر من الخلق میں پڑے ہوتے ہیں، ان کی دریافت وقت سے کھلتی ہے، یہ بات نہایت پختہ اور محکم ہے کہ حضور کے بعد کوئی ایسا منصب نہیں ہے

۱۔ حاکم و مجلسی کھتے ہیں: "حرقہ امامت نظیر، و حرقہ نبوت، و مثلی آمنت، و کما فی نبوت و سلمت است، ان جالبہ خدا بواسطہ ملک امامت نیز فی الحقیقت جڑتے است، بواسطہ نبی، علیات القلوب، جلد ۲، صفحہ ۱، ملاحظہ فرمائیے۔"

۲۔ حضرت خیر بن خیر امام را کہ فی الحقیقت جڑتے است، بحسب معنی الہیہ امامت، امامت، خواہر جلد ۱، علیات القلوب، ۳، صفحہ ۱۲۲۔

۳۔ منصب امامت نظیر نبوت است، زیرا کہ ہر دو دیا گئے امامت بر ہر مطلقین و مرجع امور دین و دنیا، علیات القلوب، ۳، صفحہ ۱۲۲۔

۴۔ شرع تہم میں ہے: ذات العلمیہ، خلاصہ الہیات، الامام و حجب الہی، یحکمون منسباً علیہ، و شرع تہم علیہم المومن، صفحہ ۲۲، مطبع قم ۱۔

ماہر من اللہ اور مہر حق الطاف ہو۔ جسور اہل اسلام اسی معنوں کو اپنا عقیدہ ختم نبوت قرار دیتے ہیں۔ امامی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرم کے بعد ماموریت کا یہ دہم نبوت کے نام سے تو نہیں مگر امامت کے نام سے ضرور باقی ہے۔ امام ہی خدا کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ یہیں تک نہیں، یہ حضرات ان لفظ کے لئے ایک باطنی معنی بھی تفسیر کرتے ہیں اور سوال و جواب کا مدار انہیں ہی ٹھہراتے ہیں۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔

اَلْوَلِيُّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ مَنَاقِبِهِ صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَواتُہٗ

اللہ علیہ وسلم والا محمد و آلہ علیہم السلام کے ہی وصی ہیں۔۔۔۔۔

وَالْاَہْلُ الْمَدِیْنَةِ النَّبَاہُ الْمَیْلُ فَلَیْسَ بِہُمْ

وَالْاَہْلُ الْمَدِیْنَةِ النَّبَاہُ الْمَیْلُ فَلَیْسَ بِہُمْ

اللہ۔ (المحفل کافی جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۷) کے لئے ہیں۔ نبوت اور تعداد

ازواج کے سوا وہ ہر بات میں جناب۔۔۔۔۔ کے لئے ہیں۔

فَوَیْسُ الْمُنَاقِبِ بِلَاغِضٍ وَجَلَّالُ الْاَلْبَابِ یَا بَیَّتُہٗ

یَا بَیَّتُہٗ مَا اَشَقَّ مِنْ اَلْمُنَاقِبِ الْعَفَاةِ یٰبَیَّتُہٗ مَا اَشَقَّ مِنْ اَلْمُنَاقِبِ الْعَفَاةِ

لے حضرت صادقؑ حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَمْلَأَ مِنْ قَبْلِ اللّٰہِ لَعَا

وَلَعَا مِنْ اَلْعَفَاةِ حَقَّ الْعِلَادِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ

لے حضرت صادقؑ حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَمْلَأَ مِنْ قَبْلِ اللّٰہِ لَعَا

وَلَعَا مِنْ اَلْعَفَاةِ حَقَّ الْعِلَادِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ

لے حضرت صادقؑ حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَمْلَأَ مِنْ قَبْلِ اللّٰہِ لَعَا

وَلَعَا مِنْ اَلْعَفَاةِ حَقَّ الْعِلَادِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ

لے حضرت صادقؑ حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَمْلَأَ مِنْ قَبْلِ اللّٰہِ لَعَا

وَلَعَا مِنْ اَلْعَفَاةِ حَقَّ الْعِلَادِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ اَلْمُنَاقِبِ

لے حضرت صادقؑ حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں: اَللّٰہُ اَمْلَأَ مِنْ قَبْلِ اللّٰہِ لَعَا

مخصوصاً من الامام علیہ السلام علیہ السلام
 قال: انما قد عظیم علیہ السلام علیہ السلام
 کان لم یولد الا الله قد خلقه الله لا الشیخ
 والقرآن ۱۴۱ - لہ

ہو اس کے نبوت اور تصدیق ازواج کے۔

جسور اہل اسلام کے نزدیک اس قسم کا تصور امامت و آخرت مسلم کی شانِ ختمِ نبوت کے قطعاً خلاف ہے۔ ختمِ نبوت کا معنی اقرار اور نبوت کی تمام صفات کا امام میں اثبات یہ ایسا الحاد ہے جس سے عقیدہ ختمِ نبوت پر بڑی ضرب لگتی ہے اور اس اقرار امامت کے بعد ختمِ نبوت تسلیم کرنے کا کوئی معنی نہیں رہتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

أقول: قال ابن العربی: ما منة النبوة ولا النبوة
 معنی: ما منة النبوة ولا النبوة
 بعد النبوة ولا النبوة ولا النبوة
 وهو كقولنا: ما منة النبوة ولا النبوة
 نقول: انما النبوة منة النبوة ولا النبوة
 معنی: انما النبوة منة النبوة ولا النبوة
 المعنى: انما النبوة منة النبوة ولا النبوة
 قد كانت هي النبوة ولا النبوة

شرعاً نہ مقرر قرار پاسے گا۔

ہم یہاں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ اس عقیدہ امامت میں کون کون سی ضروریات ہیں اور یہاں صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان حضرات

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ بِاللَّيْلِ مُبَارَكًا ۚ اَلَمْ نَكُنْ مِنْ قَبْلِكَ
 عَلِيًّا ۚ وَكَلَّمْنَا هٰٓؤُلَاءِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاطِيعُوْا
 اَمْرًا ۚ اِنَّ رَسُوْلًا اَتَاكُمْ عَلٰٓیْهِ السَّلَامُ
 فَخَرَّ لَكُمْ سَخِرَ عَلَیْهِ وَالْمَلَائِكَةُ
 مَخْرُوجَاتٌ ۚ وَرَاٰهُمْ اَحْمَرُ كَاٰتٍ رَّسُوْلًا
 اَللّٰهُ مَخْلُوْقٌ عَلَیْهِ رَسُوْلًا ۚ فَخَرَّ لَكُمْ
 فَسَبِّحُوْهُ كَلِمَاتٍ ۚ وَرَزَّ لَكُمْ
 اَبْلَغُكُمْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَلَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ
 الْاَوَّلِ ۚ فَتَكُنْ مِنْ اَوَّلِ الْاَوَّلِ ۚ وَرَزَّ
 وَالْمَلَائِكَةُ ۚ فَخَرَّ لَكُمْ ۚ وَرَزَّ لَكُمْ
 مَخْرُوجَاتٌ ۚ فَخَرَّ لَكُمْ ۚ وَرَزَّ لَكُمْ
 بِكَلَامِ الْاَوَّلِ ۚ فَخَرَّ لَكُمْ ۚ وَرَزَّ لَكُمْ

کتاب اللہ اور الیہ بیت - حضرت جسٹس اور صاحب کائناتین فرمایا اور ان کی نشان دہی نہیں
 ایک چارہ کے نیچے کر کے فرمادی۔

ہاں روایت کی تہ سے یہ امر بظہر روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن کریم میں بارہ اہل کلام
 کی نام بنام امامت پر کوئی نہیں صریح موجود نہیں ہے چنانچہ اس فرضی عقیدہ امامت کو
 توحید، رسالت اور قیامت کے عقائد تعلیم کے ہم چارہ ایک مذہبی عقیدہ قرار دیا جاسکے۔
 اس منطرحی الاماقت نام بنام امامت کو قرآن کے ذمے لگانا بظہر و باریت کا حق کرنا ہے۔
 اس میں شک نہیں کہ حضرت اکرم کے ارشادات بھی عین سہولت ہیں لیکن ان کا اثر
 سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ اور متواتر نہ ہو، ان پر عقاید کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔
 ہاں چارہ انہیں قرآن کی نص میں کہا جاتا ہے نہ ہوگا۔ ایسے قصور قرآن کی بجائے قصور حدیث

اللہ اعلم بالصواب

کھلائیں گی۔ اختیار احاد ہونے کی صورت میں ان کا ثبوت حقیقی ہوگا اور اگر وہ اپنے مدعا پر نہیں مروج نہیں تو پھر اپنے دعوے پر ان کی ولایت بھی غلطی ہوگی لہذا ہر سچے علمی اثریت اور حقیقی القادری روایات کے سہارے توحید و رسالت کے ہر ان علمی اھم ثابت نہیں کئے جاسکتے۔

فرض نماذوں کی تعداد و کمالات، آئمہ شیعہ متواتر طور پر منقول ہے اور عدد اپنے معنی میں بھی کسی دوسرے مفہوم کے تحقق نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بارہ اماموں کی نام بنام مفسرین الطحاوی امامت بھی کیا کسی ایسی ہی متواتر اثبوت اور قطعی القادری روایت سے ثابت ہے؟ حضرت جعفر صادقؑ نے امامی روایات کے مطابق اس کیجئے دو حدیثیں پیش فرمائی ہیں: حدیث ولایت اور حدیث تطہیین۔ اگر یہ دو روایات اکثر شیعہ شیعہ متواتر ہوں اور ان کی ولایت بھی اپنے مدعا پر قطعی اور صریح ہو تو جبکہ ایک مفسرین الطحاوی امامت حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ کے نام حدیث کی رو سے، مفسرین قرار پاتی ہے۔ بصورت دیگر عقیدہ امامت کا حلیم باطل ٹوٹ جاتا ہے۔ علامہ المامیہ بھی اس ضرورت سے بے خبر نہ تھے، انہوں نے ان دونوں روایات کو متواتر اثبوت ثابت کرنے کے لئے اپنی چوٹی کا زور لگایا۔ سبب غرق جمع کئے۔ ہر اتصال و اتصال کا سہارا لیا۔ مگر جس نتیجہ پر پہنچے ہیں ان کے جمع کردہ ذخیرے پر حقیقی نظر کی اسے ہی کہنا پڑا ہے۔

صورت ہے اس مسافر ہے بس کے حال پر
جو تنگ کے رہ جاتے ہے منزل کے سلسلے

حدیث ولایت میں ایک متواتر نقلی متواتر کے متواتر اثبوت ہونے کا ظہور تو مدقوں سے ٹوٹ چکا تھا۔ یہ روایت طریق تواتر سے نقل ہونا تو ممکن نہ غیر واحد کے طور پر بھی کسی سند صحیح سے ثابت نہ ہو سکی تھی مگر حدیث تطہیین کے ہر سند اسناد بھی کما محقق جیسے تھے۔ امامی علماء کو اپنے اس مطلب و دامن فوجیہ پر ہر نامہ تھا میر جعفر حسین مامیہ صوفیہ اعلیٰ صوفیہ جعفریہ مامیہ۔

ماسب بہرہ کھنوسہ حیات الافراد کی و مستحق بدلہ صروت اس حدیث متفقین کے ہے
 ہی کہتی ہیں۔ ماسب نکل انجات اس حدیث کے متعلق آتا بلند رنگ دعویٰ
 کرتے ہیں۔

حدیث متواترہ کلمتہ دلائلہ بالقول و لہ انکرہ الخلفیوں۔ وهو الذی

ہو سدا اذ اقباحہ بحیث یدور علیہ رحمہ الاسلام۔

پس ضروری ہوا کہ اس روایت کے بھی اسناد ہی اور استدلالی پہلوؤں پر گہری تحقیق
 نظر کی جائے۔ جب اس روایت پر تنقیدی نگاہ پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس
 باب میں ان حدیث کا دامن بالکل خالی ہے۔

اس میں ایک حدیث واثیت کا قلعن ہے اس کے متعلق یہاں یہ دعوائے کافی ہیں۔
 میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما، امام احمد بن حنبلہ کی حدیث میں لکھتے ہیں۔

احادیث المصروان کثرت رواھا تار میں ہم انہ جدا دواز سہ پڑھنے

کثرتا انھا اجمعین و کثرت رواھا کما رواھا ت مگر یہ بہت ہیں لیکن

کثرت رواھا و کثرت رواھا وہ سب کی سب ضعیف ہیں حدیثی

حدیث ضعیف کثرت رواھا و کثرت رواھا کی روایات ہیں کہ روایت بہت

کثرت رواھا و کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا

کثرت رواھا و کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا

کثرت رواھا و کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا

کثرت رواھا و کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا کثرت رواھا

حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اگر اس حدیث میں اس کی سند کے خلاف نہیں ہوگا تو اس حدیث میں
 یہ روایت متفقین کے پاس ہے ہوگی اگر اس حدیث میں اس کی سند کے خلاف نہیں ہوگا تو اس حدیث میں
 اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں
 اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں
 اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں اس حدیث میں

حدیث من حکمت مولانا مکتوب
مولانا جگہ بعض اوقات کثرت طرق بیانے
اس کے کہ نشان ضعف کو فرما کر دے۔ اس ضعف کو اور آشکار کر دیتا ہے۔
حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں،

هَذَا يَصِفُ مِنْ طَرَفِ الْفَقْهَةِ یہ روایت ائمہ اور معتبر طریقے سے
استدلوا، ونبذوا المستبدل به، وارجوا ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

باقی رہی اس روایت کی اپنے دوسرے دلائل؛ سو علامہ امامیہ کو خود اعتراض
ہے کہ یہ دلائل قطعی نہیں ہیں اس کے دلائل بھی نہیں مرتب نہیں کر سکتے۔
علامہ طبرسی لکھتے ہیں،

الْمُتَابِعَةُ لِلْعَلَمَةِ الْفَرِيقِ الْأَخْصَرِ حضور کے حدیث من حکمت مولانا
معتد بہ ہر دستہ مسئلہ حکمت مولانا میں حضرت علی کو اقتداء امام نہیں
معتد بہ مسئلہ مولانا، فرمایا، مفسر اشاعہ سے حجت
کتاب الامتثال، ص ۱۱۱، ج ۱، شریف، فرمایا ہے۔

شرح تجرید میں بھی اس روایت کی دلائل ضعف فیہ تسلیم کیا گئی ہے،
تجملہ دلائل دلائل حلف الامامت اشیاء تفرج، ص ۱۱۱، ج ۱، طبع قم،
مقام تجرید ہے کہ روایت چوتھا اس قدر ضعیف ہو چکا ہے کہ متواتر اور دلائل
ضعف فیہ ہو چکا ہے بلکہ قطعی الدلائل اس پر فرضی امامت کا مقیدہ قائم کر کے ۱۰ سے
توحید و رسالت اور قیامت جیسے عقاید کی طرح ایک انمول اور ضروری مقیدہ تسلیم کیا
جاسکتا۔ امامی روایات کے مطابق حدیث قطعیہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا،

إِنِّي أَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَهَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي قَدْ تَنَزَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
لَتُسْكِرَ غَارَةُ الْكَطْبِيعِ الْخَبِيرِ الْخَطِيفِ، وَتُحْفَظَ أَيْمَانُ الْبَيْتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ
نور الدلائل، ص ۱۱۱، ج ۱، طبع قم۔

اس پر حضور سے روایا گئے، اہل بیت کے، آپ نے فرمایا،

لو ان کل منکم لعلیٰ یصلحوا، اولیٰھذا اربع و ثلاثون و یصلحون فی انفسہم و
 و فی کل مؤمن، و مثنیۃ بعدی ہوا اولیٰھذا ثلث و اربعون ثم اربع و اربعون
 ثم اربع و ست و ثلاثون و اربعون بعد و اربع و ست و اربعون
 الخیر شخص، اے اللہ ہی ارحمہ و سچ کہ جہ علیٰ خلقہ۔

۱۔ کتاب الاحیاء فی الطب فی - ص ۱۰۰

یہاں تک اس خانہ ساز روایت کا تعلق ہے ہم اس سے قرین نہیں کرتے یہاں
 حضرات کے اپنے گھر کی بات ہے، جو چاہیں وضع کریں اور اسے خدا اور اس کے رسول
 کے ذمے لگاتے ہیں مگر ہم اس بات کی اہانت بھی نہیں دے سکتے کہ اپنی اس بن گھڑت
 روایت کو وہ ہمارے ذمے لگائیں اور اس روایت قطعی کو یہ حضرات اپنی سنت کی
 طرف نسبت کریں اور کہیں کہ یہ اہل سنت کے ہاں کی بھی ایک مستند روایت ہے، معاذ اللہ
 ثم معاذ اللہ، اس روایت پر نظر کرتے ہیں اس کے یہ چند پہلو نمایاں ہو کر ہمارے
 سامنے آتے ہیں:-

۱۔ قرآن پاک اور عزت الہی ہیت پر دو واجب تشکف اور لازم الاتباع میں
 اہل سنت کی اہمیت بالاعتقاد:-

۲۔ قطعیین میں اہل ثانی صریح طور پر اہل بیت ہیں۔ روایت کے آخر تک یہ تفرقا میں
 ان دو اقران اور اہمیت، کو ہر ایک نقطہ میں یکجا کیا گیا ہے۔

۳۔ کل اہلیت اس ضیافت کے اہل نہیں بلکہ ان میں سے یہ درجہ صرف بارہ افراد
 کو حاصل ہے۔

اہل سنت کے ہاں حدیث قطعیین ان تین مشہوروں کے ساتھ کہیں بھی بہت استاذ و
 نہیں۔ ان کے وفات حدیث کا حقیقی فقرے مطالعہ کریں تو ان مسلمانان کی حدیث قطعیین
 کسی مستبر کتاب میں بھی سند صحیح سے نہیں ملتی یہ جائیکہ اس کے متواتر ہونے کا ہے بنیاد
 و عمومی کر دیا جاتے ۱۰ امامی حضرات کا فہم صریح اور کتب بعض ہے کہ وہ ان ضامین کی
 حدیث قطعیین پر صرف اہل سنت کے ذمے لگاتے ہیں بلکہ اس کے اہل سنت کے ہاں متواتر

ہستے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ فی الواقع

اہل سنت کے اہل حضرت اہل بیت واجب التحیت ہیں نہ کہ واجب الشک۔
ان کی فضیلت تمام اہل بیت کو شامل ہے نہ کہ صرف بارہ افراد تک محدود۔
کتاب اللہ کے ساتھ نقل ثانی سنت رسولی ہے۔ اہل بیت کے حقوق کا احترام
ایک قیام مسئلہ ہے۔ یہ حضرات قرآن کے ساتھ فقہین اور تفسیر کے علما میں
مراحت سے کسی صحیح روایت میں کہا نہیں۔

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ حضور اکرم نے علم غدیر کے مقام پر ارشاد فرمایا:

اہل بیت! اذکرکم اللہ فی اہل بیتہ۔ میں تمہیں اپنے

بیت، اذکرکم اللہ فی اہل بیتہ۔ اہل بیت کے بارے میں خدا کی یاد

اور ذکر اللہ فی اہل بیتہ۔

ارشاد ۱۰۰، سند احمد ۱۰۰، ابی داؤد ۱۰۰، ترمذی ۱۰۰،

بیت کے بارے میں خدا کی یاد و دعا ہوں۔

حضرت زید سے جب پوچھا گیا کہ یہاں کون سے اہل بیت مراد ہیں آپ نے فرمایا:

آل علی بن ابی طالب و آل جعفر و آل طاہر کے تین گروہ علی بن ابی طالب

و آل طاہر و آل جعفر و آل طاہر کی اولاد اور حضرت عباس

کی مدد کی اولاد۔

اس روایت میں حضور اہل بیت کے حقوق پر سے کرنے کی تعلیم فرما رہے ہیں۔

انہیں واجب التحیت قرار نہیں دے رہے اور دینی حدیث حضرت زید بن ارقم

اس فضیلت کو صرف بارہ افراد تک محدود نہیں کر رہے ہیں بلکہ اہل بیت کو

بر صحت مرام ہے۔ اس فضیلت کا مصداق بتلا رہے ہیں جن میں کل عباسی حضرات

بھی شامل ہیں۔ ماقبل کے اعتبار سے یہاں اہل بیت کے لئے نقل ثانی کی تعبیر مراد

نہیں بلکہ حضرت زید سے کہہ سنی کی بنا پر نقل ثانی و سنت کا بیان رہ گیا معلوم ہوگا

یہی وجہ ہے کہ بعد میں قرآن اور اہل بیت کے فضائل جیسے الفاظ میں کیا مذکور نہیں۔

اس سے حضرت زید پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ وہ اس روایت سے پہلے اپنے بڑے بھائی
کی مصدوری بیان کرتے ہوئے صاف فرما چکے تھے کہ اگر کسی جزو کو نہیں بھول جائے تو
مجھے اس کے بیان کا مکلف ذکر نہ ملے

اس روایت کے شروع میں جو اھل بیت کے الفاظ ہیں وہ امام شیعہ کی حق کی
مطابقی جو موجود نہیں ہے

پہلی نظر ہے کہ یہ اس روایت کی تصنیف نہیں تھی ہے حدیث ثقیل کی ایک
جی ایسی صحیح سند موجود نہیں ہے۔
۱۔ ثقیل ثانی صحیح اور پرانی حدیث ہے۔

۲۔ پر ثقیل ۱ قرآن اور اہل بیت واجب التمسک ہیں اور

۳۔ اہل بیت سے خاندان رسالت کے حرف بارہ افراد ہی مراد ہیں۔

امامی حضرات اہل بیت کے ساتھ حدیث ثقیل پیش کرتے ہیں اور نہ
صرف اسے صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس کے متواتر ہونے سے وہی ہیں اور چونکہ اس کی ایک
روایت پر ان کے عقیدہ امامت کی بنیاد ہے۔ کیونکہ حدیث ثقیل ۱ میں صریحاً ہے
حدیث ثقیل ۱ میں ان کے عقیدہ کے باب میں ہے اہل بیت وہی ہے۔ حدیث ثقیل ۱ میں
کے بیان میں یہ بات ہے کہ اس باب میں صحیح و سقیم کے امتیاز کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔
اگر اس روایت کے صحیح ہونے کی صورت میں ہی حضرات امامیہ کا فرضی عقیدہ
امامت پر گزر ثابت نہیں ہوتا تو یہی وجہ ہے کہ انہوں نے احتجاج غیر ہی میں اس کے ساتھ
تمام بلام اہل حق کا ایک بڑا بڑا دھوکا دیا ہے۔ تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے پہلے
بائیں ہر دو کا بھی ایک تنقیدی جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ حدیث ثقیل ۱ میں
کی مذکورہ تین صورتوں کے ساتھ کسی بھی صحیح اسناد سے ثابت ہے۔

نہا کا مشکو ہے کہ ہمارے کلمات علیہ و علیہ حضرت مولانا محمد باقر صاحب
نے چند شیخ فرما کر اس روایت کی پوری تحقیق فرمائی ہے اور اس کے چھ سنا دیکھ سکتے
ہے۔ دیکھئے شہر مدہ ۲، ص ۵۷۵۔

فان کا موری طرح محاسبہ کیا ہے۔ ہجرت ۱۰۰۰ھ غزوہ بدر سال ۱۰۰۰ھ ہجرت
مولانا موصوف کے ساتھ دورانِ تاریخ میں بھی اس موضوع پر
خاکرات ہے اور اس پر پورے ایمان سے کہہ سکتا ہے کہ اسی عظیم حد
سے مجدد برآینا یہ مولانا موصوف کا ہی حق تھا۔ بلکہ جادو فی المثل
الشیخ کا کہ ترک الاولیاء ہوا۔



تقریظ

حضرت علامہ محمد شمس الدین عظیمی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ایمانِ اہل بیت سے اسلئے حدیثِ ائمہ کی تصدیق و توثیق کے لئے لکھا گیا ہے کہ روایت کے طرق و اسانید کو جمع کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہے۔ بعض میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا ذکر ہے۔ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ثانی تفصیلِ اول ہے اور اول میں اختصار کیا گیا ہے۔ تیسری قسم وہ روایات ہیں جن میں پہلے سنت رسول کے بعد اہل بیت علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اول و دوم قسم کی روایات صحیح ہیں اور حریفہ بالقرآن ہیں کیونکہ قرآن میں جہاں علیہ السلام و اہل بیت علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اس میں خروج بشری کے لئے صرف قرآن و حدیث کتاب اللہ و احادیث سنت رسول اللہ کو ضروری قرار دیا گیا۔ اگر دین میں کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو یہ ناممکن ہے کہ قرآن حکیم ایسے مواقع میں اس کا ذکر نہ کرے کہ ایسے مواقع میں تمسکِ ہادی بہت کو نظر انداز کرنا محال کہ یہ تمسکِ الہی شمس کے ہاں ضروری ہے فتح باب اشوال ہے جو قرآن کی شانِ جاہلیت کے خلاف ہے۔

جن روایات میں فقط حضرت یا اہل بیت آیا ہے وہ روایات و حدیثِ دست نہیں۔ روایتِ اس کے کہ زید بن ابیہرہ کی روایت پر صحیح مسلم میں ہے۔ اس کے ساتھ دیگر روایات پر محدثین نے کھلم کھیا ہے۔ اسی سے امام ہادی نے اپنی تصانیف میں اس کو قابلِ نقل نہ سمجھا اور امام صفائی نے سنن کبیری میں الحدیث کے باوجود سنن کبیری سے بھی اس کے ہاں صحت کا الزام ہے اس کو خارج کر دیا۔

مسلم کی روایت میں اضطراب ہے اور متنی اضطراب جبکہ ترجیح کے دلائل موجود نہ ہوں۔ صحت حدیث میں موجبِ قدر ہے۔ حدیثِ مسلم میں ازاداری و معتبرات کو ایک

ابیت میں اہل بیت میں داخل کیا گیا ہے اور دوسری میں خارج نیز نہایت اہم ہے
 ۱۔ اپنے بڑھاپے اور اہل بیت ہونے کا ذکر کیا ہے مگر روایت کی محنت مان بھی
 لی جائے تو سابق دو قسم کی روایات اور نصیری قرآن کو اس پر ترجیح ہوگی یا کم از کم یہ کہ
 قسکت و کتاب و السنۃ ہر قرآن سے ثابت ہے وہ قطعی ہے اور اصل دوم کے متعلق مشکوٰۃ
 ہے کہ سنت ہے یا حضرت! لہذا سنت چونکہ مطابق قرآن ہے اس کو ترجیح ہوگی۔
 ۲۔ روایتاً بھی حضرت اہل روایات درست نہیں کیونکہ نصیری علم میں مقصور
 اہل حضرت علیؑ پر اعتراضات کا بغیر تھا اور اعتراضات کی اصلیت عداوت تھی
 انھوں نے اہل بیت اور عداوت و اعداء کا تعالیٰ بتلایا ہے اہل بیت تحقیق محبت میں نہ
 عمل عداوت۔ اسی کے لئے مذکورہ روایت سے محبت کا ثبوت تو ہو سکتا ہے وہاں
 قسکت اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ حضرت اہل بیت کی تسمین بھی کسی
 روایت میں نہیں کی گئی کہ کون سے افراد مراد ہیں مگر سب مراد ہوں تو ان کا فرق
 صالح ہو یا فاسق تو ان کی اطاعت کا اور غیر معقول اور مخلوق روایت ہے۔
 علاوہ ازیں اطاعت غیر نبیؐ بلکہ نبیؐ کی اطاعت میں بھی یہ ضروری ہے کہ ذات کی
 اطاعت مراد نہیں اطاعت کی اطاعت مراد ہے اور اطاعت کے لئے ان احکام کا قطعی اثر
 ہونا ضروری ہے۔ لیکن اہل بیت نبیؐ کے احکام سے سے باقاعدہ عقائد ہی نہیں مگر
 ایک فرقہ کے عقائد ہوں تو بہرہ فرج کے احکام مجہول اور نامعلوم ہیں چہ اگر وہ جب اطاعت
 میں احکام نبویؐ اور احکام اہل بیت کیسے چوں تو رسولؐ اور غیر رسولؐ میں فرق کیا ہوا؟
 بہر حال رسالہ "حدیث طہ لعلین" میرے نزدیک اپنے موضوع میں بے مثال ہے اور
 دونوں قرینی بشرط انصاف اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ مسلمانوں
 کے لئے فوہت کی اس خدمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ مقبول فرمائے۔ آمین !

تقریظ

اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب اپنا لکھی ہوئی ہے

جلد دوم عربیہ ہوگی۔۔۔ بطبع سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ایسے آدمی پیدا کئے جن کی زندگی محنت و جدوجہد اور وقار و جلال کے لئے وقت رہی۔ انہیں حالات کے دباؤ اور ناموافق آسپ دہڑا کے طوفان آئینہ الچی بھر جلیں اور اسے ادھر ادھر کر سکے۔

اس نوع کے اہل علم کا ایک خاصہ ہر دور میں افلاک میں سے۔ باطل سے تبرا کرنا رہا ہے اور اسی مبارک سلسلہ کی کڑی حضرت مولانا مولوی محمد تاج صاحب ہیں۔ انہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کی ترقی و ترقی کے علمی تحقیقات کے میدان میں ایک گام قدم اضافہ فرمایا ہے۔ بات کی تہہ تک پہنچنے کے عادی حضرات اس کتاب کی قدر کریں گے اور حق کی تلاش کرنے والے لوگ، کتاب موصوف کو ایک نعمت مانتے یقین کریں گے۔

مؤلف نے اس کتاب میں اصناف کے دائرہ کو باقاعدہ سے نہیں چھوئے دیا اور تصنیف و تہذیب و تمدن کے بحر و منبر سے محفوظ رہے ہیں۔

حضرت مولانا کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو گا کہ اہل علم و ثروت کا یہ کمزور ہے اہل علم و ثروت کے مسئلہ سے بھی اس حدیث کا تعلق نہیں۔ یہ کتاب اپنے نام موصوف میں انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر خطیب اور مبلغ کے مطالعہ میں رہنے کے لائق ہے۔



موقف کی طرف سے ، ایک ضروری گزارش

زیر نظر رسالہ میں روایتِ قطعیہ پر طویل بحث کی گئی ہے ، ابتدا میں کچھ ضروری تہیہات وضع کی گئی ہیں ، جس سے اوّل کے آخر میں بعض اہم تنبیہات ذکر کی گئی ہیں ، اسی طرح جسٹ ثانی کے ابتدا میں بھی چند امور قابلِ توجہ ذکر کئے ہیں ، جسٹ ثانیہ علی ہے اور اسی علم کی توجہ کے لائق ہے ، تاہم وہم بھی ضرور اس سے غافلہ تھا سکیں گے ۔

تاغریب کلام کی خدمت میں با ارب گزارش ہے کہ رسالہ ہذا کے کسی ایک آدمہ جسے کہ خواجہ فرما کر تمام رسالہ پر تھوڑے فاصلے یا نتیجہ کلام کہنے کی جلدی گزارش نہ کریں جب تک کہ تمام رسالہ ایک جامع نظر نہ فرمائیں ، رسالہ کے حقیقت موضوع میں مستحق بحث کی قابل دید چیزیں مذکور ہیں ، جن سے کسی شبہات کا ازالہ مقصود ہے واپسار خیال کہنے میں جلدی اور تعمیل سے کام نہ لیں ، علم و حکمت اور فہم و دانش کا یہی تقاضا ہے ۔

منجہ رقی کم علی اور کم مانگی کے پیش نظر معترف ہے کہ روایتِ قطعیہ کتاب اللہ و شفی کے تمام فرق سب منشاء فراہم نہیں کر سکا ، تاہم اس کلامتہ پر ویرہ بحوالہ فراہم ہو گیا ہے جو رسالہ ہذا کے ثانی میں بالترتیب پیش کیا جا رہا ہے ۔



وہ رہا منکی شہر آفاق کتاب

رحمت خیمہ

برسہ

مع

مسئلہ اقربا نوازی

قصید

مستحق خیر حضرت خاتم

مولانا محمد علی باجوہ مدظلہ العالی

● عذات لعلنا گوش اور حضرت علی علیہ السلام کے باہمی تعلقات کی حسین تصویر

● صحابہ کبار اور خاندانِ علیؑ کے درمیان اشتکات و اشتقاق کی گہمی سازش کی مشکوٰۃ کئی

● جماعت صحابہؓ یا انصاری حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر قدیم و جدید اعتراضات و مسائل کی مشکوٰۃ و شکست جواب

● بین الاقوامی شہرت کی حامل کتاب جس سے ان کیست تک متاثر ہوئے اہل فلسفہ و تحقیق کی

● رہنما و کوکب کی تفسیر و تفسیر محمدؐ کی افواج و عسکر

● مسئلہ اسلام کے ان صدیوں کی زندگی کا حقیقی نقشہ

● پانچویں صدی کے اسلامی دور کا سچا و سادہ سا بیان

● بدلتے ہوئے دور کی کتاب جس کا مطالعہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

تحقیق فذک

از قلم محقق شہرہ آفاق مولانا محمد علی باجوہ مدظلہ العالی

جس طرح

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

● حضرت خاتم النبیینؐ کی زندگی کا حقیقی نقشہ

التَّقْلِيْدُ

الحمد لله الذي جعل في كتابه العزيز آياتاً للذين آمنوا ويحذرون
ويعلمون أن الله لا يهدي القوم الظالمين

جن لوگوں کو آ حضرت سرور کائنات سے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین سے نفرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کے ساتھ دشمنی محبت
ہے وہ اسی محبت کے دشمنی میں جس سے تمنا ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں ایسے قرآن مجید
کتاب اللہ کی احکامات اور تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی احکامات واجب ہیں۔ اسی طرح اہل بیت علیہم
السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احکامات میں احکامات فرض اور لازم ہے۔ جیسے کتاب اللہ کے قرآن میں کو نہ
ماننا و انکار قرآن ہے۔ ان کے ہاں اسی طرح حضرت رسول کے قوی و علی فرمودات کو تسلیم نہ
کرنا کفار اور رسول کا انکار ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وجوب کتاب اور وجوب احکامات کے
اعتبار اور محبت شریعت جوئے کے لحاظ سے حضرت رسول میں اور اہل بیت میں ان کے ہاں
کوئی فرق نہیں۔

یہ مسئلہ ان کے نزدیک مستقر ہے۔ ہاں پر مائیں کسی کتاب سے حوالہ کشی کرنے کی
کوئی حاجت نہیں ہے۔ مگر مزید تفسیری مقصود ہو تو تغیر جمیع اہل بیان ابو علی طبرسی مؤلف الوقت
آیت (اولی الامر منکم) کا حوالہ کیجئے۔ ہمارے اہل سنت و الجماعت و جمہور علماء کے نزدیک
علی الاطلاق احکامات ہر وقت کتاب اللہ و سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لازم اور واجب
ہے۔ مستقل احکامات اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضروری ہے۔
ان ہر دو کے ماسوا بین لوگوں کی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم اور ضروری ہے۔ وہ کتاب سنت کے
فرمان کے تحت ہے۔ مستقل طور پر واجب نہیں۔ مسلمان ماکم کی احکامات ہر یک والدین کی

تاجدار، اہل کبریا، امت اور مملکت کے دین کی پیروی ہو یا نہ ہو، ان کی ہمت کی قربانی ہو یا نہ ہو، یہ سب اہل بیت کی کتاب و سنت کی احاطہ کے تابع نہیں گی۔ ان کی احاطہ معرفت اپنے، اور میں ہوگی۔ غیر معرفت یا کتاب و سنت کی مخالفت میں ان کی احاطہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ چنانچہ لازم ہو۔ فریقین میں قواعد و ضوابط کے اعتبار سے یہ ایک اصولی فرق اور امتیاز ہمیشہ قائم ہے۔ پھر ایک فرق نے اپنے اپنے متذکرہ اصول اور ضابطہ کو مدعی کرنے کے لئے بے شمار تقریرات لکھی ہیں۔ بیہودہ تعالیٰ ہم میں ارادہ رکھتے ہیں کہ فریقین کے ان ہر دو فرقہ وارانہ اصول کو بعد استدلال سامنے لا کر واضح کریں کہ کون حق سے نیا وہ قریب ہے؟

جواب میں ہم قرآن مجید کے اوصاف سے کہتے ہیں۔ حصہ اول میں صحابہ کی حسب اہمیت کے تجزیہ و تفسیر اور ان کے استدلال پر مشتمل کتب تصنیف پیش کیا جائے گا، اہل بیت کی اور قرآن مجید کے خلاف غلط فہمی میں جمہور اہل سنت و الجماعہ کے قاعدہ کی تشریح و توضیح اور اس کے خلاف کتاب و سنت سے پیش کردہ سخت کرنے کا قصد ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی الشَّيْخِ

اللہ اس شخص کی تائید کے لئے قول خداوندی،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْغُلُوْلِ وَالْجُبْنِ وَكُنْتُ بِكَ رَاغِبًا وَرَاغِبًا

مَرْغُوْبًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْغُلُوْلِ وَالْجُبْنِ وَكُنْتُ بِكَ رَاغِبًا وَرَاغِبًا

اور حدیث نبوی، اِسْتِثْنٰ الْاَکْثَرُ فِی الْمَعْرُوْعَاتِ کافی ہے۔ منہ



حصہ اول

معلوم ہونا چاہئے کہ دو سوں نے اپنے اس وضع کردہ اصول کہ اہل بیت و عزت نبی و حبیب مسکت میں کتاب اللہ کی مثل ہیں۔ یعنی باعتبار حقیقت اس میں کوئی فرق نہیں ہے، اس کے اثبات کے لئے جو دلائل فراہم کئے ہیں، ان میں روایت قطعیہ جو فریقین کی کتابوں میں عام طور پر مروی ہے، کہ اہل الاصول کے وجہ میں بنیاد و اساس قرار دیا ہے۔ حقیقت میں تمام مسئلہ ہذا کی بنیاد ان کے نزدیک ہی روایت پر رکھی گئی ہے۔ دوسری کوئی آیت یا روایت اس مقصد کی خاطر اگر تلاش کر سکے جاتی جاتی ہے تو صرف بطور تائید و تفسیر کے اس کو مستعمل کیا جاتا ہے۔ ورنہ اس روایت قطعیہ کے بہتے پر سب ان کو مزید کسی استدلال کی احتیاج نہیں۔ اسی وجہ سے ان دو سوں نے روایت قطعیہ کے مفاد و معنی متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعوئے قاترین کے برائے مثالیں علماء اور متصفین نے درست کر رکھا ہے اور اس روایت قطعیہ کو متواتر ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی ضخیم جلدیں مرتب کی گئی ہیں۔

۱۔ ان کے متاخرین علماء و محدثین میں شوقیر مامر میں صاحب المصابہ لکھنوی نے تحت اثنا عشر شہادۃ العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باب امامت کی تردید میں جو کتاب جماعت الانوار مستند جلدوں میں لکھی ہے، اس کی مستحق وہ ضخیم جلدی صرف روایت قطعیہ و مرتب کی ہیں۔ البتہ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے اس روایت کو قطعی و متواتر ثابت کرنے کے لئے آخری کلام کروا ہے اور اپنے اس گمان کے اثبات میں انہوں نے اپنی تمام تر وقت صرف کر دی ہے۔

زمانہ حال کے شیعی علماء نے بھی اپنے سابق مجتہدین کے موافق بحثِ عقیدین کو جزوِ اہم سمجھتے ہوئے ہر شے پر ہنگ و دوڑ کے ساتھ اس روایت کو بڑھیم خود مختار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور دعائیت بڑا کو اسلام کی پہلی کا محور قرار دیا ہے ہم ناظرینِ باطنین کی خدمت میں بطور قوتِ اہلِ دوسرے شیعی فاضل کی بڑھیم خود مایہ نماز تصنیف کا صرف ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو ان مقصد کے لئے کافی ہے :

فان اوقاتنا تک ہیکلہما العقولین
 میں ہم لوگوں میں دو بڑی بھاری چیزیں
 الحیکۃ وعلومہا ہیکلہما العقولین
 چھوٹے جتنا ہوں جن کی پر وی تم پر
 حجتہ شریعتہ وملتہ وجموعۃ العول
 واجب ہے۔ لڑائی و اہلیت، اذاعتہ
 ولوانکرا الحیقول انکے فرشتے ہیں
 سب اذہر حدیث متواتر ہے میں کو
 وھما علیٰ ہیکلہما العقولین، اللہ ہر
 امت نے قبول کر لیا ہے۔ اگرچہ
 مطلقہ لہما لوجہ ہر ہیکلہما
 کوئی جہاں نظر بھی کر دے۔ یہاں تک
 ہم حدیثِ عقیدین کا ذکر کرتے ہیں اس
 حقِ اخصاص کو۔

لے ہر زمانہ میں شیعی علماء نے دعائیتِ عقیدین پر بہت کچھ لکھا ہے۔ نہت کے زمانہ حیات اس پر قارئین ہوتے رہتے ہیں چند سال ہوئے ان کے ایک شیعی عالم محمد قوام الدین اور شریانی لکھی نے سب سے پہلے ایک رسالہ دعائیتِ عقیدین پر اپنی سنت و الجہات علماء کے عوارضات بچا کر کے رتب کیا ہے۔ اس کو پھر دادا ترمذی و المسرہ کے مشائخ میں شائع کرایا گیا۔ پھر اسی رسالہ کو ضلع سرگودھا، پیرہ، کے شہر موعی صاحب حسین صاحب علی نے اردو ترجمہ کر کے یہاں شائع کیا۔ اس رسالہ کا نام "انشا و زوالِ ائمہ عقیدین العوالت ہدایتِ عقیدین ہے۔ اس میں علماء کے دورِ مہر کر کے ناظرین ہوں و اعز جن، دیکھا یا گیا ہے کہ ان کے علماء نے اس کا ذکر کیا ہے۔ قرآن بڑا کے وقت یہ رسالہ بھی پیش نظر ہے۔ لہذا تصبیحات پیش کرنے کے بعد چونکہ ہم ساری کے قرآن فردا جماعت کی حاجت نہ رہے گی۔ ہر

۲۔ اسلام کی یگانگت کے لئے یہ روایت محمد کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسرے مضمون میں اسلامی اسلام اور بنیاد دین کا دوسرا ان کے نزدیک اسی روایت کو ماحول ہے۔ اب اصل بحث میں شروع ہونے سے قبل چند تمہیدات یہاں قابل ذکر ہیں انہیں ہمیشہ نظر رکھئے۔

تمہید اول

ماہرین کرام پر واضح ہو کہ صاحب غلۃ الثقات نے روایت ثقیں کو صرف لفظ متواتر کہنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آنے والے تمام مسائل متنازعہ فیہ سے پہلے اسی بحث ثقیں کو مکمل کرنے کے لئے فرما دیا۔ صرف کیا ہے۔ ہماری اہمیت والہامہ کی کتابوں سے ہے شہادہ طب و بائیں حالات جمع کئے ہیں۔

لیکن اپنی جستجو اور تلاش کے نتیجے اعتبار سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ بحث ثقیں کے سلسلہ میں جتنا کچھ مواد و حالات ہمارے کی شکل میں اساتذہ و شاگرد و موفی نے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ میر صادق حسین صاحب کلمنوی شیشی معصفت عہدات الاولاد کا اخذ ہے۔ یہ ان کا اپنا علم نہیں۔

میر صاحب مذکور نے اپنے زعم میں ان روایات (ثقیں و دلائل و غیر ہما) کو اہمیت کے کتابوں سے متواتر ثابت کرنے کے لئے بڑی محنت شاد کی ہے۔

دوم

ہر گز ہمارے ہر صحابی دوستوں نے حقیقت سے متہود ہو کر فریقین کے پاں داناؤں کو متواتر ثابت کرنے کی سچی کوشش کی ہے اور اہل السنۃ والجماعہ پر اس روایت کے انکار کرنے اور اسے معمول پر نہ ٹھہرانے کا الزام قائم کیا ہے۔ اس بنا پر ہم چاہتے ہیں کہ ذیل تالیف رسالہ میں روایت ثقیں کے اصل مقام کو حوالہ السنۃ کے قواعد کی دوسرے متین ہو سکتا ہے واضح کریں۔ روایت ہذا میں دوسری قابل قبول ہو سکتی ہے

اس کو پیش کیا جائے۔ اس کے چنے طریق اسانید ہم کو میسر آ سکتے ہیں ان کی تحقیق و جستجو کی جیسے کہ ان میں کون کون اسانید چکر ہیں اور کون کون غیر چکر؟ پھر جو اسانید میسر نہ آ سکیں وہ روایت ہذا کا صحیح متن ثابت ہو اس کا مفہوم متیقن کیا جائے۔

اس بحث و تحقیق سے ناظرین پر واضح ہو سکے گا کہ دریاں حُثب الی بیت کا دعوائی قرائر کہاں تک درست ہے؟ اور روایت ہذا کے انکار کا الزام واقعی اس پر ہم پر قائم کیا جاتا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ معاصر پر عکس تو نہیں؟ نیز ان اخصیصہ کے بعد یہ بھی مہیاں ہو جائے گا کہ یہ روایت رد سحر کے مافی وجہ التمسک بالقرۃ کے لئے قیست بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا ان کی جانب سے اتنا ہی اقدار ہے اور تقریر ہو تمام نہیں۔

سوم

روایت متیقن کے بھی قدر اسانید ہم کو اپنی کتب سے میسر آ سکتے ہیں انشاء اللہ۔ ہمدانی جبر کے ذخیرہ حامل ہوتے ہیں یا ان رد سحر کی نشان دہی کے طریقہ سے ان کے ہوں۔ حتیٰ اوست ان سب کو فراہم کرتے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ "فلک النہار" میں پرکھ جہات الافارہ کی ہی شکل مدفق ہے اس سے کوئی منہ سس ہم کو نہیں مل سکی۔ البتہ جہات الافارہ سے متعدد اسانید روایت، فراہم کر سائل چکر ہیں اور کچھ مواد متیان مع الخودۃ سے میسر ہوا ہے۔

۱۔ ہمارے ہذا خطہ کرنے سے معلوم ہو سکے گا کہ کس بھی روایت کے ساتھ کون کون چکر کیا ہے۔ مثلاً سند احمد کی روایت ہشتم اور سند دارقطنی کی روایت دسک مسلم کی روایت دہم و غیرہ کی صحت و سند کو درست کیا ہے اور صرف ان کے متن کے معاصر بحث کی گئی ہے۔ تاہم یہ موقوف ہمارے ہذا کے قریب یہ کہنا ضروری ہو گا کہ اس نے روایت متیقن کے تمام ادائیگی۔ ہر سال کے تین دو گویا ہے۔ (جستجو)

اور اپنی کتب میں سے جو بامند روایت لائے والے مصنفین ہیں ان سے روایت
 پر جامع کی گئی ہے۔ جو مصنفین بامند روایت میں لایا کرتے بلکہ روایت لائے میں
 خود نقل سے کام لیتے ہیں، یعنی اصحاب تخریج نہیں بلکہ نقل ہیں۔ ان لوگوں سے
 اس روایت کو نہیں نقل کیا گیا اور نہ ہی اس نقل و نقل کا کوئی ثرہ مرتب ہو سکا،
 اگرچہ پہلے ان تہذیبوں نے حوالہ جات کی کثرت پیدا کرنے کے لئے روایت ہلانے
 محنت میں جب بھی کوئی تالیف مرتب کی ہے تو یہ کوئی تیز نہیں رکھی کہ جس قسم کے
 مصنف سے اس روایت کو نقل کیا جائے، آیا وہ خود صاحب سند ہے یا نقل ہے۔
 حالانکہ نقل و نقل کرنے والے مولفین سے حوالہ نقل کرنے میں حوالہ جات کی کثرت تو
 پیدا کی جا سکتی ہے۔ لیکن کثرت اسانید جو اصل مطلوب ہے وہ ہرگز نہیں ہوتی۔
 اس بنا پر صاحب اسناد علماء اور بامند مصنفین سے ہی حوالہ جات جمع کئے گئے
 ہیں اور علماء ناقلین کے حوالہ جات کی مبالغہ آلودہ متن مبذول نہیں کیا گیا اور نہ ہی
 اسناد ان کے حوالہ جات کی کوئی حاجت تھی اور اسی طرح وہ حوالہ جات میں قابل حوالہ نہیں
 قرار دئے جاسکتے ہیں۔ روایت انہما کی نسبت کسی بامند محدث شہرہ کی طرف لڑائی
 نہ تھی یا آخر تک نہ تھی کہ اگر اس کی سند تمام یا تمام بالکل خوش نہیں
 کی گئی اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اس محدث نے اپنی فلاں تصنیف میں روایت کیا کہ
 درج کیا ہے۔ اس قسم کے گناہ اختلاط اور یہ سند حوالہ جات قواعد بیست کے خلاف
 ہے اختلاط کے لائق اور قابل جواب نہیں ہے۔ بالخصوص جب کہ ایسے جمہول اصحاب کے
 دعوایہ تفسیر کو بہتر انہما جات سمجھتے ہوں تو یہ ایسے ہے سرور یا اختلاط اور حوالہ جات
 اور بھی لائق ترک ہو جاتے ہیں۔

چہ چہ

معلوم ہونا چاہئے کہ روایت مصنفین کے حوالہ جات بحال ہیں قدیم کو قدیم ہو سکے
 وہ تو زیادہ یا اتنے عدد ہیں اور ان میں سے کوئی کتب سے ان کو جمع کیا گیا ہے۔

ان میں اکثر حوالہ جات ایسے ہیں جن کی سند باوجود تلاش کے کہیں سے میسر نہیں ہو سکی اور بعض کی ناقص سند ملتی ہے۔ ان سب حوالہ جات کو ایک ترتیب سے سامنے لکھا گیا ہے۔

پہلے

صاحب تصبیحات الافراد کے طریقے کے موافق ہر ایک حوالہ کرنے کو بحث کرنے کے لئے ہم بھی نئے حوالہ ترتیب قائم کرتے ہیں جو محدث مقدم ہے اس کی روایت پہلے بحث ہوگی پھر جس کے بعد کا مصنف ہوگا اس کا مسئلہ مکمل بعد میں ذکر ہوگا۔ اسی ترتیب میں ہماری کتاب بحث ہذا کو مکمل کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ششم

نیز یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت کے بعض باسند حوالہ جات ایسے ہیں جن سے یہاں جمع کر کے ہیں جو نہ تو صاحب فہمک البقعات سے ذکر کئے ہیں اور نہ صاحب تصبیحات کی ان نمک رسائی ہوتی تھی۔ چونکہ ہمارے سامنے ویلنٹائن اس بحث کی تکمیل مقصود تھی۔ اس لئے ان حوالہ جات کو ضرور ذکر کرنے کی بجائے ہم نے انہیں باطلاناً جمع اسانید پیش کر دیا ہے۔ اگر یہ قواعد کے امتثال سے قابل قبول ہو سکتے ہیں تو ان کو اختیار کیا جائے ورنہ انہیں بھی ترک کر دینا چاہئے۔ مثال کے طور پر محکم الکائنات کا نام اعلیٰ دہی اور "تدریج بغداد" غلیب بغدادی وغیرہ جہاں سے ہم نے روایت ہذا کو جمع سند نقل کر کے پیش کیا ہے۔ حالانکہ ان حوالہ جات کو ان کے مجتہدین و علماء نے تحریر کرنے سے اپنے مواقع میں سبب نہیں کیا۔

ہفتم

صاحب فہمک البقعات - دیگر زمانہ حال کے مجتہدین کی کتاب "سناجی امور وقوس" مختلف مسائل پر حوالہ جات پیش کیا کرتے ہیں اور بعض اس روایت نقلیں پر بھی مذکور

”یہاں ہی المودۃ“ نے اپنے خیال میں بہت کچھ مواد جمایا ہے۔ اس ضرورت کے وقت ہم نے روایت ثقلین کی بحث کے آخر میں مرویات ”یہاں ہی المودۃ“ کے لئے ایک الگ عنوان قائم کر دیا ہے۔ اس مقام میں صاحب کتاب ہذا کے معتقات اور کتاب کی مرویات کی حیثیت مودہ طریق سے واضح کر دی گئی ہے جو منصف مزاج و حق پسند طبائع کے لئے نہایت مفید ہوگی۔

ہشتم

روایت ہذا کی بحث کے سلسلہ میں چند ایک قواعد حوالہ اہل السنۃ کے اہل مہل روایت کی کتابوں میں مستدرک ہیں وہی ثقلین کہنے پر پیش علماء اہل السنۃ حقیق روایت کے باب میں ان پر عمل و آدرا کیا کرتے ہیں۔ ”السنۃ اللہ تعالیٰ بیش تر یقین ان کے خلاف نہ ہوگی۔ انکے ان قضیات کے دوران راویوں پر وہاں نقد و حرج کی گئی ہے۔ وہاں قاعدہ المخرج مقید مسئلہ التعلیل کے پیش نظر کلام کیا ہے۔ اب اگر حوالہ کی کتابوں میں اس راوی کی قوت میں بھی منقول ہو تو اس کی طوط توجہ نہ کی جائے گی۔ البتہ اس قاعدہ کے ساتھ علماء نے قیود ذکر کر دیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جملہ مبہم نہ ہو، تین صحت کے ساتھ اس کی وجہ حرج میں ذکر کر دی جائے۔ دوسری یہ ہے کہ واقعہ و عارضہ من سے یہ حرج منقول ہو، وغیرہ وغیرہ۔

”ثانیاً اس قاعدہ کا لازماً ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ اہل بدعت کی روایت اس وقت منقول ہوتی ہے جبکہ اس بدعت کی بدعت کو اس روایت سے ضرورت و تائید حاصل نہ ہوتی ہو۔ اگر اس روایت سے راوی کے مسلک کو حمایت و تقویت ہوتی ہو تو اس کی وہ روایت قبول نہ ہوگی چنانچہ اصولی حدیث کی کتابوں میں مسئلہ ہے کہ

”قیل یقبل منہ لہ یکن حاشیۃ الخ یا بدعت من بدعت من بدعت من بدعت

یقول علیٰ حدیث خود الزما بدعت و قد یقتضیٰ علی ما یقتضیٰ

مذہباً

ایک جلی اور دھیمی صنف لوگوں میں پھیلا یا ہوا ہے۔ ان بڑے بڑے علماء کی تصدیقات اور
بیانات بتا رہے ہیں کہ یہ حنفی صنف علی رضا کے نام سے جو سنہ لوگوں میں مشہور ہے وہ درحقیقت
ہندوؤں کا علاقائی یا اس کے والد کی کرم فرمائیاں ہیں جس سے ہندوؤں میں مذہب صنف
اور صنف ہندوؤں کے نام اس لئے جوڑے گئے ہیں کہ وہ ایک جگہ پر آج اس صنف مبارک کو
دیکھ کر حنفی صنف جو کہ تسلیم کریں گے۔ اس تفصیل سے اس صنف کی تمام روایات کا وجہ امتداد
ہو گیا۔ روایت حنفی میں اس صنف میں موجود ہے اور اسی ذمہ میں شمار ہوگی۔ وحشہ اہل
اکبر تسلیم کر لیا جائے کہ مندرجہ بالا روایت معتبر ہے تو بھی
یہ جیسے مضمر نہیں۔ اولاً اس لئے کہ اس کا مضمر اس جگہ بالکل

صاف ہے کہ
قرآن مجید کے لئے ایک رتی کی مثال دے کر سمجھا لیا ہے کہ اس کو مضمر ہی سے
کہا جائے اور اس کے ساتھ تسک کیا جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت
ان کے ساتھ حنفی کا معاملہ کرنا چاہئے اور ان کی توفیق و تعظیم کا خیال رکھا جائے۔ ان کے
ساتھ حنفی سے پیش آنا، ان کے حقوق کی رعایت کرنا اگر اس وصیت کی نسبت ہے
اس مضمر و مضمرین کے ساتھ اہل سنت کو پورا اتفاق ہے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔
ثانیاً اس روایت مندرجہ بالا میں ایسے الفاظ مضمر ہیں ان سے درجہ تسک
ثابت ہو اور اہل بیت کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہو کہ اگر ان کے ساتھ تسک نہ کیا گیا
تو مشاغل اور غمراہی لازم آئے گی۔

پس یہ روایت اگر صحیح بھی ہے تو بھی اہل سنت کو مضمر نہیں ہے اور دونوں کو
ان کے دعوے کے اثبات کے لئے مفید نہیں ہے۔

اسناد از طبقات ابن سعد

ابی عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الباقی۔ المتوفی ۲۴۵ھ ہجری

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی من لا ینبغی الذلیلون

کی طرف رغبت رکھتا تھا اور سنائی نہ کہا ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔ ابن
معدی اس کو کوفہ کے شیعوں میں شمار کرتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ حدیث سے
کوئی دریافت کرتا کہ آپسے کہیں نے یہ حدیث بیان کی؟ تو وہ کہہ دیتا مجھ
سے ابو سعید نے بیان کی ہے۔ لوگ گمان کرتے کہ یہ اس نے ابو سعید خدری
صحابیؓ سے روایت کی ہے حالانکہ وہ ابو سعید کا کہنا بھی مراد لیتا۔ اُن کی
حدیث نقل کرنا مجاہد ہے مگر ازراہ تہجیب نقل کی جاتے۔ ابو بکر بن ابراہیم اس کو
شیعوں میں شمار کرتے ہیں اور سنائی نے کہا ہے کہ یہ شخص حجت نہیں ہے
اور علیؓ کو تمام صحابہ پر مقدم مانتا تھا۔

ہم۔ حضرت سیدنا العزیزؓ الکوفیؓ تابعی مشہور ضعیف۔ قال صاحب المروءۃ
کتابہ حدیثہ یستویج۔ کتابہ کلہ یوہاں کہیں یہ کوفی قال ابو یوسف یقول ہوں ضعیف تھا
الحسن بن علیؓ قال ابوہماض ضعیف۔

حاصل یہ ہے کہ حدیث عوفی کوئی تابعی مشہور ہے۔ ضعیف ہے۔ عالم مروی کہتے ہیں کہ
حدیث "بشیر" مسک رکھتا ہے۔ ابو سعید خدری صحابیؓ کی حدیث ہم دیکھنے کے لئے
اُن سے اپنے شیخؓ بھی کی یہ کیفیت حکیم کو بھی ملنی روایتی اور ایک جامعیت نے اس
کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تذکرہ اہل توحید کے بعد حدیث عوفی صاحب کہیں رد کے رنگ میں محتاج
تشریح نہیں۔ اُن کی تدریس کی کہانی اپنے ہم مسک شیخ محمد بن السائبؓ کی کے ذریعے
جو بڑی دینی وہابی ہو چکی ہے۔ ایسے شخص کی روایت کسی جیسے بڑی قبول کے لائق
نہیں ہے۔ عوفیؓ مذکور کے تذکرہ کے ضمن میں یہ عرض کن ہے مجاہد ابو کا کہ اس کا شیخ محمد
بن السائبؓ اچھی مشہور کتاب ہے اور سہانیؓ کی بھی کا جہد حمیرویؓ نہیں بلکہ اس کے

ابو عبد ربیعؓ سیدہ جمع دکن مبدعہم کتابہ درسن جلد ثانی ص ۱۵۵ جلد اول تحت حدیث
ابن حبان ص ۱۵۵ ان الاموال وہی ص ۱۵۵ جلد دوم ص ۱۵۵

کا بیڑہ ہے۔ لہ اور کبھی کی پوزیشن دو توں کے ہاں جو کچھ ہے، اُن کے لئے کتابتِ ثقیلین
المقال بہ تحقیق احوال الرجال، العیون السالوہ عن الفیاض، ہدایۃ العیون کا مطالعہ
تسکینِ خاطر کے لئے کافی ثانی ہے۔

ابن اُستاد اور شاگرد کبھی و عوفی ہر دو کی کرم فرمایا توں میں سے یہ روایت ثقیلین
جی ہے جس کو ہمارے بعض علماء نے کوہنجی اعتماداً اپنی تصنیفات میں ذکر کر دیا ہے بلکہ
اس ضمن ایک فضائل کا عنوان بہہ کر اس کے استاد کی طوٹ تو بیڑہ کی، آپ ہم دو توں
کے لئے اُن کی اپنی کتبِ رجال سے اس کی تائید نقل کرتے ہیں تاکہ اُن پر انہام نقل ہو سکے۔

عظیۃ عوفی شیعہ کتب رجال میں

۱۔ ... عیون السالوہ عن الفیاض، عیون السالوہ

رجال فاضلین، عیون السالوہ عن الفیاض، عیون السالوہ عن الفیاض، عیون السالوہ عن الفیاض
یعنی عوفی عوفی کا امام محمد باقرؑ کے اصحاب و اصحاب میں شمار ہے اور
محمد مرزا استرآبادی نے ان کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔
معلوم ہوا کہ عوفی عوفی لڑکپن کے ہاں مسلم و پرت شیعہ میں غلبہ اُن کی روایت متنازع
آخر مسائل میں قابلِ اعتبار اور محبت نہ ہوگی۔

۲۔ اسناد مصنف ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ

"کتاب الفیاض عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ
عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ
عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ
عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ عن ابی بکر عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہؒ"

لہ تحریرِ شیعہ، جلد اول، صفحہ ۱۰۰، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰

لہ جامع الزوائد، جلد اول، صفحہ ۱۰۰، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰
جلد دوم، صفحہ ۱۰۰، جلد اول، صفحہ ۱۰۰، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰

ایمان دینی سے لکھا ہے کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں ہے۔ بنائی نے کہا ہے یہ ضعیف اور جبری کہتے ہیں کہ اس کی نقل قابلِ محبت نہیں ہے۔

ان چار رجال جاسوس محدثین نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ یہ شخص بابو حدیث میں ضعیف ہے۔ قوی نہیں ہے اور اس کی مستورات قابلِ محبت نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کی توثیق کی ہے لیکن وہ لایقِ توجہ نہیں ہے کیونکہ اگر حجت علیہ السلام پس روایت بالادرجہ قبولیت سے ساتھ ہوگی۔ اس وضاحت کے بعد اب چاہیے اس روایت کو صاحبِ دیلم الکلی اپنی کتاب میں دست کریں یا کوئی اور مصنف اس کا نقل پر وہ انکسار کے قابل نہیں ہے نیز واضح رہے کہ صاحبِ منیر کی شرح فیض القدر میں مقوم عبدالرزاق المناوی نے تحت حدیث ذکر نہ سکتا احسن الذمیر عند اولیاء العیال کثیرین نزدیک پر حرج ذکر کرتے ہوئے اس کو ضعیف قرار دیا ہے لہذا اس کے ضعیف و مجروح قرار دینے میں ہم متضرر نہیں ہیں۔ پہلے علماء میں اس شخص کو ضعیف بتا چکے ہیں۔

۱۱۰۰ حیات الانوار ص ۱۱۰ جلد اول میں لکھا ہے بحسنہ رعاہ اللہ لا یجہ
بیشیہ ابو البشیر محمد بن اسماعیل الاصفہانی فی القدر ص ۱۱۰
یعنی وہ لایق ہے بھی اس کو اسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اب روایت کی سند کے لئے الگ باب کی حاجت نہیں ہے۔

نوٹ: فیض القدر شرح جامع منیر ص ۱۱۰ ج ۱ سے بھی کثیرین نزدیک کا حال قابلِ غرض ہے دیکھا جائے۔

اسانید مندا احمد بن حنبل الشیبانی - ترمذی ص ۱۱۰

روایت ثعلبیین مندا احمد بن ہماری تاجش کے موافق آئم مقامات میں پائی گئی۔ ۱۱۰۰ ہے کہ ہر ایک مقام کی پوری روایت میں سند کا قیاس نہیں کر دی جائے ہر ایک سند پر اس کی مستقل بہت ممکن ہو درجہ نہ صحت کر دی جائے۔ تاخرین کرام

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله يحب العبد المؤمن الذي يملك نفسه من الغضب. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره.

روایت سوم

حدثنا ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله يحب العبد المؤمن الذي يملك نفسه من الغضب. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره.

روایت چهارم

حدثنا ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله يحب العبد المؤمن الذي يملك نفسه من الغضب. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره.

روایت پنجم

حدثنا ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله يحب العبد المؤمن الذي يملك نفسه من الغضب. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره. قالوا: يا رسول الله، كيف يكون ذلك؟ قال: إذا غضب العبد المؤمن، فغضب لنفسه، ولم يغضب للغير، فإنه يحب نفسه، ولا يضر غيره.

ہوتے اور یہ مقامی امیر معاویہ کو قریب اسلامی پر نہیں کہتا تھا۔ مگر یہ اللہ کا دشمن
جھوٹ کہتا ہے اور وہی اسے ناخوابہ کریں جس شخص سے روایت نقل کرنے کو
حلال نہیں کہتا۔ نسائی نے اس کو منیہ قرار دیا ہے۔ ۱۔

یحییٰ بن عبد الحمید شیعہ رجال میں

يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحَقْلِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

عَنْ أَبِيهِ

۱۔ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ كُنْتُ قَالَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحَقْلِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

یعنی مقامی مذکور نے علی علیہ السلام کی امامت کے اثبات میں

ایک کتاب تالیف کی ہے، اور وہ کئی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

۲۔ اسی طرح غفر الخصال فی تصحیح احوال الرجال، قسم خاص، باب الیاء میں اس بزرگ

کو غیر مذکور روایت میں شائع کیا گیا ہے۔ نیز سابقہ ہی مقدمہ اسناد کے بذریعہ اس کو

رجال نباشی اور بہرست شیخ طوسی میں مسند رکھ دیا گیا ہے۔

اسناد روایت اہلین از سنن دارمی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا

مذمت دارمی کا بڑا نام اس طرح ہے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل الشیبی الدارمی

الترمذی والترمذی شیعہ، ان کا اسناد مکمل مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ

کہ یہ شخص کوئی ہے۔ بغداد میں بھی آیا ہے۔ ثقہ و معتبر لوگوں کے خلاف روایتیں چلاتا ہے۔
امام ترمذی نے اس کی بہت ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ امام جعفر صادقؑ
سے اور معروف بن خرم ذمکی سے روایت کرتا تھا۔

زید بن الحسن انطاکی شیعہ رجال میں

۱۔ رجال تخریج میں ہے،

۱۔ زید بن الحسن انطاکی عن الصادق

۲۔ زید بن الحسن انطاکی عن الصادق

۳۔ زید بن الحسن انطاکی عن الصادق

۴۔ ما مضیٰ میں ہے۔ وکذا لہ عن الصادق

ہر چار رجال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زید مذکور سند میں ہے یعنی اس سے
شیعی روایات لی جاتی ہیں اور امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے
اور ماضیٰ مزید اضافہ کرتے ہیں کہ اس کا "امامی القہر ہے" ہونا ظاہر ہے۔ ہر
بزرگ ہمارے رجال میں شیعہ ہیں۔ مکتولہ حدیث ہیں، ثقہ راویوں کے خلاف
روایت فراہم کر کے قوم میں ترویج کرنا ان کا شیوہ ہوا۔ شیعہ رجال میں مروی ہے
ہوں۔ ان سے روایت لی جاتی ہو۔ ائمہ کے خصوصی اصحاب میں شمار ہوتے ہوں۔ مکتولہ
مسکب رکھتے ہوں، ایسے لوگوں کی روایت چشم پوشی کرتے ہوئے کیسے قبول کر لی جائے؟
اس کے بعد اس کے استناد معروف ذمکی کا ذکر فرماتے۔

یاد رہے کہ معروف کے والد کو طرہ و ذمہ بھی دیا کرتے ہیں اور بہت بو ذمہ
اندر آج دیکھا جاتا ہے یعنی ذمہ تحفیض کے طور پر خوب ذمہ داری سے ذکر کر دیتے
ہیں۔ مکتولہ عن الصادق

۱۔ تخریج المتہذیب ص ۴۰۰، میزان الاقدال ذمہ، جلد اول ص ۴۰۰، تہذیب المتہذیب ص ۴۰۰
۲۔ تہذیب المتہذیب ص ۴۰۰، میزان الاقدال ذمہ، جلد اول ص ۴۰۰، تہذیب المتہذیب ص ۴۰۰

معروف بن خربوذنی رجال میں

- ۱۔ معنوف بن خربوذنی النخعی مرفق الی ملات وادی عن ابی الطفیل
عاجز بن قاضیہ..... قال انما یحکمہ عن ابن معنوف شجیت
- ۲۔..... زید بن عاصم بن عطاء بن شیبہ
- ۳۔ معنوف بن خربوذنی النخعی عن ابی الطفیل مرفق شیبہ
یخفی ثوب شیبہ قال انما یحکمہ عن ابن معنوف شجیت
- شجیل یحکم عن معنوف بن خربوذنی النخعی وادی عن ابی الطفیل
وکیفہ مذکور شجیت

ہر چار رجال ہیات کا مطلب یہ ہے کہ یہ معروف مکی جر ابو الطفیل سے روایت کیا کرتا تھا، ابن یمن اس کو ضیف قرار دیتے ہیں۔ بسا اوقات روایت میں اس کو ہم ہوتا تھا اور اظہار ہی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ہمیں کہتے ہیں کہ صدوق تو ہے لیکن شیبہ ہے۔ امام احمد اس کے حق میں فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس کی سند کس قسم کی ہے۔ یعنی سے سوال تھا کہ یہ کیا آدمی ہے انہوں نے کہا یہ ضیف ہے۔

معروف بن خربوذنی شیعہ رجال میں

معنوف بن خربوذنی النخعی الکوفی قال انما یحکمہ عن ابی الطفیل
بن معنوف شجیت النخعی عن ابی الطفیل عن ابی الطفیل عن ابی الطفیل
عن ابی الطفیل عن ابی الطفیل عن ابی الطفیل عن ابی الطفیل

مطلب یہ ہے کہ شیخ کشی نے کہا ہے کہ معروف بن خربوذنی کوئی کاشمار ایسے

ثَلَاثِينَ الْمَشَايِخَ مِنْ تَحْقِيقِ إِسْرَافِ الْوَيْهَالِ: الْعَشْرَةُ بِأَوَّلِهِ مِنَ الْفَقَائَةِ.

میں اس کی توثیق ابن الصائغ سے کی گئی ہے کہ،

«مَنْ أَقْرَبَ مِنْ الْعَلَّامَةِ وَطَائِفَةِ تَحْقِيقِهِ»

یعنی معروف بخیر کی توثیق کرنا زیادہ صحیح اور درست ہے۔

تمام قبل و حال کا حاصل یہ ہوا کہ معروف صاحب دو ستوں کے ہاں بڑے مستبر

راوی ہیں اور ان کی صحابہ اربعہ کے راوی ہیں اور بڑے عابد و ایدین، بڑے بڑے

فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے اور چاروں سے ہاں جہالت کی پونڈیشن ہے وہ اور درج

بزرگی ہے۔ ایسے سربراہوں کی کہوں ہم روایت از روئے قواعد الی سند اخذ نہیں

کی جاسکتی۔

روایت دوم از نوادر الاصول

یہ روایت جابر بن عبد اللہ شمس مروی ہے اور طریق استاد کے بالفاظ ذیل درست ہے

حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ رَأَيْتُ زَيْنَ الدِّينِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَلِيٍّ وَفَضْلَ بْنَ مُحَمَّدٍ فِي حَضْرَتِهِ بِرَوْضَةِ قُلُوبٍ نَاقَةِ الشَّيْخَانِ مُحَمَّدِ بْنِ

عَلِيٍّ وَفَضْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَقَدْ تَرَكْتُ مَعَهُ قُلُوبًا بَلَدًا مُعَرِّفًا لِي

تَكُنُّ لِي حَكَايَةً لِمَا كَانَ مِنْهُ مِنْ تَحْقِيقِ الْوَيْهَالِ: الْعَشْرَةُ بِأَوَّلِهِ مِنَ الْفَقَائَةِ.

فناور الاصول کی ایک دوسری روایت کا استاد کہیں سے باوجود تلاش کے میسر نہیں ہوا

البتہ پہلا راوی جو صحابی ہے وہی ذکر کر دیا ہے۔ باقی نیچے کی پوری سند صاحب کا

تکلف قاریب ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ جابر بن عبد اللہ کی روایت میں ابی الفداء کے

ساتھ جامع ترمذی میں موجود ہے جو شہر محدث امام ابو حنیفہ ترمذی کی تصنیف ہے۔ یہ

وہی روایت ہے اور اس جامع ترمذی کی روایت پر حضرت یحییٰ بن یحییٰ بوشاہی ہے

لَا مَقَالَةَ لَهُ، لَقِيمَ أَهْلِ الْفَقَائَةِ لَمْ يَأْتِ إِلَّا فِي مَعْرِفَةِ الْوَيْهَالِ: الْعَشْرَةُ بِأَوَّلِهِ مِنَ الْفَقَائَةِ.

انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑی سی انتظار فرمائیں تشکیں خاطر ہو جاتے گی۔

صاحب نوادر الاسماء کی روایات اور تصانیف کے قائل ہیں ایک مزید تحقیق شاہ
عبد العزیز محدث دہلوی نے قسطنطنیہ میں کی۔ میں ثابت فرماتی ہے۔ باطنیوں کرام کی
معلومات میں اضافہ کی خاطر ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ آخر بحث میں وہ بھی مندرج ہو جائے

پایہ داشت کہ در تصانیف ایشان ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین ابن ابیہ
بن المولان الملقب بحکیم ترمذی (اصولیت غیر محتویہ و مشہورات ایسا مذہب
است و سبب این عاثر را خود ایشان بیان کرده اند۔ و اہمیت شعراوی
ذکر راست کہ ایشان ہی گفتہ کہ میں چھکچکاء تفکر و تدبیر و قائل ہیں از کمال تصنیف
نہ کردہ ام۔ نہ عرف میں آنست کہ کسی میں توقعات را میں نسبت کنہ چکچکوں
مراقبہ وقت کی شدت ملی و آرام نہ تصنیف کی جہم ویرہ باطنی رسیدی نوشتم
ہیں معلوم شد کہ اکثر مستندات ایشان از قبیل مسودات است محتاج
نظر ثانی و تہذیب و تصحیح و حذف و اصلاح مائدہ۔

ترجمہ: یعنی معلوم ہونا چاہئے کہ حکیم ترمذی کی تصنیفات میں بہت سی غیر مستند و مشہور
اجل روایتیں مندرج ہو چکی ہیں۔ ہاں چیز کی وجہ خود ان سے تعلقات شعراوی (میں ذکر
کی گئی ہے) ہیں جن کو حکیم ترمذی کہتے تھے۔ میں نے تصنیف و تالیف کے کام میں اس
قبل کسی تدبیر و تفکر نہیں کیا اور نہ ہی میری خواہش یہ ہے کہ یہ تالیفات میری طرف سے
کی جائیں۔ بلکہ سب کچھ قبض کا عارضہ الہی تصرف کی اصطلاح کے موافق قبض وصالی
مراد ہے بیش آنکہ توفیق و کمون کی خاطر تصنیف و تالیف کی راہ اختیار کر لیں اور جو کچھ
قلب پر واردات گزرتے ان کو ضبط و قریب لایا ہو میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصنیف
مسودات کے درجہ ہی میں رہ گئی ہیں جو نظر ثانی کی محتاج ہیں۔ ان کی تہذیب و تصحیح
حذف و اصلاح نہیں ہو سکی۔

حضرت شاہ صاحب کے تجربہ کے بعد نوادر الاسماء کا درجہ اہم و فوائد بہت زیادہ ہے ضرورتاً

جو کہ غرض کسی حقیقت اسلامی کے اثبات کے لئے اس قسم کی روایات اللہ کی ہادی ہوں
تو اور احتیاط کی ضرورت سے باور رکھتے ہوئے اور محنت و ستم کا خیال کرنا اور پس مندری ہے۔

نوادراصول کی بحث کا ضمیمہ

مشہور قول ہے کہ جو نیکہ یا بندہ ہوتا ہے، نوادر الاصول حکیم ترقی کی ثانی نہایت
جو مبارک بن عبد اللہ سے مروی ہے جس کی سند کے عدم صولی کا ہم اپنی جگہ انہوں کو
تھے۔ اتفاقاً کتاب یتایح الموتہ جز ثمانیہ کا مطالعہ کرتے ہوئے مذکورہ روایت
مکتوب سند کے ساتھ میسر ہو گئی۔ اس وقت ہے حدیثت برونی مکتوب المطالبہ اسناد
یتایح الموتہ میں پائے گئے ہیں اس طرح ہیں:

وہ نوادر الاصول کتب ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ
بث الثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ
ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ
وہ نوادر الاصول کتب ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ
ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ

اولاً تا کہ میں کو کام پر رہے واضح ہو کہ
شرعیہ میں روایت ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ
نویز بن الحسن افغانی کی وجہ سے یہ تمام معارف غراب ہو رہا ہے جس کی تفصیل ہم اپنی ہی
ای نوادر الاصول کی پہلی سند میں پوری تشریح کے ساتھ درج کر چکے ہیں، اعادہ کی
حاجت نہیں۔

ثانیاً یہ کہ یتایح الموتہ کی تشریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب نوادر الاصول حکیم
ترقی کی روایات مقام ہند میں جس درجہ کی بھی ہیں۔ اصل سند میں پورے اسناد تمام
کے ساتھ مدائن میں مگر ان کے طبع کرنا اے لوگوں نے وقت طبع اکثر و بیشتر اسانید قطع کر دی

ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ ثمانیہ

جو مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پس اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور اللہ و حضرت فرمائی۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔ حضرت یس اللہ کی جانب سے کام و موت میرے ہاں پہنچے گا میں تمہلی کروں گا اور میں تم میں دو بیماریاں پھیریں پھوٹے جاتا ہوں۔ ان دو میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس کے ساتھ قنک کرو۔ پس حضرت نے کتاب اللہ کے حل پر راغب فرمایا کہ اے لوگو! اس کی رویت لائی پھر اس کے بعد فرمایا اور میرے اہل بیت ہیں۔ تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔

ماصل یہ ہے کہ اہل بیت کے متعلق وصیت کی مبارکی ہے کہ ان کے ساتھ حمد و صلوات اور حسن معاملہ کرنا ہوگا۔ ان کے ساتھ عزت و توقیر و تعظیم کرنی ہوگی۔ ان کے حقوق کی رعایت پیش نظر رکھنی ہوگی۔ بلکہ ان پر مقام اور حق وادب ہو۔ مندرجہ ذیل امور اس روایت کے متعلق قابلِ توجہ ہیں۔

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اس زمانہ کی بیان کرتی ہے جیسا کہ وہ خود بڑی وضاحت سے فرما رہے ہیں کہ عمر بنی ہو گئی ہے۔ انعامات کو دیکھتے ہوئے قدرت و دراز ہو گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شنی ہوئی چیزیں اب پوری طرح محضو نہیں رہیں۔ زید بن ارقم نے جیسے یہاں بیان روایت سے قبل ایک محدث ذکر کی ہے۔ اسی طرح ان سے مندرجہ صفحہ ۶۶/۶۷ جلد چہارم کی روایت چشم میں بھی ہے۔ انبیاء محدث مروی ہیں جسے کہ اپنے مقام روایت میں گزرتا ہے اور ابنِ ماجہ باب التوفی فی الدنیا صفحہ ۶۶ میں بھی ہے انہی محدث حضرت زید بن ارقم سے منقول ہے چنانچہ عبد الرحمن بن ابی ملی جب ان کو ذکر کرتے ہیں کہ

حدثنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال زید بن ارقم انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں حدیث مستثنیٰ تو زیادہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہماری عمر بڑی بہرہ رکھی ہے، نیاں آگیا ہے، سنو اگر کم سے حدیث نقل کرنا مشکل کام ہے۔

۲۔ دو روایت ہذا کے متعلق بعد اس مضمون کی ایک دوسری روایت ذیل پر آئمہ سے منقول کے اسی مقام میں مروی ہے۔ اس میں اہل بیت سے اندماج، مطہرات کا خارج ہونا ذکر کیا ہے اور دو روایت ہذا میں اقرار ہے کہ اندماج، مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں۔ ایک ہی راوی سے ایک ہی روایت میں اس طرح کے دو متضاد قول کا پایا جانا مضبوط کے خلاف ہوا کرتا ہے۔

۳۔ اس روایت میں فضیل اور وہابی چیزوں کے بعد از حدیث کتاب اللہ کا ذکر کرنا کر دیا گیا ہے اور ثانیہا کا ذکر نہ ضروری نہیں کیا گیا کہ دوسری کیا چیز ہے؟ نیز کتاب اللہ کے ذکر کے ساتھ ضروری تشریحات فرمادی گئی ہیں کہ ان میں ہدایت و نور ہے، ان کو اخذ کیا جاتے، ان کے ساتھ تسک کیا جاتے، ان پر عمل کرنے کے لئے براہ گیری کیا گیا ہے، ان کے ماننے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اور اہل بیت کے ساتھ یہ الفاظ ان سے ان کا دار بیان ہونا ثابت ہو سکے اور واجب الاطاعت ہونا مسلم ہو سکے نہیں ذکر کرتے گئے بلکہ ان کے ساتھ حرم سلوک اور محبت کرنے کی تہتین فرمائی گئی ہے۔ جس میں کسی کو کلام نہیں ہے اور یہ امر میں الغرض تین منقسم ہے۔

۴۔ نیز روایت ہذا میں شہدائے اہل بیت کے الفاظ ان بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ فضیل میں دوسری چیز اہل بیت نہیں ہے، عربی زبان میں شہد کا لفظ قرآنی مضمون کے لئے آیا کرتا ہے۔ یہ بتا رہا ہے کہ اہل بیت کا ذکر ساتھ مضمون سے ہوتا ہے۔ ان سے قبل کچھ اور مضمون بیان کیا جا رہا تھا جس کو روایت کرنے والے نے حذف کر کے شہدائے اہل بیت کے الفاظ کہہ کر اب اہل بیت کا نیا مضمون شروع کر دیا ہے۔ حال یہ ہے کہ الفاظ شہدائے اہل بیت کا ذکر کیا جانا بالکل جدید چیز ہے۔ ان کا دخل کے ساتھ کوئی نہ متعلق نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ کسی مسلسل اور متصل کلام کے درمیان شہدائے اہل بیت کا الفاظ

موزوں نہیں ٹھہرتا۔ چنانچہ خود اسی روایت میں اس مسئلہ سے پہلے دو بار لفظ اللہ کا استعمال
موجو ہے۔ اس تمام مقامات میں خود فرمایا جائے تو مسدود مانع ہو جائے گا۔

۱۔ پہلی بار زید بن ارقم نے اپنے مخاطب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان
فرمانے سے قبل ایک معمولی معذرت کی ہے کہ قرآن مجید پر گویا بھول۔ زمانہ دراز
گزر گیا ہے۔ لیکن چینیس فراموش ہر گئی ہیں اب جو کچھ اذراہ خود ذکر کروں۔ اسی پر
اکتفا کرنا ہوگا۔ اس طرحی تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ کا لفظ لایا گیا ہے۔ یعنی اب مقصد کی
بات شروع ہوتی ہے۔ اس مقام میں اللہ سے قبل اذنیہ کے بعد کا مستند ہونا بالکل
واضح ہے۔

۲۔ دوسری دفعہ اس روایت میں لفظ استعمال اس طرح ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک یوم قدیر تم کے مقام پر خطاب کیا۔ محدثان بیان فرمائی۔ لفظ وصیت کی
حکم قرآن مجید یعنی محدثان اور لفظ تکرار کے بعد ایہذا انسان کے ساتھ خطاب
کر کے ایک مستقل دوسری چیز بیان قرآنی شروع کی۔ یہاں اللہ کا اقبل مضمون مستم
کے ما بعد والے مضمون سے صاف طور پر ٹھہرا اور محکم چیز ہے۔ مستند نہیں ہے۔

۳۔ اب تیسری بار یہاں لفظ کا لفظ ذکر ہوا ہے۔ اس کو بطور اضافہ سورج لیا جائے
یہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا، گو کہ ہمارے افعال و افعال کا وقت آ گیا ہے ہم
دو بڑی اہم چیزیں تم میں چھوڑ رہے ہیں۔ اول ان کی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور
نور ہے۔ اس کو اٹھ کر سنے اور تمہارے کی طرف توجہ دلائی اور اس پر عمل کی ترغیب دی
پھر اللہ کا استعمال ہوا ہے۔ اس مسئلہ سے قبل کتاب اللہ کی اہمیت بیان ہو چکی
اور اس کا وجہ تمہارے کی طرف توجہ دلانے کا ذکر ہے پھر اس مضمون میں اس سے رخ بدل کر
اہل بیت کے ساتھ جن معاملہ کا بعد مضمون شروع کر دیا گیا۔ اگر صاحب کلام کا مقصد
دو بڑی چیزوں کے درمیان امتدادی انسک اور وجوب فی الاطاعت ہے تو ان چیزوں
کے ذکر کے درمیان اللہ تعالیٰ کا استعمال ہرگز موزوں نہیں ہے۔ یہ امر بھی واضح ہے کہ
محدثین میں کسی روایت کے مضمون کو مختصر کر کے بیان کرنے کا عام دستور جاری تھا۔ اسی

چیز کوئی ذاتی کا شخص انکا نہیں کر سکتا۔ اس ہمتا کے پیش نظر روایت مذہبی و ملت کی طرف سے تعلیم میں سے ثانی چیز ذکر نہیں کی گئی اور اس مقام میں خود ذکر کرنے سے ایسے شواہد و قرائن پائے گئے ہیں جو اس امر کی طرف دہائی کرتے ہیں کہ تعلیم میں سے ثانی چیز اجدیت نہیں ہے بلکہ کوئی دوسری چیز ہے۔

قریبیہ اول - ثقلین کے بعد صحفہ انعام کتاب اللہ فرمایا ہے۔ اولیٰ کا مندرجہ ذیل
 دہا کر رہا ہے کہ اول کے مقابل میں یہاں ایک ثانی چیز ذکر ہوئی چاہے جس کو
 ناسخ سے تعبیر کیا جائے اور اول بیت کو ناسخ کا کے عنوان سے ترجمہ کرنا بیکار ہے
 کی ثانی چیز اول بیت نہیں ہے۔

قمریہ دوم ثقیلین میں سے کتاب خدا کا ذکر پڑا ہے تو اس کی اہمیت و ضرورت میں متعدد صفات ذکر کی گئی ہیں۔ اس میں ہدایت و نور کا پایا جاتا ہے کہ خدا کا حکم کرنا۔ احساں کا فرمان دینا۔ اس پر عمل و امد کے لئے براہ گزیر کرنا۔ اس سے فائدہ حاصل کر لینے کی ترغیب دینا۔ لیکن اہل بیت کے ذکر کے ساتھ ان ضروری و اہم چیزوں میں سے کوئی بات ذکر نہیں کی گئی۔ ثانی اہل بیت نہیں اور جہاں اہل بیت کا ذکر ہے وہ ایک ملکہ و مضمون ہے۔

قریباً صوم۔ نیز اس موقع پر لفظ شوق کا استعمال ہوا ہے جو ترائی معنوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ بالتفصیل سابقاً گزرا ہے، تو ثقلین میں سے ایک ثقل کے مذکورہ غم ہونے کے بعد دوسرے ثقل کے مذکورہ ہونے سے قبل لفظ شوق کا لایا جانا موزوں اور مناسب نہیں ہے۔

ان قرآن اور شواہد کی بنا پر یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ عقلیوں میں سے شافی چیز یہاں
 اہل ہیئت تھیں جسے ہر جہود و غدار کے نزدیک وہ شافی چیز سنت نبوی علی صاحبہا السلام
 و آلہ السلام ہے۔ اعتقاد مسیحیوں کی بنا پر اس کا ذکر یہاں نہیں ہو سکا۔

تنبیہ یہ کہ رسالہ اذان کے دوسرے حصہ میں ہم نے سترہ حصے کے واسطے سترہ کی مشہور حدیث کتاب اللہ و سنتی کی روایت کو لیا کر کے پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ ممکن کا صحیح مفہم

اور صدیق مہم و خواص کے ساتھ آجائے۔ اللہ کریم اس مستند خیر کی قبول کرنے کی توفیق
عزیزت فرمائیں۔ اس دوسرے حصہ میں ثابت کیا جائے گا کہ قطبین کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ ہیں جن کے ساتھ امت کا منک کرنا واجب ہے۔

۶

ان ترمیمات کے بعد اہل انصاف کو ہم اس چیز کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتے ہیں
کہ مسلم شریف کی روایت اور مت احمد و دارمی کی ہر سہ روایات کی تفصیل تو آپ کے
سامنے لکھی ہے۔ مزید تین اور محدثین ابوبقی ابن المغازی و غفری اسے بھی یہ روایت قطب
مستند طرق سے مروی ہیں اس کا اندراج سب ترتیب اپنے اپنے موقر پر ہم کا طرآن
میں نافذ بیعتی کی روایت دوم اور ابن المغزی کی روایت چہارم اور محمد بن یحییٰ
کی روایت یہ ہر سہ روایات بالکل مسلم شریف کی روایت کے موافق ہیں۔ ان کا رد روایت
میں شاید ہی کسی حجت کا فرق آجائے؛ ورنہ بیعت دوم مسلم کے مطابق یہ روایت ثانی
زید بن اسلم صحابی سے یہ سب مروی ہیں۔ زید بن اسلم صحابی ان روایت سے اور
زید بن حیان سے روایت کنندہ ابو حیان وغیرہ ہیں جس کا نام ابی بن سید ہے یہ سب
نہ و معتد و غیر معروف راوی ہیں۔

اسب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مذکور ہر سہ محدثین کی ان ہر سہ روایات کا متن
بھی سب مسلم شریف کے متن کے مطابق ہوا تو یہ گل ایک روایت مشہور مستند روایت
نہیں ہیں اور مندرجہ بالا تفصیلات جو ہم نے مسلم کے متن کے تحت پیش کی ہیں وہ تمام
یہاں مستبر اور جاری تصور ہوں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ یہ ہر شش حوالہ ہات (احمد و دارمی و مسلم و ابوبقی ابن المغازی و یحییٰ)
تمام کی تمام روایت ایک ہے۔ الگ الگ ان کو شمار نہیں کرنا چاہئے۔ جن سب
مقامات میں ابو حیان آکھلا اور مستبر و راوی ہے علیہذا یہ روایت خبر واحد ثابت ہوئی
نہ کہ خبر مشہور اور متواتر۔

۲۔ ان سب روایات میں کتاب اللہ کو روایت اور حد کے الفاظ سے ذکر کیا

- گیا ہے۔ اول بیت کے حق میں یہ الفاظ نہیں استعمال کئے گئے۔
 ۳۔ کتاب اللہ کو نسخہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اول بیت کے حق میں یہ حکم نہیں دیا گیا۔
 ۴۔ کتاب اللہ کے ساتھ قسٹ منبر و کثرت لانا کا فرمان ہوا ہے۔ اول بیت کے واسطے یہ فرمان نہیں ہوا۔
 ۵۔ کتاب اللہ کے متعلق تحریف اور انجسازت ہکی گئی ہے۔ اول بیت کے لئے یہ حکم ہے اور نہ یہ تحریف۔
 ۶۔ کتاب اللہ کے حق میں تحریف میل ولالی گئی ہے۔ یہ چیز اول بیت کے متعلق مذکور نہیں۔

- ۷۔ شے کا لفظ ترقی مطہر کے لئے ہوا کرتا ہے۔ محمد معنون اور متعلق معنون کی دو چیزوں کے درمیان لفظ متعلق ناموزوں نہیں ہے بلکہ اس کی وضع اور صافیت کے خلاف استعمال ہے۔
 ۸۔ روایت ہذا میں قرآن مجید کی بنا پر منہا کہا جاسکتا ہے کہ عقلمندان میں سے ثانی پیر اول بیت نہیں ہے بلکہ سنت نبوی ہے۔ صلوات اللہ علیہ

۱۷۱

درمیان حبیب البیت اور ہمارے درمیان ماہر الاختلاف یہ چیز ہے کہ البیت کی اطاعت اور تالیف اور قرآن مجید کی طرح واجب اور لازم ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ روایت ہذا سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ ہم نے تفصیلات بالامیں واضح کر دیا ہے۔ روایت ہذا میں کتاب اللہ کی اطاعت کا بیان صراحتاً موجود ہے اور اول بیت کے ساتھ قسٹ کرنا اور ان کی اطاعت کرنا بیان مذکور نہیں۔ لہذا یہ روایت میں دعویٰ کے اثبات کی خاطر پیش کی گئی ہے اس مدعی کو ثابت نہیں کر سکتی۔

بعض لغویاں اول بیت کے حقیقی کی روایت اور احقر ہم دین طوک قرآنی ہوتا ہے۔ لیکن جو مدعی وجوب اطاعت ہے وہ بالکل ثابت نہیں ہوتا اور جو مدعی اپنے مدعی کو ثابت نہ کر سکے وہ تقریباً نام نہیں لہذا یہاں تقریباً نام نہیں ہے۔

(۸۰)

ہو کہ مسلم شریف کی روایت، حقیقین کی تمام روایات سے نہایت اہم تھی اس وجہ سے اس کی فرنی تعداد میں بیس ذرا طویل ہو گئی ہے۔ تاہم یہ کرام اہل مذہب میں سائر میں جم ایک چیز کی طرف تاثرین کی توجہ دلا کر مندرجہ بالا روایت کی بیس کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ ان دو سوں کے ہاں اہل بیت کا مقبوم ہی بارہ امام بشمول سیدہ فاطمہ ہیں۔ اس قابل توجہ یہ چیز ہے کہ اہل بیت کا مقبوم و مصداق کیا ہے؟ اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟ اس مسئلہ کو بھی اس روایت سے صحت ہو گیا ہے جب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اہل بیت ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات تو خود اہل بیت ہیں۔ مزید یہ فرمایا ان میں اہل بیت ہیں۔ اولاد وہاں علی ابن ابی طالب۔ اولاد قریب بن ابی طالب۔ اولاد جعفر بن ابی طالب۔ اولاد عباس بن عبدالمطلب۔ یہ سب حضرات روایت ہدائی نو سے ممتاز اہل بیت میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ اگر اس روایت مسلم سے وجوب اطاعت کا مسئلہ ثابت کرتا ہے تو حقیق ثانی، ان کے گمان میں اہل بیت ہونے اور اہل بیت یہ سب چاروں خاندان بشمول ازواج مطہرات ہیں لہذا ان سب کی اطاعت واجب اور لازم ٹھہری ہوگی۔ کو خود و فکر اور تدبر و تمیز کے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ مطلب اپنا اٹھا کیا جاسکے یا ترک کیا جاسکے؟

اسناد از ترمذی شریف

ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۵ھ

جامع ترمذی میں روایت حقیقین دو طریقوں سے مروی ہے۔ طریق اولیٰ یہ درج کیا جاتا ہے۔ اس کے اسناد کی حقیق ختم کرنے کے بعد دوسرا طریق درج ہوگا۔

روایت اول

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُسْرَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ كَثِيرَ بْنَ الْحُسَيْنِ
 قَالَ سَمِعْتُ مَنْ حَدَّثَ عَنْ قَسِمِ بْنِ كَبِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَتِّهِ يَوْمَ حَرَكَةٍ وَهُوَ مَسْطَرٌّ فَجِئَ بِهِ
 الْقَوْمُ بِهِ فَيَلْبِسُونَ حَتِّهَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا يَكُنْ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ شَيْءٌ إِلَّا جَاءَتْهُ أَلْفُ نَفْسٍ

میں اس کی روایت کرنا کہ وہ ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت بھی اس کی روایت ہے۔
 یہاں موجود ہے۔ جامع ترمذی کے اس اسناد کو اسرار رجال کے دیکھنے سے معلوم
 ہوا کہ اس سند میں ایک ہزار ان تیرہ تھیں۔ یہ سب کچھ ان کی کرم فرمائی کا نتیجہ
 ہے۔ ان کی پوزیشن میں تفصیل سے فوائد اصول حکیم ترمذی کی روایت اول کے تحت
 واضح کر چکے ہیں۔ یہ بزرگ حنیف عند المؤمنین ہیں۔ مگر روایت اس کی
 اور معروف مکی جو شہرہ شہید راوی ہے۔ اس کا سبب اندوختہ انہوں نے قوم میں پھیلا
 دیا ہے اور شہید کے ہاں یہ بزرگ ان کا مروی ہے یعنی مقبول الروایۃ ہے۔ امامی
 لفظ سب ہے اور چھٹے امام جعفر صادق کے خصوصی اصحاب میں اس کا شمار ہے۔ ان
 تفصیلات کے منتج ہونے کے بعد روایت ذرا اہل سنت کے قواعد کی روش سے قبول نہیں
 کی جاسکتی۔

روایت دوم

وَسَمِعْتُ مَنْ حَدَّثَ عَنْ شَرِيفِ بْنِ مَرْوَى عَنْ قَسِمِ بْنِ كَبِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ سَمِعْتُ مَنْ حَدَّثَ عَنْ قَسِمِ بْنِ كَبِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَتِّهِ يَوْمَ حَرَكَةٍ وَهُوَ مَسْطَرٌّ فَجِئَ بِهِ
 الْقَوْمُ بِهِ فَيَلْبِسُونَ حَتِّهَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

یہ ترمذی شریفین میں مروی ہے اس کے من و عن عند مندرجہ ذیل ہیں

فَلْيَرْجِعْ أَرْبَعَةَ شَالَ فَإِنَّ شَالَ الْإِطْمَ حَلَقٌ وَالشَّعِيرَةُ وَشَالَ الْإِطْمَ حَلَقٌ
فَالْأَرْبَعَةُ شَالَ يَوْمَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْعَرَبِيُّ أَنَّ الْإِطْمَ حَلَقٌ مِنْ الْخَطِّ الْخَامِ وَاللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ يَكْتُمُ عَمَّا فِي بَطْنِهِ الْإِطْمَ حَلَقٌ وَالْأَرْبَعَةُ شَالَ يَوْمَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْعَرَبِيُّ
حَلَقٌ وَشَالَ الْإِطْمَ حَلَقٌ وَالْأَرْبَعَةُ شَالَ يَوْمَ لَمْ يَسْمَعْهُ الْعَرَبِيُّ حَلَقٌ حَلَقٌ حَلَقٌ

اس اسناد کی تصحیح و تفتیش کی گئی ہے اس میں تین بزرگ ایسے راہبر ہیں
جو شخص شیعہ ہیں ان کے افعال فی الشیخ معلوم کر لینے کے بعد دو قبول کا مسند
خود بخود ہی مل ہی جاتا ہے۔ علی بن المنذر کوئی اور محمد بن علی کے کو اہل مندرجہ حاضر
کئے جاتے ہیں اور تیسرے صاحب عوفی ہیں۔ بطریق کے مستندات، ہم
حیات ابن سعد کے اسناد میں باہر ناست پیش کر چکے ہیں ان کا شمار بہ شیعہ ہے
اس وقت علی بن المنذر کوئی اور محمد بن فضیل کا مال و درجہ ہو گا۔

علی بن المنذر بنی حمال میں

عن علی بن المنذر بنی حمال عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ
عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ
عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ
عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ

مال یہ ہے کہ علی بن المنذر عوفی کوئی صاحب تابع شیعہ مسلک رکھتے ہیں۔
شیعہ ہیں ان کا انتقال ہوا ہے۔ دوسری بات کے لوگوں میں ان کا شمار ہے
نسائی اور مسلم بن قاسم نے بھی ان کو شیعہ شخص ہی لکھا ہے۔

عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ عن یحییٰ بن یحییٰ

..... ثَلَاثٌ وَتَحْتَ الْكُتُبِ الْإِسْلَامُ كَمَا كَانَ يُعَذَّرُ الْإِسْلَامُ الشَّيْخُ ۛ

مطلب یہ ہے کہ محمد بن فضیل شہی ابو عبد الرحمن اصحاب صادق علیہ السلام سے ہے۔
 ثمر آدمی ہے اور سماعتی کہتے ہیں کہ یہ تشیع میں قالی تھے۔ کتاب خلاصہ میں مذکور
 ہے۔ جمال شیخ میں درج ہے اور ابن واقد نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور محمد زکا
 استر آبادی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ترمذی شریف کی یہ ہر دو روایات بھی
 دوستوں کی ہی مرہونِ منت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقاصد مجتہدہ کے موافق
 ہر اسے عملِ مطافر مانے، مکتفٰۃً بشیخہ ہننا حکمت راجحہ، نیز یہ میرا نام ترمذی
 نے واضح کر دی ہے کہ یہ روایت متواتر یا مشہور نہیں ہے بلکہ غریب ہے جیسا کہ
 فاضل ابو موسیٰ مرتضیٰ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ یہ روایت اعلیٰ غریب ہے
 ابو موسیٰ مرتضیٰ کی تصریح مختصر یہ اپنے مقام پر درج کی جائے گی۔ اہل علم کے لئے
 وہ مقام قابلِ رجوع ہے اور عاقدانِ تہذیب شمرانی نے بھی مشاہیر السنۃ جلد چہارم
 صفحہ ۱۱۱ بحث ایشلیں میں اپنی یہ تحقیق کا بھی ہے کہ

وَأَمَّا طَرِيقُ الْإِسْلَامِ فَهُوَ بِإِسْنَادٍ يَتَعَلَّقُ بِأَسْنَانِ سَبْعَةِ الْخَلْقِ الْكَلْبِ
 وَالْأَزْوَاجِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ الْكَلْبِ
 مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَالْأَزْوَاجِ الْكَلْبِ ۛ

یعنی حدیثِ دالِ بیتِ اربع کے الفاظ سے جو فاضل ترمذی نے اس کو روایت کیا،
 اس کے متعلق امام احمد سے سوال کیا گیا۔ انہوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا اور
 بھی مستعد اہل العلم نے اس کو ضعیف بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت صحیح
 نہیں ہے۔

ۛ شہین الممال ابو علی مشہور

ۛ منہاج السنۃ جلد چہارم صفحہ ۱۱۱ تہذیب عربی

اسناد از مسند زبیری ابی بکر احمد بن عمرو بن عبدالحق الزبیری مترجم

روایت اول

حدثنا احمد بن منصور ثنا داود بن حمير وثنا صالح بن مروحى بن
حكيم الله حدثنا عن عبد العزيز بن رفيع عن ابن صالح عن ابن حزم
قال قال زهير بن ابي سلمى قال قلت لعبد الله بن مسعود قال قلت
لأبي بن حنبل قال قال عبد الله بن مسعود قال قلت لعبد الله بن مسعود
حدثني عن زهير بن ابي سلمى قال قال زهير بن ابي سلمى قال قلت
لأبي بن حنبل قال قال عبد الله بن مسعود قال قلت لعبد الله بن مسعود

ابن ہمام کی آگاہی کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ مسند زبیری کا قواعد اب زمانہ سے پرانا تو
انھوں نے اکتیس ہے۔ ہم نے بڑی کوشش سے اس مسند کے قطعی نسخہ جات موجود کرکے
پیر محمد اور کتب خانہ حیدر آباد دکن میں سے روایت قطعی کے دو اسناد حاصل کئے
ہیں۔ ایک اسناد کا اصل سطر بالا میں درج کر دیا ہے۔ اس کے روایت کی تحقیق کے
بعد دوسرا اسناد بھی حاضر خدمت ہو گا۔ اس اسناد میں ایک صاحب صالح بن
مروسی بن عبد اللہ ظہری جلیہ افروز ہیں۔ ہماری دانست کے موافق یہ روایت انہی کے
احسانات سے غایات میں داخل ہے اب ان کا رجال میں مسند و رجال احمد و زبیری

صالح بن مروسی ظہری سنی رجال میں

صالح بن مروسی عن عبد الله بن مسعود قال قال عبد الله بن مسعود
حدثني عن زهير بن ابي سلمى قال قال زهير بن ابي سلمى قال قلت

لأبي بن حنبل قال قال عبد الله بن مسعود قال قلت لعبد الله بن مسعود
حدثني عن زهير بن ابي سلمى قال قال زهير بن ابي سلمى قال قلت

کہ سند میں صالح بن مہزی اقلی ضعیف شخص ہے اور خود صاحب کتاب محدث ہزار
سے بھی ختم روایت پر یہ نقطہ ثبت فرماو گے ہیں کہ راوی صالح بن مہزی الحدیث ہے
یعنی روایت کے باب میں یہ کمزور و نوس ہے۔

روایت دوم

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ

سند ہزار کی اس دوسری سند میں تین چار بزرگ شیعوہ حضرات تشریف فرما ہیں۔
ان کی تفصیلات اسماء رجال کی زبانی معلوم کر لینے کے بعد قارئین کو تسلی ہو جائے
گی۔ علی بن ثابت۔ سہاوہ بن علیان الحدیث الامور ان پر سہ افراد کے حالات
علی المرتضیٰ ذکر کئے جاتے ہیں۔

علی بن ثابت سنی رجال میں

۱۔ عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَنِيٍّ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ
یعنی علی بن ثابت کو علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ صدوق قر ہے لیکن مشہور و
معروف شیعوہ ہے۔

۲۔ مشہور ہزار قمی۔ منہاج علی۔

۳۔ میزان الامتثال لابی حماد ۱۱۹ - ج ۲ -

ہونے لگی ہیں اسے قبول کر لوں گا۔ تحقیق میں تمہارے پاس وہ بھاری چیزیں چھپنا ہیں
ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری اولاد میری اہمیت
ہیں۔ اس بات کا خیال کرنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا معاملہ کرو گے! یہ دونوں
ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ جیسی کہ میرے پاس خوش پر نہیں۔ پھر فرمایا
اللہ تعالیٰ میرے سردار اور مہربان ہیں اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔ پھر اپنے
حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، جس شخص کا میں دوست ہوں۔ یہ علیؓ اور علیؓ بھی
میں کے دوست ہیں۔ اسے اللہ! جو اس کے ساتھ دوستی رکھے اس کو تو بھی دوست
رکھ اور جو شخص اس کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اس کے ساتھ عداوت رکھ۔
ابو العقیل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم کو کہا کہ تو نے یہ بات حضور علیہ السلام
سے سنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہر شخص میں ان دونوں میں حاضر تھا۔ اس نے یہ چیز
اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور اپنے دونوں کانوں سے سنی۔ روایات مندرجہ
بالہ کا حاصل ترجمہ ذکر کرنے کے بعد ان کی متعلقہ گزارشات پیش خدمت ہیں۔

(۱)

پہلی روایت علامہ نسائی کے رسالہ خصائص میں علامہ نسائیؒ میں مذکور ہے
اس سے پہلے دو نام احمد بن حنبلؒ اور اس کا شیخ یحییٰ بن معاذ، مطیع والوں
کی طرف سے غلط چھپ گئے ہیں اور رجال کی کتابیں (جو متداول ہیں) ان میں
ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ بڑی تلاش کی گئی ہے۔ پھر شیعہ رجال بھی دیکھے گئے
ہیں۔ وہاں بھی یہ دونوں نام لاپتہ ہیں۔ اس کے بعد خصائص کے دیگر نسخوں کی
فہرست رجوع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کتاب و طابع کی مہربانی سے یہ ہر دو نام غلط
طبع ہوئے ہیں۔ احمد بن حنبلؒ کی جگہ محمد بن اسحاقؒ نام ہے اور یحییٰ بن معاذؒ کی
جگہ یحییٰ بن حمادؒ درست نام ہے۔ علامہ نسائیؒ نے خصائص مذاہب میں صحت مآب
کا بالکل التزام نہیں کیا۔ بہت سی ضعیف روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور بہت
بالوغت اور متہم بالشیعہ اور کئی قسم کے جبروح و عداوت سے اس کی روایات عدول

میں اور دوسری روایت حافظ ابن کثیرؒ اور ابن کثیرؒ نے القیاد والقبایہ - جلد چہم ص ۲۰۹
میں نسائی کی اسٹنٹن کبریٰ سے نقل کی ہے اور فرمایا کہ القیاد بہ الشافعی ج۲ ص ۱۸۱
اختیار مطلب یہ ہے کہ روایت ہذا کو اس طریقہ سے ذکر کرنے میں فاضل نسائی متغزو
ہیں۔ اسی طریقہ میں اور محدثین اس کے شریک نہیں ہیں۔ امام ترمذی سے روایت
ثقلین کو غریب کے لقب سے یاد کیا ہے جیسا کہ غفریب گذرا ہے اور ابو موسیٰ
ہریری سے اس کو حدیث چٹا سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ غفریب اپنے مقام پر آکر پا
ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے بھی حدیث ثقلین والی روایت کو ضعیف اور غیر صحیح
کہا ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت کے آخر میں واضح طور پر لکھا گیا ہے

۲

یز داؤد بن کثیرؒ کی روایت کو صاحب تحکیم النہاۃ اور صاحب
فیہات وغیرہما ان کے مجتہدین نے نہیں ذکر کیا۔ ہم نے اپنی تلاش کے موافق
اس کی جستجو کر کے اس کو پیش کر دیا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ اس نوع کی روایات میں
تدخل سکتی ہیں وہ سب یکجا کر دی جائیں تاکہ صحیح و سقیم و ضعیف و قوی کا درست
اندازہ ہو سکے اور اس کا صحیح محل قائم اور متعین ہو سکے۔

۳

یہ چہرہ دو روایات مندرجہ بالا در اہل ایک ہی روایت سے۔ اسناد میں صرف
ایک راوی کا فرق ہے اس طرح کہ خصائص میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو عروہ ہے
اور سنن میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو معاویہ ہے۔ باقی تمام اسناد ایک جیسا ہے اور
متمم یحییٰ بن حماد اسناد میں سمری کے متعلق ہم کوئی کلام نہیں کرتے۔ البتہ ابو معاویہ
کے متعلق قداح صحت الفاظ پاتے جاتے ہیں، ان کو سامنے لا دینا ٹھیک ہے۔ قرہبی
سے میزان الاعتدال ص ۳۳ جلد سوم میں ابو معاویہ کے حق میں لکھا ہے کہ :

مَعْنَى اِسْتَعْرَاضِ الْعَلَقِ خَلْفَ الشَّيْءِ مَعْنَى قَالَ شَيْءٌ فَهُوَ اَنْ كَانَتْ فِي الشَّيْءِ شَيْءٌ مَعْنَى

(۴)

واضح رہے کہ فضائی کا یہ روایات صحیح مسلم اور اس کے ساتھ جمع کردہ روایات (یعنی مسند احمد کی روایت ششم اور دارمی کی روایت) سے کم درجہ رکھتی ہیں۔ مسلم اور اس کے ساتھ والی دو قول روایات میں صحت کے شراکے کا حقہ پائے جاتے ہیں اور یہاں وہ موجود نہیں ہیں۔ البتہ ان کو ہم ہر سب روایات مذکورہ کے بعد کا درجہ دے سکتے ہیں۔ اب ہم ہر دو روایات فضائی کے متن روایت کے متعلق گزارش کر رہے ہیں۔

روایت فضائی کے دو حصے ہیں۔ روایت کا پہلا حصہ حضرت والہیہ کے وجوبِ اطاعت اور وجوبِ تمکث کے سبب پیش کرتے ہیں۔ یہ حصہ صحیح بخاری میں ملتا ہے۔ ہر دو سلاسلہ مولانا ذوالفقار علی خان صاحب دہلوی نے اس کی خلافت کی خلافت بالاضافہ کی خاطر تحریر کیا کرتے ہیں۔ یہ آخر روایت تک پہنچ گیا ہے مختصر یہ ہے کہ ان پر دو دعاوی کی پر روایات مسند درج بالا کو دلیل صریح کے وجہ میں رکھا جاتا ہے۔ آپ متن میں غور کر لیا جائے کہ اس سے مذکورہ دعاوی کا اثبات و استنباط کہاں تک درست ہے؟

اولاً: روایات مسند درج کے پہلے حصہ میں ہر فقرہ اضافات تحریر کیا جائے۔ اس میں کہیں ایسے الفاظ موجود ہیں جن سے مسند وجوبِ اطاعت ثابت ہوتا ہو مثلاً یہاں حضرت والہیہ کے اقوال و اعمال کو عمل و افعال کے لئے اخذ کرتے کا حکم دیا گیا ہو۔

۲۔ یا ان کے ساتھ تمکث کا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

۳۔ یا متن روایت کے کسی فقرہ سے ان کی اطاعت کا لزوم معلوم ہوتا ہو۔

۴۔ یا ان میں ایسا اور نایا لیا ہو کہ اگر ان کا فرمان مانو گے تو ہرگز مکران نہ ہو گے وغیرہ

بہر کیف اس نوعیت کا کوئی حکم بیان موجود نہیں ہے۔ پس یہ دلیل دونوں کے اثبات
محمی کے لئے برگزیدہ بیانی تفسیر نام غارہ۔ اس جہت میں صرف کتاب اللہ
کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اہل بیت کے ساتھ خمن ماطر کے متعلق توہم دلائل
گئی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید سے اہل بیت ہمیشہ ہمیشہ جدا ہوا کے
اور ان کا یہ مستقل نشان بیان کیا کہ قرآن مجید کا ساتھ یہ لوگ والہانہ چھوڑیں گے،
ان کی کچھ نہ کہ تعداد ضرور قرآن سے واجبہ رہے گی۔

ثانیاً، روایت ہذا کے سند ثانی کی طرف رجوع فرمائیے جس کو حضرت
علی المرتضیٰ کی خلافت بافضل کے لئے واضح ثبوت قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک
یہ دلیل اس دعویٰ کے اثبات کے لئے روز روشن سے بھی زیادہ روشن ہے۔

تمام بحث کا دار و مدار یہاں لفظ علی اور مولیٰ پر ہے۔ ان کے نزدیک
یہ الفاظ یہاں خلیفہ بافضل کے معنی میں استعمال ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ یا ولی ہوں، اس کے علی بھی
مولیٰ اور ولی ہیں۔ غلبہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ علی المرتضیٰ تمام مسلمانوں
کے لئے خلیفہ بافضل ہیں۔

الجواب

یہاں چند غلطیاں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ اہل بیت میں سے بہت سے اکابر علماء جیسے امام بخاری، ابن ابی شامہ، ابی
ابراہیم الخری، ابن ابی داؤد، ابن جریر، وغیرہم، کو حدیث پریم کے واقعہ کی تفصیلات
مشکوٰۃ علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑتا اور فرماتا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؑ بھی اس کے مولیٰ
ہیں وغیرہم کی محنت میں کلام ہے۔ اس بنا پر کہ میں صحیح اسانید کے ساتھ واقعہ منقول
ہے مثلاً صحیح مسلم وغیرہ میں وہاں یہ تفصیل مذکور نہیں ہیں، مستند ہیں اور جہاں
اس نوعیت کی تفصیلات دستیاب ہوتی ہیں۔ وہاں کے بیشتر طرق متکثر ہیں اور قابل توجہ

عادہ ماقبل کے ساتھ یہ جوڑ ہو کر رہ جائے گا۔ ایک مادہ دلی کے ایک ہی ذریعے
میں دو معنی متضاد قائم ہونے کی وجہ سے معنوی تشکیک نہ ہوا ہو گا ہر جگہ کلام
کے منافی ہے۔

۳

جب روایت ہذا کے الفاظ کے اعتبار سے مولیٰ کا معنی دوست و محبوب متعین
ہو گیا تو اب نور فرمائیے کہ یہ دلیل اثبات خلافت بلا فصل کے لئے کہاں ٹک
جیت ہو سکتی ہے اور جو دلیل اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے وہ تکریب تمام نہیں ہے
دعویٰ تو یہ ہے کہ علی ائمہ تصفیٰ نبوت کے بلا فصل غلیظہ ہیں اور اس دعویٰ کے اثبات کے
لیے جو حجت اور دلیل پیش کی گئی ہے اس میں وارد ہے کہ جس شخص کا بی ادب اور ہے
علی بھی اسی کا دوست اور ہے۔ لہذا اللہ! جو شخص علی کے ساتھ محبت رکھے تو اس
کے ساتھ محبت رکھے جو علی کے ساتھ دشمنی رکھے تو اس کے ساتھ دشمنی رکھے
آپ ہی انصاف فرمائیں کیا ایسی دلیل سے دعویٰ مذکور ثابت ہو سکتا ہے جس
میں خلافت بلا فصل کے لئے ایک ٹکڑ بھی وارد نہیں ہے۔ رسائی کی روایات کا
خلاصہ یہ ہوا کہ روایات ہذا اگر صحیح ہیں تو مدعیان حب الہیت کے لئے مضیق نہیں
اور مسلک اہل ائمہ کے لئے مستر نہیں کیونکہ روایت ہذا کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت
میں وہاں صرف خلیفہ رقصی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے ہم قائل و معترف ہیں۔
خلافت بلا فصل نہیں ثابت ہوتی جس سے ان کا مدعا پورا ہو سکتا۔

تفسیر شایع اہل علم کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ میرزا محمد حسین صاحب
تفسیر مجتہد شری مکتوبی نے جس طرح روایت چھپیں پر دو نیم جلدیں مباحثہ ائمہ
کی مرتب کی ہیں اور اپنے زعم میں اس کو متواتر ثابت کرنے کے لئے تمام تر قوت
سے غامدہ صرف کر دی ہے۔ ٹھیک اسی طرح میرزا صاحب نے روایت "ولا یت" و
"من خلفہ" کے لئے اہل علم کو بھی غلط متواتر ثابت کرنے کی غلط راہی کتاب
عبقات الافراد کی کلاں جلدیں مدون کر دی ہیں اور اپنی جانب سے انہوں نے اس

مسند ہادی چلی کا دور نکلا ہے۔ لیکن علامہ ابن کثیر نے ان چیزوں کے جواب کی جی
توفیق عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری مرحوم نے اپنی تصنیف بیان القرآن پارہ ششم
آیت کیا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے حواشی میں یہ تصریح لایا کہ مسند ہادی مرحوم
جہاں دلی میں اس روایت "ولایت" "ومن کنت مولاه فقلی مولاه" کی عربی عبارت میں
عربی بحث کی ہے جس میں اس روایت کے تمام طرق و اسانید جمع کر کے مستند و تنقید فرمائی
ہے وہاں صاحب مبعثت کی تمام مسائل کو خوب رد کیا ہے۔ ہم تحقیق کے حیلکار لوگوں سے
گزارش کریں گے اگر اس روایت کی کائنات تحقیق و تحقیق مطلوب ہو تو اس مقام سے ضرور استفادہ
اٹھائیں۔ وہاں بڑے بڑے علمائے اہل اہل کتاب حاصل ہوں گے اور علمی استعداد اہل کی پوری
حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔

اسناد مندی علی احمد بن علی بن المثنی التیمی الموصلی

متوفی ۳۵۰ھ

"حدثنا بشر بن ولید ثنا محمد بن طلحة بن اسد بن عقیق
بن سعد عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال انی اوشک ان اودعی فاجیب والی تاروق حکمہ استعین کتابہ
حبل محمد وودیع السماء والارض وعترتی اهل بیتی بن طلحة الخدری
الخبر فی النعمان یغترقا حتی یرد علی العوض فالظفر واللسان
تخلطون فیہما" اسناد مندی علی احمد بن علی بن المثنی التیمی ۳۵۰ھ میں مرثیہ کا ذکر

واجب ہو کر ابو یوسف مرسلی کا یہ سند فرار اسناد مندی میں سے ہے۔ بڑی کثرت کے بعد یہ آباد
وکن کے کاتب عاصم بن علی بن عاصم ہے۔ وہاں کے ثقہ اور سند علیہ مشہور اہل علم مورخ ابو یوسف
افغانی مدیر لکھنؤ اخبار صراف النہار وکن کے دارچند یہ روایت مشکاتی میں ہے ابو یوسف و
ابن یوسف میں مندرج ہے اس کے اسناد کی طرف توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس سند میں
میں بزرگ ایسے تشریف لے گئے ہیں جن کی وجہ سے سند ناقص و اعتبار ہو چکی ہے۔ یہ

عاصم علیہ بن سعد حنفی کوئی ہیں۔ یہ ضعیف الحدیث ہے۔ کثیر الخطا ہے مشہور میں ہے
 (ہیں کے روایت یہ ہے اس کا اصل نام و اشع نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا
 شیخان کوثر میں شمار ہے اور دو سو کا مقدمہ ہے۔ محمد بن سائب انگلی و مشہور
 کتاب ہے۔ اس شخص نے جلی روایات کا بہت بڑا ذخیرہ و الاسعد کثرت تجرید کے
 اہمیت میں چھپا دیا ہے۔ تندیب التندیب و میزان الاعتدال و بی و طبرہ میں ان اسکو و
 شاگردوں کے حالات و ملاحظہ فرمائی گئی ہیں۔ اندر میں حالات ان کی روایات کو
 قبول کرنا قواعد اہل السنہ کے بالکل یکساں ہے۔

بزرگ جہاں روایت کو علی بن یزید الطریق صحیح مسلم کو بھی دوستوں کامی و مطلوب
 اس سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ روایت جہاں کوئی ایسا مقدمہ نہیں ہے
 جس سے اہل بیت و حرث کی وجوب اطاعت ثابت ہوتی ہو۔

- ۱۔ اس میں سند صحیحہ کا حکم دیا گیا ہے۔
- ۲۔ اس میں یہ حکم ہو رہا ہے کہ حرث کا قول و فعل قبول نہ کرو گے تو کراہ ہو جائیگا۔
- ۳۔ نہ ہی یہاں خطا کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔
- ۴۔ اہل بیت کتاب الذی کی اہمیت ایک تفسیر کے ساتھ مذکور ہے اور حقوق اہل بیت
 کی رعایت رکھنے کی ترغیب مذکور ہے اور یہی !

اسی طرح سنہ ۱۱۱۱ میں جلد اول تحت منہات الی عبد اللہ بن عباس کی ایک سادہ
 روایت میں اسی طرح کی منقول ہے وہ بھی علی بن یزید الطریق و عبد اللہ بن عباس کی روایت و
 منہاج ہے۔ اہل علم کی تفسیر کے لیے یہ وضاحت کافی گئی ہے۔

اسناد محمد بن جریر طبری۔ المتوفی ۳۱۰ھ

(بحوالہ کنز العمال - جلد اول)

..... عن محمد بن عبد بن علی بن جعفر ابیہ عن ابی طالب قال
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضر الشجرۃ یحکم فخرج

اخذاً بيد علي فقال يا ايها الناس اسمعوا لقوله من اتى الله ان الله ربكم
 قالوا بلى قال اسمعوا لقوله من اتى الله ورسوله اولى بكم من
 انفسكم وان الله ورسوله مولى حكمكم قالوا بلى قال من كنت مولاه
 فعلي مولاه الى قد تركت فيكم ما ان اخذتم من ثمن فليكن بغيره
 كتاب الله يا ايها يكم واهل بيته ۛ

وكرز الاموال بغير اكل صدقہ وبيع الزكوة الخ

ترجمہ روایت ہذا :

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے پاس درختوں میں تشریف لائے۔ وقیام فرمایا۔ پھر
 علی کا ہاتھ پکڑے (اپنی قیام گاہ بنے) ، پھر قریش کے لوگوں کو اسے لوگوں کی قیام گاہ کی
 گواہی نہیں دیتے کہ اہل کتاب سے ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔
 پھر حضرت نے ارشاد فرمایا وکیاتم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اہل کتاب سے ہے۔
 انہوں نے انکار کیا۔ پھر فرمایا وہ حق رکھتے ہیں۔ اور اہل کتاب سے ہے۔
 وہ لوگوں کے کتابی ہیں۔ صبح ہے پھر فرمایا جس کا مولا میں ہوں اس کے علی مولا ہیں۔
 تحقیق میں تم میں ایسی چیز کو چھوڑ دو پاپوں کو اگر اس کو پکڑ لے میرے بعد ہرگز گواہ نہ ہو گے
 وہ اللہ کی کتاب سے ہے۔ انہوں نے ہاتھوں میں اور میرے اہل بیت ہیں ۛ

واضح ہو کہ اس روایت سند پر ہاک کی کافی سند تلاش کی گئی ہے۔ دستیاب
 نہیں ہو سکی جس کا میں اعداد انوس ہے۔ لیکن یہ طبری کی کتاب تہذیب الکمال میں یہ
 ممکن سند مل سکے۔ ہم کہ اس کا نسخہ کہیں سے دستیاب نہیں ہے۔ پھر ہم نے یہ تلاش کی
 ہے کہ یہ روایت حضرت علی کے ہاتھ محمد بن عمر بن علی کے واسطے سے جن بن محمد بن
 محمد بن علی کے ہاتھ روایت کی ہے ان کے ہاں سند روایت چنانچہ اس طرح پایا گیا ہے، اس جہز
 کے ذریعہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ محمد بن عمر بن علی سے روایت کرنے والا راوی اس
 جگہ محمد بن عمر بن علی کے واسطے محمد بن عمر بن علی سے روایت ہے۔ اس کیلئے یہ ایک سند
 واحد ہے۔ اس سے کچھ استاد و فاضلین اختلاف شروع ہوتا ہے۔ یہ چیز ہم کو محمد بن عمر

طبری کے ہم زمان اور قریب زمانہ واسطے دگر دگر کے اسانید میں دستیاب ہو گئی ہے۔ ایک تو
نقد الشیخ بن زبیر کے مندرجہ روایت بذات اسی اسناد کے ساتھ غیر ہو گئی ہے۔

دوسرا ابو جعفر امام طحاوی کی تفسیر الکبیر جلد دوم ص ۴۰۷ میں بھی یہی روایت ہے اسی
اسناد کے ساتھ مذکور ہے اور الفاظ روایت بسینہ ابن جریر طبری واسطے ہیں۔ مگر ان تفسیر سے
یہ بات پانچ ثبوت ثبوت پہنچتی ہے کہ محمد بن عمر بن علی کے تحت کثیر بن زید راوی ہے اور کثیر جلد کے
علی میں مندرجہ ذیل الفاظ جرح طحاوی کے واسطے درج کیے ہیں۔

ضعیف علیہ۔ یس شیخ ۱۔ یس بقری لا یجوز بتقدم یعنی یہ شخص کثیر بن زید محمد بن زید کے
نزدیکہ ضعیف ہے قوی نہیں، اس میں ضعف ہے یہ کچھ کہا نہیں ہے جو چیز نقل کرے وہ
قابلِ محبت و قابلِ توثیق نہیں ہے۔ اسی طرح جامع صفیہ علی کی شرح فیض اللہ میں عبد بن مسعود
کے اس کثیر کہ جو روح قرار دے دیا ہے، حافظہ جو فیض اللہ ص ۴۰۷ ج ۱ تحت حدیث
لا ینکحوا بنی الدین (الف) قبل ازین ہم نے سند الشیخ بن زبیر کی سند کے تحت الفاظ جمع کر کے
حوالہ بات کے ساتھ ذکر کیے ہیں، رجوع کر لیا جائے۔

اب لقمانہ الجرح مقدم علی التذیلی اس کثیر کی کرم میں صفات توثیق میں نقل کریں تو
ذات الکلمات مذکور ہیں اور یہ روایت درجہ صحت کو نہ پہنچ سکے گی۔ تمام استدلال میں صحیح ثابت
صحیح سند کے ساتھ مطلوب ہے۔

روایت ثقیلین مُسنَدانی عوانہ یعقوب بن الخلی بن ابراہیم الاسفراہینی

التوفیٰ ۳۱۶ھ

طبقات اللہ تبارک و تعالیٰ وصحیحہ کے مکرر اہل ایمانی قادی و مکرر اسیری و کف
واخرج ابو حوانہ من الی الثقیلین عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
قال فعرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع و نزل
فقد یسبح فحسب لعمری ان کان قد دعیت فاجبت الی قد تحسنت لیکم
المتطہرین من اللہ و عترتی اہل بیتی فانظروا کیف تحفظونی فیما

خاتمہ ہے یعنی حق پرستوں اور اعلیٰ الخوص نے کہا تھا ان اللہ مولانا وانا
ولی کل مؤمن نے اٹھ کر علی علیہ السلام من حکمت مولانا فعلی مؤمن
(مہنت ۱۷۱) اس کے متعلق یہ معلومات ملیں گی کہ حقیقی ہیں

(۱)

مذہبی علماء کا عمل اس کے خلاف کتاب و کتاب ہو کے کی وجہ سے غیر علمی اور کلام
مذہبی حوائج کے صرف و حدیث ابتدائی دائرہ المعارف و کتب میں طبع ہوئے ہیں وہ جیسے سائنس
ہیں ان میں یہ روایت نہیں مل سکی کہ یہ کتاب کے قلمبر مکتوب و اجازت طبع کے بعد ہی شائع ہوئے ہیں

(۲)

حق کے اعتبار سے یہ سن و سن و ہی روایت ہے جو علامہ نسائی سے السنن الکبریٰ النسائی
میں ملتی ہے اور البیان لابن کثیر کے حوالے سے ہم قبل ازین سن کر چکے ہیں یعنی قمریہ و اسناد
کے ساتھ اس کو نقل کیا گیا ہے حق کے اعتبار سے اس کی نام مستحق بحث و اہل سنائی کی بات
کے تحت مستحق ہے اور علامہ نسائی کے علاوہ کہنے کی حاجت نہیں ہے

خطا کرنے والا ہے۔ لہذا اس کی روایت وہ صحیح نہیں کہیں ہو سکتی۔

اسناد لغوی (متوفی ۳۱۷ھ)

حیات النور علیہ ازل مت میں ابو القاسم بن یحییٰ کہ منہم نوی روایت مذکور ہے۔ اور کتاب فوائد اسلمین حموی میں سے یہ روایت صاحب حیات کے نقل کی ہے۔

”انیات ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز لغوی انیابہترین الولید الکندی انیابہ محمد بن طحفة عن الاعمش عن عطیة عن الی سعید الحدادی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوتقت ان اوعی فاجیب والی تارک فیکم الشقیین کتاب اللہ عز وجل حیل محمد و من السماء الی الارض و عترت اهل بیته وان اللطیف الخیر الخیر فی القضا ان یتقررنا حتی یرد اهل الوحش فانظر لہما تحفظوا فیما“ (حیات النور ص ۱۰۸ طبع الاول بحوالہ فوائد اسلمین حموی)

اس روایت کا اصل ماخذ تو کتاب فوائد اسلمین حموی ہے جو ہم کو حال میں نہیں ہو سکی۔ ائمہ اہم کس پایہ کی کتاب ہے یونقی و مستر روایت اس میں ایک کلمہ بھی نہیں یا مطلب و یا پس کا مجموعہ ہے تاہم اس اسناد میں شد و مندرجہ بالا میں غور و فکر سے ثابت ہوا ہے کہ اس کی سند میں علی بن سعد حموی کوئی تقریباً فرا ہے۔ یہ بزرگ کثیر اللغات ہے حنیفہ الحدیث سناور حشر ہے، عجیب قسم کا مدرس ہے۔ اپنے شیخ محمد بن اسحاق بھی سے روایات نقل کیے اور سید کے نام سے لوگوں میں پہنچا تھا۔ اس کی پوری اور غریبی تشریح ہم مہتمات ہیں سہ کے لئے قسمت اس کے کچھ ہیں تفصیل اس کا مطالعہ کرنا ہمارے ادریسوں کے ہاں یہ شخص صاحب حیات و اقرب میں تاریک ہوتا ہے۔ مانتع الرواۃ اور دہل استانی نے اس شخص کی غریب و فضاہت کو کہہ ہے۔ خلاصہ روایت مذکورہ تعلیم و تصود ہوگی۔

صاحب حیات نے آگے چل کر تفسیر حموی اور طبر محمد بن عبد الرحمن الفصیح لہجی تفسیر کی ایک روایت مستقل وضع کی ہے ناظرین کرام کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ

وہ کوئی ایک اسناد کے ساتھ ملتا ہے روایت نہیں ہے۔ وہ روایت جو کہ ایک بڑا بڑا صحابی مروی ہے
 اور تمام انہی مذکور کی سند مندرجہ بالا کے ساتھ مروی ہے جس میں حضرت عروہ وغیرہ کی سند ہے۔
 حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ کی روایت کی خاطر ایک بحث کی حاجت نہیں تھی وہی
 کی روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے اور اسناد کی پر آپ کا ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میرا صاحب نے اس کی ایک ایک
 اسناد تمام کر کے کثرت اساتید و کھانے کی وجہ سے اس کی کثرت کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی ایک ایک سند
 کی کثرت کی وجہ سے۔ بیشتر مقامات میں انہوں نے ہی روایتیں اختیار کر رکھی ہیں۔

Www.Ahlehq.Com

روایت ثقلین کے شہدگانہ (آئندہ) اسانید

لؤاحی بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابین عقد کتیبہ ابو العباس
واسخ ہو کر صاحب حقیقات الانوار میر عامر حسین کھنوی نے حقیقات میں
جدا سے ملے کر من لاء ابلد رنگ ابن عقدہ کے ہشت عدد اسانید سخاوی اور
سخاوی و غیرہ کے واسطے نقل کئے ہیں اگر یہ اسانید بیع متن مکمل نقل کئے جائیں تو
بڑی ملوالت ہو جائے گی اب ہم بعض اختصار صرف حقیقات کے درج کر رہے
اسانید کو پیش کرتے ہیں۔ متون روایت کو ذکر نہیں کریں گے۔ نیز یہ بھی معلوم
رہے کہ حقیقات میں جو کچھ اسناد ذکر ہوا ہے وہ ابن عقدہ کا مکمل اسناد
نہیں ہے۔ بعض اسناد ہے تاہم جو کچھ مندرج ہے۔ اسی کو ہم بھی یہاں نام لڑتے
میں لائیں گے۔

نیز یہاں یہ بات بھی ذکر کرنی مناسب ہے کہ ابن عقدہ نے روایت میں
کتیبہ فعل مولانا کے اثبات میں ایک مستقل تصنیف مدون کی ہے۔
اس کا نام کتاب الموالاة ہے اور کتاب الموالاة بھی اسی کا دوسرا
نام ہے۔ اس تصنیف میں ابن عقدہ نے روایت میں کتب مولانا کے ساتھ
ساتھ روایت ثقلین کے لئے بھی بعض اسانید درج کئے ہیں۔ اب حقیقات کی
حیارات میں اس تصنیف کا ذکر جا بجا پایا جائے گا۔ ناظرین کرام کے لئے مناسب
معلوم ہوا کہ پہلے سے ان کو مطلع کر دیا جائے۔ ذیل میں آٹھ عدد اسانید درج
کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر جو تعداد تیسرہ ہے وہ بعد میں یکجا پیش
ہوگا۔ کہ ابن عقدہ کس معیار و مقدار کے آدمی ہیں اور ان کی کالیفات و تصانیف
کا پائیدار اعتبار کیا ہے؟

(۱)

روایت جابر بن عبد اللہ (مقام شہداء)

ایں عقیدہ کتاب الولاية کہ کتاب الموالاتہ نیز معروف است این حدیث شریف (ثقلین) را بہ ہشت طریق روایت نموده چنانچہ این سخاوی و استیقلہ ارتقاء العرفۃ و ذکر حدیث ثقلین مروی از جابر گنزد و رواہ ابوالعباس ابن عقیل فی الولاية "من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فرات عن ابی جعفر محمد بن علی جابر رضی اللہ عنہ قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع فلما رجع المہجۃ

(۲)

علی المرتضیٰ (مقام شہداء)

و نیز سخاوی و استیقلہ و ارتقاء العرفۃ گنزد و اما حدیث آخریہ یہود حندہ (من حنڈۃ من محمد بن کثیر عن علی بن الحارث و کلاھا من اخی الطویل ابن علیاً عن ابیہ عن امام محمد بن واثنی علیہ ذی طویل روایت ہے اس میں مجید کثیر من حضرت علی کہ کثرت سے یہود فرماستے ہیں کہ تم لوگوں کے یوم غدیر گم میں خود نبی کریم سے روایت کئی ہو وہ گواہی دیں پس سترہ صحابی کثرت سے یہود گواہی دیتے ہیں اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تصدیق کرتے ہیں (۱)

روایت ابن خمیرہ

نیز سخاوی و استیقلہ گنزد و اما حدیث خمیرہ الاسلمی نووی الموالاتہ من

حدیث ابراہیم بن محمد اسلمی عن حسین بن عبد اللہ بن خمیرۃ عن ابراہیم عن
 مہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من حجة الوداع الی (عبقات صفحہ ۷۶) (جلد ۱)

(۴)

حذیفۃ وعامر بن لیلیٰ

والسید عالمؑ فرمایا: میں حقہ فی السوا لا من طریق عبد اللہ بن سنان
 عن ابی الطفیل عن عامر بن لیلیٰ بن ذکوان وجعلتہ بن ائید بن ضی اللہ عنہما
 قال اشاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع ولم یخرج منہما
 (عبقات صفحہ ۷۶) (جلد ۱)

(۵)

البوذری

میر سخاوی دہا استعملی گفتہ: واما حدیث ابی ذر... فاشان الیہ الترویج
 فی جامعہ ولقریۃ ابن حنبلۃ من حدیث سعد بن طریف عن الامام صحیح بن
 ضبانہ حدیث ابی ذر عن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخذ بجلدۃ لہ (لکھنؤ مقال ابی سمیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (عبقات صفحہ ۷۷) (جلد ۱)

(۶)

روایت ابی رافع مولى

واما حدیث ابی رافعؓ فقہر حدیث ابی حنبلۃ از حدیث ابی رافع مولى عن عبد اللہ
 بن ابی رافع عن عبد اللہ بن ابی رافع مولى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ترک رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم یوم من حجة الوداع یام علیاً (عبقات صفحہ ۷۸) (جلد ۱)

ام سلمہ

وزیر سخاوی و راویان القراء القوت گفتند و اما حدیث ام سلمہ قصیدت ہا
 عندہم مقدمہ من حدیث ہارون بن خاریجہ عن فاطمہ بنت علی عن ام
 سلمہ عن عائشہ کہ قال قلت لعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب علی بن ابی
 طالب نعمی ۷۱۔ (عیقبات شمس الخلد)

ام ہانی

و اما حدیث ام ہانی عن شہداء عندہ امیناً من حدیث حسن بن سعید بن عمرو بن
 جعداء بن حبیبہ عن ابیہ ائمة بنتہما تقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یسجد للرحمۃ۔ (عیقبات شمس الخلد)

نوٹ: روایت موالہ ۳۷ (معدلات سولہ) عن علی بن ابی طالب و روایت نقیلین کو اس
 ابن مقدمہ بزرگ نے ہے شمار اسانجید کے ساتھ اپنی تصنیفات میں
 کتاب المرواۃ یا کتاب الواریت و غیرہ جہاں میں مدنی کہا ہے اور
 جن لوگوں کے فضائل و مناقب کی تالیفات امر حسب کی ہیں ان میں بہت
 سے لوگوں نے اچھی تالیفات و تصنیفات ہیں اسی ابن مقدمہ کی روایات
 پر اعتماد کیا ہے اور اسی کی روایات کو ماخذ قرار دیا ہے اس چیز کا ثبوت
 صاحب عیقات کو بھی اقرار ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”وہم این روایات را از ابن مقدمہ علامہ نور الدین سیبوی و
 ”جو اہل تقدیر“ و احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کی در وسیلۃ المال

نیز آورده و انہیں روایات و روایات محمود بن علی الشیخانی
 در صراط سوتی اذابن عقدہ نقل کرده: اجماعات اکثر مشائخ
 حافظ خمس النیرین متوافقی کی "استبصار" اسی نویت کی کتاب
 ہے۔ ابن عقدہ سے اس سلسلہ کے شمار روایات انہی کی ہیں۔ اس طرح
 ایک کتاب "بینا بیع الملوۃ" از شیخ سلیمان ابی القندوری کی ہے
 کی جانب منسوب کی جاتی ہے اگرچہ حقیقتہً الامام اس کے مؤلف ہے۔ اس
 میں بھی اس ابن عقدہ سے ہے شمار روایات لی گئی ہیں اس قندوری کے
 اس کو اپنے آثار میں شمار کیا ہوا ہے۔ علی ہذا القیاس لا تعداد حنفیین اور
 مؤلفین نے ابن عقدہ سے بڑے بڑے روایات کے حاصل کئے ہیں۔
 اس طرف بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ یہ کیے بزرگ ہیں، کس مسکے
 آدمی ہیں؟ باب روایت میں ان کا پایہ اعتبار کیا ہے؟ اب ہم ابن عقدہ
 کی پندرہ بیس جڑ بڑے بڑے علماء و رجال و تراجم نے واضح کر دی ہے وہ جو کم و
 کاست پیش کرتے ہیں۔ اس کے بڑے نصف طبائع اور سنی و باطل کی تیز کر کے
 دیکھ کر فیصلہ کر سکیں گے۔ ہماری جانب سے کسی تبصرہ کی حاجت نہ ہوگی
 نیز تمام عبارات کا خلاصہ ہم پہلے درج کرتے ہیں۔ اس کے بعد حوالہ کتاب بیع
 صفحات ایجا حوالہ ہات میں ایک تو اختصار عبارات آجائے دوسرا
 یہ کہ ان محولہ مقامات کو من و عن دیکھنے سے ہماری سر و صفات کی تصدیق
 پائی جیسے کہ اب محولہ مقامات کا حاصل ملاحظہ فرمادیں۔

ابن عقدہ کا ذکر خیر!

(۱) اولی اس کا پورا نام اس طرح ہے۔ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید کوئی
 الملوۃ ابن عقدہ یہ "تیدی و بار دوی کشیدہ" ہے اور مستوفی القندورین

ہے کہ یہ سنن نزدیک و ہارودی میں ہیں۔

۲۔ دوم اہل بیت کے فضائل اور جنتی بائیں کے مناجات میں تین لاکھ روایات
و عمل قرآن، یا ایک لاکھ بیس ہزار روایات، یا سائید اس بزرگ کے
روایت کی ہیں۔ ان میں روایت ثعلبی، بھی ہے جو متعدد طرق سے
اس نے روایت کرنا ہے۔

۳۔ یہ بزرگ مشائخ کو ذلکے سامنے روایات تیار کر کے پیش کرتے کہ ان
کو آپ روایت کریں اور بعض اوقات خود ان سے راوی و ناقل
بن جاتے ہیں۔ خاص کر منکر روایات لائے ہیں یہ صاحب بڑے
مشہور تھے۔

۴۔ اس نے بڑی ترکیب سے مصنوعی روایات لوگوں میں جاری کی ہیں۔
اس طور پر کہ بڑے بڑے ثقہ و متہد اسانید مرتب کر کے جلا و تلبہ اور
خود درمیان سے غائب ہو جاتا ہے۔ بیان استاد میں راوی کا اپنے کپ
کو غائب رکھنا صریح جعل و فریب ہے۔

۵۔ مرقہ پاکر مطاعن صحابہ کرام و مشائخ و معاشب و متہد و متہدین کے
متعلق اس کو کرنا تھا۔ اسی وجہ سے کئی محدثین نے مثلاً احمد بن حنبلہ
اس شخص سے روایت کا نقل کرنا ترک کر دیا تھا اور کئی محدثین نے اس
کی روایت رد کر دی تھی۔

۶۔ نیز یہ شخص شیعوں کے اصول کے اصول اربعہ، اصول کافی و فروع۔
تمذیب الامام۔ الاستبصار۔ من لای یضرہ الفقیہ، کا متہد و مستند
راوی ہے۔ تمام شیعی اصحاب رجال و تراجم کے اس کی توثیق و تصدیق
کی ہے۔ چنانچہ ہم شیعی رجال کے بعد شیعہ رجال سے بھی اس کی تائید
بطور لازم و درج کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ ابن قتیبہ خراج کے شیعہ علماء کے لئے ایک زیروست علی کا نام لکھا
 کیا ہے اس طرح کہ چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک ایک
 درجہ والے تلامذہ ان کے لئے کتابیں تحریر کر دی ہیں ۱۶ اس سلسلہ میں
 متاخرین علماء شیعوں میں اس کے خوشہ چین ہیں اور تاقیامت اس
 کے مروجہ منت ہیں

تاریخ و تراجم در رجال محلی علماء بکوالقویہ مطبوعہ بون

اول، تاریخ و تراجم در رجال محلی علماء بکوالقویہ مطبوعہ بون

دوم، المستدرک فی تاریخ الملوک والامم لابن البرزنجی جلد ششم ۱۰۳۶
 سوم، تذکرہ الخلفاء السنیہ جزء ثالث ۵۶۱۔ بیع و کن
 چہارم، میزان الاعتدال فی تاریخ جلد اول۔

پنجم، مرآة العیون فی تاریخ جلد دوم
 ششم، البدایہ والنہایہ جلد ششم علی القلیوبی کثیر و شفیق ۵۶۱
 ہفتم، مناقب السنۃ لابن تیمیہ ۱۰۳۶ جلد دوم بحسب رد الشمس علیہ
 هشتم، مناقب السنۃ لابن تیمیہ ۱۰۳۶ جلد دوم بحسب رد الشمس علیہ
 ناسخ ابن قتیبہ تراجم و رجال شیعہ بکوالقویہ مطبوعہ بون

اول، رجال نقاشی طبع ایران تقطیع خود ۵۶۱۔

دوم، رجال تقرشی طبع ایران ۵۶۱۔

سوم، رجال ملام علی ۵۶۱۔

چہارم، مہاسن المؤمنین ۵۶۱۔ تقطیع کلان ۵۶۱۔

پنجم، جامع الرواۃ از محمد بن علی از بیلی جلد اول ۵۶۱۔

ششم، منتخب الرجال ابو علی ۵۶۱۔ طبع ایران

ہفتم، روایات الہدایۃ از خواصاری ۵۶۱۔

ہشتم، درہال نامقانی تنقح المقال بلدا قول مشہور ۸۶۔

نہم، المخص المقال فی تحقیق احوال الدہال المسم الشانی فی التوثیقین مثلاً۔

دہم، تحفہ الاحباب شیخ عباس قمی مثلاً مطبوعہ ایران۔

یا زہم، تحفہ المفسر شیخ عباس قمی مثلاً ۸۷۔

دہال کشتی میں یہ بزرگ نہیں پاسے گئے۔ اس لئے کہ اس میں بہت سی چیزیں تھیں۔ حدیث دہال کا تذکرہ ہے اور یہ شخص جس کا متروک ہے مگر یہ نہیں ہے۔ یہ ہے کہ اس میں قندوس سے دہال کشتی پہلے مرتب ہوئی ہے اگرچہ بعد میں کچھ عرصے کے دہال کشتی کا خلاصہ مرتب کیا ہے۔ گو اس کی ایک قسم کی کئی ترتیب ہے مگر وہ مناسب اس ترتیب دہال کشتی میں بھی نہیں دے سکتے۔ ایک دہال کشتی کے بحر مشہور شیر دہال کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے جو کتابیں بندہ کے ہاں موجود ہیں، اور توثیق و توضیح کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ مذکور مقامات کی طرف رجوع کرنا کہ علماء تفسیر کر سکتے ہیں، اس سے ہماری گزارشات کی تصدیق ہو جائیگی۔

آخری گزارش

ایک سوال، بعض علماء کی طرف سے یہ سوال وارد کیا جاسکتا ہے کہ سخاوی اور صدوقی و غیرہ جیسے بڑے بڑے علماء کا یہ تھا کہ اس کے مسلک پر اعتراض نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے یہ گرفتیں پیدا کیں آج جو عصر میں صدوقی میں اگر اس کی روایات رٹ کر لے کر یہ تعریروں تیار کی گئی ہیں۔

اس کے جواب میں اقول بابت تو یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے ابن اقدوس کے حلق چیزیں فراہم کی ہیں۔ ان سب میں ہم ناقلاً و ہمداً اہل سنت کے ساتھ حدیث و روایات پر عمل و عقیدہ پر مذکورہ تنقید است۔ اپنی اپنی تصنیفات میں ثبت فرما چکے ہیں ان حضرات کو آج کی نحو و مساعیہ تھاپ کر قرار دینا بڑی نا انصافی ہے۔ صحت نقل

کے ہم ذمہ دار ہیں، مگر وہ مقامات مکمل دیکھ لئے جائیں۔ اس میں عیاں ہے ہوگی
انشاء اللہ البتہ ہم پر تسلیم کر سکتے ہیں کہ اس مقدمہ کے متعلق ہمارے مصنفین و
اہل تراجم نے بڑی بڑی توفیق بھی مدد کی ہے لیکن بنی عدا پر اس کی حقیقت
منکشف ہو گئی ہے۔ انہوں نے ساتھ ہی اس پر منہل تنقید بھی درج کر دی ہے
اور بنی لوگوں کے ہاں اس کی تصویر کا دوسرا رخ سامنے نہیں آ سکا انہوں نے
صرف مدح و توفیق لکھ دی ہے اور وہ اس درجہ میں ایک گنہگار محض ہیں۔
البتہ قاعدہ ابجد مقدم علی التعمیل کے تحت ان کی توثیقات کی طرف اشارات
دیا گیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ شیعی علماء نے تراجم کی تصریحات ہمارے علماء کی
تثقیلات کی تائید کرتی ہیں اس طرح کہ شیعہ علماء کہتے ہیں یہ شخص (ابن قتیبہ)
نزدی جاروی شیعہ ہے۔ شیعی عالمی علم بھی کہتے ہیں کہ یہ اصل صحیح ہے۔
نزدی جاروی شیعہ ہے، ہمارے ہاں مستشرقین نے فراموش کر دی ہے، اس
کی بڑی بڑی تصنیفات مقبول ہیں۔ ایسے حالات میں جب کہ یہ شخص
بین الغریبین مسلم شیعہ ہے تو اس کی مرقیات قنارہ فیہ مسائل میں
بے چوں و چرا کیوں کر تسلیم کی جاسکتی ہیں؟ اور اس میں اس کے علماء نے فرمایا
ہے کہ بدعتی (مثلاً شیعہ مارچ و غیرہ) کی روایت ہے کہ وہ اس کے مذہب
کی طرف راہی ہو تو قبول نہیں کی جاتی۔ یہ ہماری معروفات اپنے قواعد کے
موافق پیش کی جارہی ہیں۔ حکم اور سید زور کی کاہن میں کوئی دخل
نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس باب میں ہمیں مقدمہ کی روایات پر باطل
و قہار نہیں ہے بلکہ نایہ متردک ہیں۔

اسناد ثقلین و علی بن احمد بن علی بن ابی حمزہ (متوفی ۲۳۰ھ)

ابن مسلم کو منہوم ہے کہ یہ سجری دار قطنی محدث کا بھی شیخ ہے اور حکم
نیشاپوری صاحب مستدرک کا بھی صاحب مبیہات سند روایت
ثقلین اس سے اسناد قتل کی ہے۔ اس کے متعلق ہم نے یہ واضح کرنا ہے کہ
سجری کی روایت مع سند قلعہ ترویج ہے جو مستدرک حاکم کی روایت میں
تیسری روایت اپنے اسناد کے ساتھ مندرج ہے اس کا اسناد اس طرح ہے
کہ علی بن ابی حمزہ بن ابی سنان ثنائی رقی بن علی ثنائی حسان بن ابراہیم بن ابراہیم
ثنائہ بن سنان بن کبیل بن ابی حمزہ بن ابی الطفیل امین و ملکہ بن مسعود بن ابراہیم بن ابراہیم
یقول بن زید بن رسول اللہ علی بن مسلم بن مکر و الدین بن ابی اس سند پر
مستدرک حاکم کی روایت سوم کے تحت منقول مضمون درج ہے وہاں ملکہ
(دایا جائے)۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سند محمد بن مسلمہ کو روکی وجہ سے صحیح نہیں
ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ الفاظ علماء در حال سنہ درج فرمائے ہیں کہ کان ضعیفا
قراہیب و ابی الحدیث کان یتم من مشقی انکوفت طبقات ابن سعد میزبان
الافتاء۔ اسان المیزان عقلاقی وغیرہ۔

صاحب طبقات الاولیاء جلد اول پر اس کو مندرج کیا تھا
تنبیہا۔ مذکورہ جرح کے بعد مزید کسی جواب کی حاجت نہیں ہے۔ مگر
یہ چیز تو ناظرین کرام پر واضح ہونی چاہیے کہ حاکم علی بن ابی حمزہ کی سند اور حاکم
کی سند سوم ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ من و عن وی رواتہ اور وہی
روایت ہے اس کو الگ الگ اسناد قائم کیے کہ جدا جدا روایت بتا کر پیش
کرنا صریح جہل اور دھوکہ ہے۔ یا فریق مخالف ہو کر متضاد روایات کا رعب
قائم کرنے کے لئے اور کتاب کو ختم کرنے کے لئے یہ تمام کاروائی کی جا رہی ہے۔

روایت ابی بکر محمد بن عمر بن محمد بن مسلم التمیمی المعروف

(بابین جعابی (التوفی ۳۵۵ھ)

حقیقت ملثا جلد اول میں لکھا ہے کہ سخاوی دراستہء اگستہ ۲
رواہ النجاشی عن حدیث عبد اللہ بن موسیٰ عن ابیہ عن عبد اللہ
بن حسن عن ابیہ عن جندب عن علی بن رزق عن اللہ عن اللہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال انی املک فی حکم ما انی تسکونہ ان
تدلوہا عن اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انی تسکونہ
احد یاقول انی یسکونہ فی اللہ عن اللہ عن اللہ عن اللہ عن اللہ عن اللہ
جو اہل التقدیر وروا کر فرق میں حدیث شریف لکھتے۔

(حقیقت الانوار ملثا جلد اول)

تالفرین کے سامنے حقیقت کی جہارت بلکہ پیش کی گئی ہے کہ استہدائے
یا جہاز القرآن مسعودی جہاز ہے ان موجود نہیں ہے۔ باوجود تلاش کے نہ مل
سکی متعصبانہ فکر اپنی الجہانی کی محفل سند شریعت کے تاکہ اس کی صحت و سقم و قوت
ضعف کا اندازہ ہو سکے میر جاہد حسین صاحب حقیقت نے جعابی کی پوری سند
روایت چنانچہ نقل کی صرف حوالہ سخاوی و مسعودی کا صرف کر بات تم کر دی ہے
کتب بالایمان و سقیاب نہ جہت کے کی وجہ سے پوری سند حاصل کرنا دشوار
ہے۔ لہذا ہم اس روایت کے صحت و سقم کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ روایت
نہ کرور ممکن اسناد کے ساتھ سامنے لائی جائے اگر صحیح ہوئی یعنی اسناد آؤ متنا تو
قبول کر سکتے ہیں ورنہ نہ ہوگا۔

جن حضرات کو حقیقت الانوار کے مطالعہ کا اتفاق ہو اور خوب جانتے

میں کہ صاحب وثقات نے بہت سے مصنفین و محدثین کی جانب سے اس روایت کو خوب تائید کی ہے مگر جو الزمکن اسے سند نہیں پیش کیا۔ حالانکہ حسیب وہ اس روایت کو نفی و منیٰ متواتر باری کتب سے ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اس روایت کو مکمل اسانید جو کسے ساتھ پیش کریں تا مکمل اسانید کو جمع کرنا یا اسانید مکمل ہوں بغیر یہ کہ ان کو فراہم کرنا یہ مقصد کس لئے بالکل غیر متعید ہے۔

روایت ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک

بن شیبہ قطعی (متوفی ۳۳۵ھ)

ناخری گرام پر واقع ہو کر ابو بکر قطعی مذکور کی روایت مع اسناد وہی ہے جو مستدرک حاکم کی روایت دوم ہے۔ اس کی مکمل بحث تو وہاں اسانید و احکام کے تحت مل سکے گی البتہ مختصر یہ ذکر کر دینا کافی ہے کہ اس سند میں ایک شخص غلط ہے مسلم لغوی ہے وہ صاحب صحابہ کرامؓ اور مشاہیر صحابہؓ جمع کرتا تھا اور ناقص حیلہ تھا۔ قسلی کہنے سے قریب و تہذیب و تانہ شیبہ بغدادی علامہ قرطالیؒ لہذا اس کی روایت کسی معتدنی مختلف غیر مسائل میں قبول نہیں ہو سکتی۔

تنبیہ یہاں مقامات الاول و بعد اول شمار میرے حارسین صاحب کے اس کو ذکر کیا ہے۔

استاذ از معاجم طبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب

الطبرانی (متوفی ۳۲۰ھ)

سند اول از معجم صغیر

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ الْأَكْبَرُ أَنَّ الْقَوَّاقِلَ قَتَلُوا
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَرْثَدَةَ الْأَكْبَرِ وَكَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي عَصَا

عَبَادَةُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَّاجِيَّ الْأَسَدِيَّ نَا حَفِظًا ۝
 عِبَادَةُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَّاجِيَّ الْأَسَدِيَّ إِكْبَالًا يَلْقَى
 التَّلَافُظَ لَا أَيْنَ عِدَّةٍ فِي حِكْمِهِ فَيُؤَلِّقُ التَّلَافُظَ وَرَوَاهُ
 أَحَادِيثُ أَكْثَرُ مِنْ مِثْلِهِ فِي التَّلَافُظِ وَالْمُتَالِفِ... قَالَ
 صَالِحُ بْنُ مَعْنُو سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّادَةَ يَقُولُ... قَالَ التَّلَافُظُ قَطْعُ
 شَيْءٍ... قَالَ ابْنُ عَبَّادَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّادَةَ يَقُولُ... قَالَ
 لَمْ يَكُنْ يَدْرِي أَنَّ التَّلَافُظَ هُوَ الْمَشَاهِيرُ كَمَا سَمِعْتُ مِنَ الرَّوَّاجِيَّ
 عَنْ شَرِيكَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
 وَأَيْدِيَهُمْ مَعَارِفَهُ عَلَى سَبْعِينَ مِائَةً... (تفسير التفسير، جلد ۱)

(میزبان اور قتال جلد ۱، جلد ۱)

فصل ہے کہ عباد بن یسویہ رافضی ہے۔۔۔۔۔ اور خلفاء ائمہ کو
 سب و شتم کیا کرتا تھا ابن علی نے کہا ہے کہ اس میں شیخ کا قتل پایا جاتا ہے اور
 اس نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو کئی لوگوں کے خلاف حدیثی صحابہ و صحابہ
 صحابہ میں مروی ہیں۔ صالح بن حمزہ نے کہا ہے کہ عباد مذکور حضرت عثمان کو شتم
 دیا کرتا تھا اور وار قطنی نے کہا ہے یہ صاحب شیعہ ہیں۔ ابن عباس کا قول ہے
 کہ یہ رافضی ہے اور اپنے مخصوص عقائد کا زیور دست پہنچاتا۔ نیز منکر روایات
 مشاہیر لوگوں سے نقل کرتا ہے یہ شخص ترک کردینے کے قابل ہے۔ اس عباد
 نے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تم سارے کو میرے منبر پر بیکھو تو قتل
 کرو مگر ایسی چیزیں نہ بولی جو میری پیروی کرتا ہے۔

عباد بن یعقوب شیعہ رجال میں

۱۔ عِبَادَةُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَّاجِيَّ الْأَسَدِيَّ سَمِعْتُ... كَمَا يُحْتَمَلُ

مَحْفُوظٌ مُتَّبَعٌ هَذَا إِسْرَافًا يَكُنِي الْكَافِرُ عَلَيْهِ ۖ

یعنی اس شخص کے امای ہونے میں تاقل کرنا مناسب ہی نہیں۔

(رجال باقتانی تتبع المقال ص ۱۱۱ جلد دوم)

۲- جامع الرواة جلد اول ص ۴۳ میں فیہ روایۃ میں درج ہے اس سے روایات

شعبی مروی ہیں اور مستند کوئی ہے۔ پانچ صد روایات صاحب طبخ الرواة

سے اس جہاد سے نقل کی ہیں ۴ (جامع الرواة جلد اول ص ۴۳)

دوسرا کثیر النوا ہے جو عطیہ عوفی کا شاگرد رشید ہے اس کے کھانت بھی

جرت ایگز ہیں۔ اصول کافی و فروع کا مشہور راوی ہے اس کو چھٹے سنی

رجال میں سے ملاحظہ فرمایا جائے اس کے بعد دوستوں کے حوالہ بات

بجوتائید سامنے آئے ہائیں گے۔

کثیر النوا سنی رجال میں

۱- کَثِيرٌ يُؤْمِنُ بِإِسْمَاعِيلَ النَّوَّاهُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ... يَشْفَعُ لِقَوْمِهِ ۖ

وَاللَّسَانُ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مَقْرُطًا فِي التَّشْيِيعِ قَالَ الشَّعْبِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ ۖ

(بہار الرجال ص ۱۱۱ جلد دوم)

۲- کَثِيرٌ يُؤْمِنُ بِإِسْمَاعِيلَ يُقَالُ ابْنُ كَالِبٍ ۖ النَّوَّاهُ... قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ

شَيْبَةُ الْحَقِيقِ... قَالَ الْعَبْدُ كَالِبُ بْنُ كَالِبٍ قَالَ الْبَلَاثُ

صَوِّفٌ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ كَانَ فِي التَّشْيِيعِ مَقْرُطًا يَدْعُو

(تذکرہ ص ۱۱۱ جلد دوم)

ہر دو حوالہ مندرجہ کا ماسل مقصد یہ ہے کہ کثیر النوا شیخ و جرح ہے۔ ابو حاتم و

نسائی نے اس کو منیع قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر مذکور شیخ

مسکب میں مدت گزرنے والا ہے۔ السعدی نے کہا ہے کہ یہ حق سے انحراف

کے لئے مصلحت ہے۔ کثیر کو اہم قائم ضعیف کو محدود رکھتے ہیں اور جو چیز جاتی ہے اس کو حق کو تسلیم ہو یا بیان کیا ہے۔ لسانی اس کو ضعیف شمار کرتے ہیں ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواء شخصیت میں عالی قدر کا آدمی ہے۔ اور حد اعتدال سے بڑھ جانے والا ہے۔

کثیر النواء شیعہ رجال میں

۱۔ کثیر النواء شخصیت کا ذکر ابو اسحاق رازی (رح) نے بھی کیا ہے اور شیخ طوسی نے اس کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔

۳۔ ہمعانی میں ہے: وَقَدْ عَلَّمَ الشَّيْخُ فِي رَجَالِهِ تَارَةً مِنْ أَصْحَابِ تَافِرٍ بِتَوَلُّهِ كَثِيرًا مِنَ التَّوَلَّاءِ بِإِذْنِهِ وَأَخْرَجَ مِنْ أَصْحَابِ التَّوَلَّاءِ بِتَوَلُّهِ كَثِيرًا مِنْ تَارَتِهِمْ وَأَبْرَزَ مِنْهُمْ كَثِيرًا مِنْ كَثَرِهِمْ (در رجال ہمعانی جلد ۲، نیز شمارہ طوسی ص ۶۷)

یعنی شیخ نے اس کو بعض اوقات امام باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور دوسری جگہ اس شخص کو امام جعفر صادق کے اصحاب میں درج کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں شخص متحد ہیں یعنی ایک ہی ذات کے دو نام ہیں حضور اسلام میں فرق ہے ایک جگہ کثیر النوار متری ہے دوسری جگہ ابن تارود کا ابو اسماعیل ہے۔

عظیۃ عوفی تیسرے صاحب علی بن سعد عوفی ہیں۔ اس کی تفصیل بحث ہم نے حقائق ابن سعد کے اسناد میں ذکر کر دی ہے ورق الث کرہ اس کے کوائف مندرجہ پھر ایک وفد خط کہنے پر آیا تو موجب تسکین خاطر ہوں گے۔

استاد دوم از معجم صغیر طبقاتی

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ فِي الْقَلْبِ الْفُتَّانِ قَتَابَةَ الْحَمِيدِ
 عَنْ سَلِيمِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ قُرَيْشٍ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَلِيمِ
 عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْجَدِّي فِي قَدِّهِ الْقَبِيضِ عَلَى الْإِثْمِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 إِنْ تَابَ الرَّقِيقُ حُرًّا أَتَقَبَّلُ مَا إِنْ أَمْسَكَ عَنْكَ يَوْمَ تَمُوتُ الْكَافِرُ
 اللَّهُ وَجْهٌ هَازِلٌ إِنْ هَمَّ أَنْ يَنْفُذَ قَاسِمٌ يَبْهِنُ أَعْلَى الْعَرْشِ لَمْ يَرِدْ
 عَنْ هَالِكٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْإِبْرَاهِيمِيِّ (بَابُ امْرَأَتِي هَذَا)

اس روایت کے اسناد کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پہلے دو صاحبان
 ابن مسلم بن الحبيب معنانی اور عبد الحمید بن یحییٰ توجہ بول ہیں۔ ان کا تو کچھ پتہ ہی
 نہیں چلتا۔ ان سے اوپر ہر شخص اسٹریٹ دیوش بن ارقم، یارون بن سعد، عطیہ،
 شعیب ثقفی کے دلاء و گان ہیں لہذا تسلیم روایت کا درجہ خود بخود واضح ہو گیا۔
 تفصیلات علی الترتیب ملاحظہ ہوں۔

یونس بن ارقم

كُلُّكُمْ رَجُلٌ رَافِعٌ لِرَأْسِهِ . . . لِيُفَضِّلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَرَّاشٍ
قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ كَانَ شِعْرُهُ: لَيْسَ الْمِيزَانُ فَتَا حِلَاةٍ (٢)

یہی یونس بن ارقم کو عبدالرحمن بن خراش نے ضیعت قرار دیا ہے۔ ابن
عبان کہتے ہیں کہ یہ ضیعت بزرگ تھا:

ہارون بن سعد — سنی رجال میں

(١) هارون يستعبد العجول ويثقال الحصى بالاحور... قال

حُكَّانَ كَالنَّارِ فِي الرَّفْقَيْنِ لَا حِجْلَ عَنْهُ إِلَّا دَائِبَةٌ بِحَالٍ
 تَمَّانَ الدُّورِ مَكَانَ مَنْ خَلَّاهُ الشَّيْخُ قَالَ الشَّيْخُ كَاتِبًا
 يَبْلُغُنِي الرَّفْقَيْنِ (مذہب ص ۱۱)

یعنی ہارون بن سعد علی جعفری اپنے مذہب و فرض میں غالی تھا کسی حال میں اس شخص سے روایت کرتی ملاطبتیں ہے اور دوسری لئے کہا ہے کہ غالی قسم کے شیعوں میں سے تھا۔ اسامی کہتے ہیں کہ مذہب و فرض میں غلو رکھتا تھا۔

(۲) "هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيّ كَصَدُوقٍ فِي تَغْيِهِ لَكِنَّهُ رَافِضِيٌّ بَشِيعَةً"
 یعنی ہارون مذکور اگرچہ اپنی جگہ صدوق ہے لیکن کینہ و درافضی ہے۔

(میزان تہذیب ص ۲۳۵ جلد ۳)

ہارون بن سعد — شیعہ رجال میں

- | | | |
|--|---|-------------------|
| (۱) هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيّ الْكُوفِيُّ - (ق) | { | ماہی الرضا ص ۱۳۳ |
| (۲) هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيّ - (ق) | | رجال ترمذی ص ۳ |
| (۳) ... عَنْهُ الشَّيْخُ فِي تَحْقِيقِهِ مِنْ أَصْحَابِ الْكَلَامِ حَلِيوُ السَّلَامِ - | | رجال باستانی ص ۳۶ |

یعنی ہارون مذکور کو شیخ طوسی نے اپنے رجال میں امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

عظیم بن سعد عوفی

تیسرے بزرگ عظیم عوفی ہیں جن کے حالات بڑی وضاحت سے پہلے گزر چکے ہیں اس نے اپنے شیخ محمد بن اسامہ کلبی کی کنیت ابو سعید

تمام کر رکھی تھی۔ تاکہ لوگ اوسیدہ نندی صبا بنی تصور کریں۔ اس طرح کبھی مناسب کی مجوزہ روایات اس لئے قوم میں خوب پسندانی ہیں۔

روایت از مجملہ اوسط (طبرانی)

۳۶۰

(۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي نَارُ لَفْزِيكُمْ الْفَقَائِي أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ الْآخَرِ كَمَا أَنَّ اللَّهَ وَجِئْتُ قِيَامَهُ لَيْسَ لِي الْوَرْدُ أَوْ الْخَلِيفَةُ لِي فِي الْكَافِرِ سِوَةَ قِيَامِهِ (۱) وَجَاءَ لِي مَخْلُوعٌ فَنُحِصِرُ دَخَلَ الدَّارَ وَبَكَتْ بِلَدِّهَا فَاتَّعَدَّ رَأْسِي مِنْ بَنِي بَكْرٍ (۲)

اولاً اہل علم خوب جانتے ہیں کہ طبرانی کی مجملہ اوسط سہو یا مجملہ کبیر ہو اس کو زیادہ سے نوادرات میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے یہ ہر دو مجملہ ہم کو یکسر نہیں ہیں۔ جس کا از حد افسوس ہے البتہ جمیع الزوائد یعنی سب کو یہ ہم ان مجملہ کی روایات سے مشتق ہو سکتے ہیں۔ حافظ میثمی نے مذکورہ مندرجہ روایت کے اسناد کے حق میں یہ الفاظ ثبت فرما دیے ہیں کہ یہ ایسا اسناد ہے جس کے روایت مختلف قبیہ لوگ ہیں یعنی اسناد رجال والوں کے نزدیک یہ لوگ متفق علیہ نہیں اور مستند علیہ بالاتفاق نہیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ روایت صحیح الاسناد نہیں ہے۔ اصل مقصد یہ تھا۔ کوئی روایت صحیح اسناد کے تحت (جس کے روایت جروج نہ ہوں اور ثقہ ہوں نیز یہ حق بھی نہ ہوں)۔ دستیاب ہو جائے بعد افسوس یہ انکار کیا جاتا ہے کہ طبرانی سے معیار صحت پر پوری اتنے والی تا حال کوئی روایت تعلیق کی نہیں مل سکی۔

ثانیاً یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس سند میں صرف ایک آدمی مجرم نہیں ہے بلکہ متعدد رجال ہیں جن میں کلام ہو سکتا ہے پھرے کبھٹ کو دربال مختلف قبیہ

کون کون بزرگ ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ ابو سعید خدری کے نیچے عطیہ عوفی ہے اور پھر عطیہ عوفی کے نیچے اور کچھ لوگ قابل قدر و جرح چمٹے گئے ہیں جن کی صحیح تیسریں یا کم از کم نفعان وہی بہت مشکل ہے جب تک کہ خود کتاب مجملہ وسط طبرانی نہ مل جائے۔

اب ہم اس بات پر قرآن پیش کرتے ہیں کہ مذکور سند میں ابو سعید کے تحت عطیہ صاحب ہی تشریف لے رہا ہیں وچہ یہ ہے کہ ہم کو جتنی روایات نقلیں جتنی کتابوں سے دستیاب ہوئی ہیں ان میں جہاں جہاں بھی ابو سعید خدری سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہاں سب جگہ ابو سعید کا شاگرد عطیہ عوفی ہی ہے کسی ایک جگہ بھی ابو سعید سے ناقل عطیہ کے بغیر کوئی اور صاحب ہم کو نہیں مل سکا۔

- ۱۔ حقیقت بن سسکی سند میں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ ہے۔
- ۲۔ مسند احمد کی چار سندوں میں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ ہے۔
- ۳۔ ترمذی کی ایک سند میں بھی اسی طرح ابو سعید کا شاگرد ہے۔
- ۴۔ مسند ابی یوسف کی سند میں بھی یہی عطیہ ابو سعید کا شاگرد ہے۔
- ۵۔ تذکرۃ الخواص بعد ابن یوزی کی ایک سند میں بھی ابو سعید کے نیچے مسند عطیہ عوفی ہی ملوہ افراد سے ہے۔ پہلی چار کتابوں کے اسانید تو آپ ملاحظہ فرمایا کرتے ہیں۔ اب دوبارہ غور سے توجہ فرمائیں اور آخری کتاب تذکرۃ الخواص کے اسانید انشاء اللہ غریب آپ کے سامنے رکھے جائیں گے۔ اور یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۶۔ مجملہ طبرانی کی ہر ذریعہ سند جو بالامیں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ ہی ہے تو کل کس قدر اسانید ایسے ٹھہرے جن میں ابو سعید کے تحت مسند عطیہ صاحب کار فرما ہیں۔

فلہذا ان مشاہدات کے پیش نظر ہمیں تو یقین ہے کہ مذکورہ بالا سند

میں جو رجال قابل کلام قرار دیتے گئے ہیں۔ ان میں پہلے نمبر پر ہی علیہ صاحب ابوسعید کا شمار و رشید ہے اور ابوسعید سے مراد صحابی نہیں بلکہ محمد بن الحنفیہ کا بیٹا ہے جیسا کہ متعدد بار یہ نکتہ واضح کیا گیا ہے۔

تفسیر: مذکورہ بالا روایت جو اوسط طبرانی سے منقول ہے اس میں مشکل یہ پیش آ رہی تھی کہ صاحب مجمع الزوائد نے اس کے اسناد کے حق میں یکہ دیا تھا کہ "فیہ استنادہ و رجالہ مختلفین" اسے ان رجال کی تعیین میں محض گمان و تخمین سے کام لے کر ہم نے اسے راستہ قائم کی تھی ابوسعید خدری سے اس کے بچے علیہ عوفی ہے اور علیہ کے تحت اس سند میں اور لوگ بھی ہیں معتبر و غیر معتبر یہ موجود ہیں پچھلے دونوں بنی اتفاق سے حقائق الانوار میر حامد حسین لکھنوی شیعہ کے دو جلد سطاوت سے گزرتے جو خاص بحث فقہین کے لئے میر صاحب شیعہ موصوف نے مرقوم کئے ہیں اس میں ہمارے طبرانی کے اسناد ذکر کئے ہیں۔ وہاں میر حامد حسین نے مذکورہ اسناد کے حق میں تصریح کی ہے کہ زوائد الطبرانی فی الاوسط میں سے یہ حدیث کثیر الانوار میں علیہ (مجمعات الانوار ص ۸۲) مہملہ قول (المہملہ) جو بات محض تخمین کے ذریعہ ہم نے متعین کی ہے وہ واقع میں بھی صحیح ثابت ہوئی یعنی اسناد بالائیں ابوسعید کا شمار و علیہ عوفی ہے اور علیہ کا شمار کثیر الانوار ہے اور علیہ اور کثیر الانوار دونوں مجروح ہیں اور خاص شیخ میں انہما قبول روایت کا مسئلہ واضح ہو گیا۔ المہملہ

روایت از معجم کبیر طبرانی (التوفی مستند)

استناد اول

عن ابی الطفیل عن حذیفۃ ابن اسید الغفاری قال لما صدر رسول اللہ صلی علیہ وسلم منجۃ النواح فقال ایہا الناس انہ قد انما فی التلیف الخیر انہ لہ بعض من الامثل فمن حب اللہ فی قلبہ من قبل وانی املی الی یومئذ ان ادمی

فاجیب داتی غفرلکم علی الخوف وانی سائلکم عن تردید علی عن الثقلین فاستطردا کہ
 فیہما الثقلین الاصل من کتاب اللہ حل وحل سبب طرفہ سید اللہ و طرف
 باید یکراست سکو امہ ولا تقسوا ولا تقسوا ولا تقسوا اور آخر قی اہل بیت علیہ السلام کہ انہما
 الطیفین الخیر انہما اللہ یترقا حقیر و ا علی الخوف وانی سائلکم عن تردید علی عن الثقلین فاستطردا کہ
 (مجمع الزوائد لمیشی ص ۹۱۶ ج ۹ جلد ششم از نور الدین علی بن ابی بکر - المیشی)
 مجمع کے کی مذکورہ روایت مجمع الزوائد سے ہم نے نقل کی ہے۔ حافظہ نور الدین
 میشی سند روایت تو نہیں نقل کرتے لیکن اس سند پر ایک اجمالی تنقید درج کر دیا کرتے
 ہیں۔ چنانچہ اس مقام میں بھی انہوں نے سند پر ایک شخص زید بن حسن کا نام
 پر جمع کر کے نشانہ دی گئی ہے۔

۱۔ ایک تو تاریخ المودعہ ص ۲۹ جلد اول میں بحوالہ نوادر الاصول حکیم ترمذی روایت
 مئی روایت مکمل سند کے ساتھ مل گئی ہے اس کا استاد مکمل اس طرح درج
 وقت نوادر الاصول حدیثا فی قال بعد شارید بن حسن قال بعد شارید بن
 بن یزید عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ عن حل جہ بن امیید
 الطقار عن قال لعماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
 حجة الوہاع الخ (یتابع المودعہ جلد اول باب رابع)

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث ابن امیید سے یہ روایت علیہ الاولیاء۔ احتمالی
 ص ۳۵۵ جلد اول پر بھی زید بن حسن کے واسطے سے پائی گئی ہے۔ مگر
 علیہ الاولیاء سے یہ روایت تعلیق نقل ہوگی۔ پورا استاد اس طرح ہے۔
 حدیث محمد بن احمد بن محمد بن شارید بن سفیان حدیث
 فسر بن عبد الرحمن الوشاء شارید بن حسن عن حل جہ بن امیید
 معروف بن یزید عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ عن حل جہ بن
 بن امیید الطقار عن قال لعماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

۳۔ تیسری عرض یہ ہے کہ خدیج بن اسید کی اس روایت کا اسناد جس میں یہ
 بن حسن النخعی موجود ہوں تا کہ یہ خطیب بغدادی جلد ہشتم ص ۴۴۲
 پر بھی دستیاب ہوا ہے۔ خطیب بغدادی کا مکمل اسناد مع روایت اشاد
 اللہ اپنے مقام پر درج ہوگا۔ مگر اس کا مزوری حصہ ہم یہاں ناظرین کے
 لئے تحریر کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن حسن بن عثمان بن احمد بن عبد الله بن الطويل حدثنا عمرو بن
 عبد الرحمن بن زياد بن الحسن بن المعروف عن ابن الطويل عن عبد الله بن
 اسيد بن دعلج عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا (نرمع بخار الخطيب بغدادی جلد ہشتم ص ۴۴۲)
 حاصل یہ ہے کہ یہ تاریخ المودۃ بکوالر نوادر الاصول اور علیہ الاولیاء و تاریخ
 بغداد کے ہر سدا ستیہ پر نظر انصاف لاسکتے ہیں۔ بات واضح ہوئی کہ مجسم کبیر
 طبرانی کی روایت کا ذکر اسناد و تصنیف اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن حسن بن عثمان بن احمد بن عبد الله بن الطويل حدثنا عمرو بن
 الطويل عن عمرو بن واظلة عن عطاء بن

اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ اسناد بغدادی بالکل چیز
 مقبول ہے۔ زید بن حسن النخعی اور معروف بنی (اسناد شاگرد) دونوں کے کوئی
 پر سے بسط کے ساتھ قبل انہیں نوادر الاصول حکیم ترمذی کے اسناد و قول کے تحت
 منقسل پیش کئے جا چکے ہیں۔ وہاں واضح ہو گیا ہے کہ یہ دونوں راوی ناقابل اعتبار
 اور مجروح ہیں۔

امناد دوم

مجسم کبیر طبرانی کی دوسری روایت بھی مجمع الزوائد پیشی کے حوالہ سے ہم نقل
 کرتے ہیں۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

حدثنا محمد بن حسن بن عثمان بن احمد بن عبد الله بن الطويل حدثنا عمرو بن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ وَاَهْلَ بَيْتِہٖ وَاَنْتُمْ اَنْتُمْ قُلُوبُکُمْ جِدَّ اَعْلٰی الْخُرُوفِ
 وَاَوَّلَ الْعِلْمِ اَخُو الْکَبِیْرِ - (مجمع الامامہ جلد اول)

اس روایت کا تمام اسناد تو اصل کتاب طبرانی کے دوسرے حصے کی وجہ سے
 نہیں مل سکا البتہ دوسرے قرائن ایسے دستیاب ہیں جن کی وجہ سے اس روایت
 کے اسناد کا بعض حصہ یقیناً حاصل ہو جاتا ہے۔

اس اہمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ زید بن ثابت صحابی مذکور ہے "روایت
 ثعلبیین" دوسری کتابوں میں بھی پائی گئی ہے۔ ایک مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۱ جلد
 چہارم میں دوسری سند احمد جلد پنجم ص ۱۹۰-۱۸۹

میں تیسری سند عبد بن حمید ص ۲۳ پر بھی یہی
 روایت درج ہے۔ یہ تینوں روایات جمع اساتید اپنے اپنے مقام پر ہم دوسرے کے چکے
 ہیں۔ اب ان سب مقامات مذکورہ میں زید بن ثابت صحابی سے روایت کرنے
 والا احاسم سے نقل کرنے والا رکین ہے اور رکین کا شاگرد شریک بن عبد اللہ ہے
 اسی طرح یہاں مجہم کیر طبری میں بھی یہ سلسلہ اسناد اس طرح ہے

شریک بن عبد اللہ عن رکین عن احاسم بن حسان عن زید بن ثابت سلسلہ
 اسناد بڑا پر مصنف ابن ابی شیبہ اور سند احمد کی روایات کے تحت ہم محض بحث
 کر چکے ہیں۔ بار بار اعادہ کی حاجت نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ اسناد محدثین کے ضوابط
 کے اعتبار سے مقبول نہیں۔ یعنی شریک بن عبد اللہ اور رکین دونوں مجروح ہیں۔
 جیسا کہ قبل ان میں ذکر ہو چکا نہیں معلوم ہے کہ دوست اس حدیث پر سخت تالان بول
 گئے اور رجاء الدیب کا قصے بہادر فرمائیں گے۔ کہا جائے گا کہ یہ محض قیاس
 آرائی سے صحیح اسناد کو دو کیا جا رہا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ بحث بڑی آسانی سے اس
 طرح طے ہو سکتی ہے کہ ہمارے دوست بہت کر کے مجہم کیر طبرانی اصل کتاب سے
 زید بن ثابت کی مذکورہ روایت سند تمام کے ساتھ پیش آکر دیں۔ اگر وہ اسناد

صحیح قیصر ہو جائے تو ہمارا قیاس غلط متصور ہوگا اور اس تحقیق سے ہم بطیب خاطر رجوع کریں گے۔

اسناد سوم معجم کبیر للطبرانی

حجرات الانوار میں ۸۴۱ ج ۱ میں معجم کبیر طبرانی کا ایک اسناد بحوالہ اتجملہ سخاوی درج ہے۔ لہذا ہم قریب میں اس کو نقل کر کے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

فرواہ (حدیث نقلیہ) الطبرانی فی معجم الکبیر عن طریق سید بن کھیل عن ابی الطہیل عن زید بن ارقم عن ائہ عنہما قال لما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حجة الوداع... وادی سائلکم میں ترقی علی من التلوی فاستلوی اکیف تعلقوا بہم التلی الاکبر کتاب اللہ مزحل سب طرہ پیدا اللہ و طرہ فاباید یکر فاستکواہم ولا یخسروا ولا یجدوا اور عن زید بن اہل بیق ثابۃ قد بیان الطہیل الخی انہما لیسۃ عنہما حقیرا علی الخویض۔ (حجرات الانوار ۸۴۱ ج ۱) بدول طبع لکھنؤ

طبرانی کبیر کے اس اسناد پر مکمل بحث تو اس موقع میں مفید ہے کہ تمام اسناد مکمل کتاب سے حاصل ہو جائے مگر مکمل کتاب تو اس کتاب میں نوادر است سے ہے لہذا حجرات الانوار کے ذریعے سے جو کچھ اسناد بالامتیاز ہوا ہے اس کے متعلق ذیل کی تشریحات کافی ہیں۔

روایت بالاسلمہ بن کبیل حضری کو فی کے واسطے سے منقول ہے اور سند بار جو وثقاہت کے شیعہ بزرگ ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں تصریح کی ہے۔

قال العجلی کو فی تاہم... وکان فیہ تفتیح قال یعقوب بن شیبہ... کہت علی تفتیح... قال ابو داؤد کان ابوہل یفتیح۔ (تہذیب الہذیب ج ۱ ص ۱۵۱)

یعنی متعدد علماء رجال نے سلمہ بن کبیل کا شیعہ ہونا بالوضاحت لکھا ہے

اس تحقیق کے بعد پوری روایت کا مشدداً وضع ہے کہ اہل تشیع کی روایت جو ان کے مذہب و مسلک کی مؤید ہو وہ تسلیم نہیں کی جاتی خلاصہ یہ ہے کہ طبرانی کی معجم صغیر و اوسط و کبیر کی پندرہ روایات "میں" میری ہوتی تھیں ہر ایک کی متعلقہ بحث ذکر کر دی گئی ہے ان میں سے کوئی روایت بھی معیار صحت پر نہیں اتر سکی اور قواعد کے اعتبار سے تسلیم نہیں۔

آخر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک قول جو معاجم طبرانی کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ وہ "ہستان المحدثین" کے ہم نقل کرتے ہیں۔
فرماتے ہیں:

"اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ دروسے و معاجم طبرانی ہمگنا بسیار است"

یعنی محدثین میں سے اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ طبرانی کے معاجم میں بہت سی منکر روایات یعنی ثقہ لوگوں کی روایات کے خلاف پائی جاتی ہیں۔
دہستان المحدثین ص ۵۳ تا ۵۴ میں قدیم تحت بحث منکر روایات

اسناد از مستدرک حاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری
متوفی ۴۰۵
روایت اول

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُسْلِمٍ بِهَذَا الْقَدِّيسِ
بِالْزَّيْنِ كُنَّا مَحْفُظِينَ أَشْرَفَ كُنَّا بِهَذَا بَيْنَ السُّنَنِ وَالشَّعْبِ
كُنَّا جَمْعَيْنِ قَدِمَ الْإِسْلَامَ عَلَيْنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْكَلْبِيُّ
بَعَثَ مُسْلِمُ بْنُ حَبِيبٍ خَدْمِيَّيْنِ أَوْفَقَهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَارَكْتُمَا الثَّقَلَيْنِ جَعَلَتْ

اَنُوْدَا اَهْلَ بَيْتِهِ يَا اَيُّهَا الَّذِي يَتَقَرَّبُ قَدَحًا حَتَّى يَمُرَّوْهُ اَهْلًا اَلْعَوْنُ عَلَيَّ

(مسندک ماہک شکرہ بدر سنن ابی ایوب)

واضح ہو کہ مسندک ماہک میں روایت نقلیں تین بار مروی ہے اگرچہ وہ سننوں
نئے حوالہ جات میں کثرت پیدا کرنے کے لئے چار مرتبہ اس روایت کا مسندک ماہک
میں پایا جاتا شمار کیا ہے مگر یہ چیز واقعات اور انصاف کے خلاف ہے۔ لہذا ہم
پہلے ان روایات کی صحت یا عدم صحت کی جانب توجہ کرنا چاہتے ہیں بعد میں
اس پر بھی روایت کی متعلقہ گفتگو بھی پیش خدمت کی جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)
مذکورہ سند میں دو شخص ایسے موجود ہیں جن کی وجہ سے تمام روایت و حدیث قبولیت
سے گر گئی ہے ایک ابو بکر محمد بن حسین بن مصلح الفقیہ ہارمی دوسرا جریر بن عبد الحمید
ہے ہر ایک کی تفصیلی پرورش ذیل میں دست کی جاتی ہے۔

ابو بکر محمد بن حسین

ابو بکر محمد بن حسین بن مصلح الفقیہ ہارمی یہ حضرت سنی کتب رجال متداولہ سے
تلاش کیا گیا ہے کہیں سے اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ یعنی جمہول ہے پھر شہد رجال سے
کوشش کی گئی ہے کہ کہیں سے دستیاب ہو جائے مگر یہ شخص روپوش ہی رہا ہے۔
اہل علم پر واضح ہو کہ عام کتب رجال کے علاوہ خاص کئی کئی کتابوں (کتاب الکافی دو
کافی و کتاب الکافی امام بخاری) میں ابو بکر کے نام سے جہاں جہاں کنیت مذکور ہیں وہاں
سب جگہ باوجود تلاش کے نہیں مل سکا۔ انشاء اللہ یہ کیسا جمہول الحال بزرگ ہے۔

جریر بن عبد الحمید الضبی — سنی رجال میں

دوسرا بزرگ جو جریر بن عبد الحمید الضبی کا استاد ہے اور حسن بن عبد اللہ ضعی
کا شاگرد ہے۔ یعنی جریر بن عبد الحمید بن القزظ الضبی الراسی۔

۱۔ قَالَ مُتَّبِعْهُ سَتَجِدَ تَحْتَهُ جُزْءًا مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَشْعُرُ بِهُ
يَكُونُ مُعَاوَنَةً لَكَ فِيهِ - (التذیب ص ۲۰)

۲۔ وَأَجْمَعُوا أَهْلَ نَفْسِهِ وَارْجُوا بِاللَّشَّاعِ

(تافور اور مہمات لطائف العتق ص ۲۳)

۳۔ مقدمہ فتح الباری لابن حجر عسقلانی میں ہے۔

.... وَلَقَدْ مُتَّبِعْتُ إِلَى الشَّيْخِ الْمُتَّقِي - (مقدمہ فتح الباری ص ۲۰)

ہر سرسوار حیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جبر رضی رازی شیخ صاحب ہیں اور شیخ بھی محنت قسم کے ہیں۔ امیر معاویہؓ کو علی الاعلان سب و شتم کرتے تھے؟

جبر بن عبد الحمید الصبی الرازی - شیخ رجال میں

۱۔ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الصَّبِيِّ الرَّازِيِّ الْقَوِيَّ الرَّقِّيَّ (ج)

(ماہنامہ رجال ص ۱۰۰)

۲۔ ... أَقُولُ مُقْتَضًى عَقْدِ الشَّيْخِ بِهِ الرَّجُلُ فِي قَوْلِهِ رَجَالُ الشَّيْخِ

وَقَدْ قُدِّحَ فِي مَنْطِقِهِمْ كَوَيْلٌ إِسْرَافًا.

(ماہنامہ رجال ص ۱۰۰)

ماصل یہ ہے کہ جبر رضی کو فی سنی مقام ری میں قیام کیا اور یہ صاحب امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں۔ محمد مرزا استر آبادی نے ان کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔ نامعانی کہتے ہیں کہ شیخ موسیٰ کا اس شخص کو غیر کسی مذہبی جماعت کے اپنے شیخ رجال میں شمار کر لینا اس کے امامی المذہب ہونے کا مستحق ہے مذکورہ مندرجہ روایت کے اسناد میں مزید بھی کلام ہو سکتی ہے مگر ہم نے سی مقدار پر اکتفا کرنا مناسب خیال کیا ہے میں مجبول الحال راویوں کی روایت کو ترجیح نہیں دے رہا ہوں خدا جانے حاکم نیشاپوری بزرگ نے اس کو صحیح الاسناد کیسے

مشہور کہ لایہ اسناد متعدد تحریروں کی وجہ سے کافی طویل ہے۔ اسناد رجال کی جانب توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان روایات میں دو صاحب (عبدالملک الرقاشی و خلف محرمی) ایسے موجود ہیں جن کی موجودگی میں اس روایت کو صحیح الاسناد نہیں کہا جاسکتا۔ ان کے باسوا بھی اس سند میں ایسے بزرگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ اسناد غیر مقبول ہے لیکن فی الحال ان دونوں دوستوں کے کوائف پر بحث کیا جاتا ہے۔

عبدالملک الرقاشی

(۱) أَبُو قَلْبَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْقِلٍ نَسَبُهُ مُحَمَّدٌ اللَّهُ الرَّقَاشِيُّ الْقَسْبَرِيُّ
... قَالَ ابْنُ أَرْقَطٍ نَسَبُهُ وَفِي كِتَابِهِ الْخَطْبَاءُ فِي الْأَنْبَاءِ
وَالْمَشُوبِ ... حَتَّى بَلَغَتْ مِنْ عِلْمِهِ وَكَثُرَتْ الْأَقْوَامُ
فِيهِ (۱) (تذیب ۱۱۴ جلد ششم)

(۲) تاریخ بغداد الخلیفہ ۱۰۱ جلد ۱

(۳) عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَعْقِلٍ الرَّقَاشِيُّ ... كَثِيرُ الْوَحْيِ لَا يَسْتَحْجُ

یہ۔ (مزان الاحوال ذہبی ۱۰۱ جلد دوم)

مندرجہ ذیل سوال و جواب کا حاصل یہ ہے کہ ابو قلہ جبر عبدالملک الرقاشی کے متعلق دارقطنی کہتے ہیں کہ متحرک روایات اور اسانید میں یہ شخص کثیر الخطا ہے اور یرواشم سے روایت کو بیان کرتا تھا۔ غلط اس کی روایت میں کثرت سے وہم کو دخل ہے۔ وہی کہتے ہیں کہ کثیر الوہم ہے قابل احتجاج نہیں ہے۔

خلف بن سالم محرمی

(۱) خَلْفُ بْنُ سَالِمٍ مَحْرَمِيُّ الْيَوْمُ مَعْقِلٌ بِالْمَكَّةِ ... مَا يُؤْتِيهِ
الشَّيْخُ (۲) (تذیب ۱۱۴ جلد ۱)

(۳) قَالَ الْاَخْبَرِي وَصَحَّاحُ اَيُّوَدَ الْوَدَّ لَا يُحَقِّقُكَ عَنْ خَلْفٍ....
 قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ نُمَيْرٍ مَنصُورٌ اِنَّهُ سَكَتَانِ يُعَقِّقُكَ بِمَسَاوِي
 الشَّكَايَةِ قَالَ قَدْ كَانَ يَجْمَعُهَا. (تذريب ۱۵۴ جلد ۲)
 (۴) ... وَتَقْمُوا اَعْلَانِيَةً شَيْعِيَةً هُنَا وَالْاَكْبَادِيَّةَ.

(تاریخ بغداد للطبرستان ص ۳۳۳)

بہر سہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خلف عمر بنی مہلبی کا لقب تو ہے لیکن اس پر
 شیعوں نے کا عیب چسپاں ہے۔ آخری کہتے ہیں کہ خلف مذکور سے ابو داؤد سے
 نہیں روایت کرتے تھے۔ عبد الحاق بن منصور نے کہا ہے کہ اس شخص نے صحابہ
 کے مشابہ و معائب جمع کر رکھے تھے۔ خطیب بغدادی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ صحابہ
 کے مشابہ و معائب کے پچھے لگا رہتا تھا۔ اس بنا پر محدثین نے اس پر عیب لگایا۔
 اہل نظر خود فکر کر سکتے ہیں کہ یہ روایات کے راوی کثیر الخطاء ہوں کثیر الزوم
 ہوں۔ ناقابلِ احتجاج ہوں صحابہ کرام پر یہی کہیں کہ عیب جمع کرنے والے ہوں ان کی
 روایت کو قابلِ تسلیم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

روایت سوم

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ خَلِجٌ بَنُ أَحْمَدَ الشَّجَرِيُّ قَالَا
 أَتَيْنَا لَامِحَةً بِنْتُ أَبِي ثَوْبٍ كُنَّا الْكَرْدِيُّ بَنُ حُلَيْلٍ كُنَّا أَهْلَانِ بَنُ
 إِدْرِاهِيمَ الْكُرْدِيَّانِ كُنَّا مُحَقِّدُ بَنُ سَلَمَةَ بَنُ كَهْمِيلٍ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ أَبِي الْقَلْبِيَّةِ ابْنِ وَائِلَةَ أَكْبَا سَمِعَ زَيْنُ بَنُ أَزْمَرٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 مَلِكٌ وَالْمَلِكِيَّةُ هَتْدَى شَجَرَاتٍ خَفِيسَةٍ وَقَوَاتٍ جَعَلَهَا
 فَكَنَّسَ النَّاسُ مَا نَحَتِ الشَّجَرَاتُ فَمَزَّ رَاحَ رَسُولُ اللَّهِ

عَنْ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ فَصَلَّى ثُمَّ قَامَ رَحِيلًا فَخَبَّرَهُ
 اللَّهُ فَأَتَاهَا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَعَّظَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ
 يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَابْتُ لَكُمْ أَمْرًا مِنْ اللَّهِ
 يُبَلِّغُكُمْ إِلَيْنِ أَتَبِعْتُمُونَهَا وَهَذَا كِتَابُ اللَّهِ وَأَهْلُ بَيْتِي
 وَمَنْ تَابَ قَالَ أَتَعْلَمُونَ إِنِّي أَوَّلُ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ أَنْفُسِهِمْ
 ثَلَاثَ سَوَاعِدَ مَا لَوْ أَعْرَفْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ مَحْكَمَتِ مُؤَلَّاةٌ فَعَلِيَ مُؤَلَّاةٌ

(مسندک ماہم ص ۱۱۱ جلد سوم)

مسندک ماہم کی اس جگہ روایت میں متحدہ افراد کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن
 اختصار کے پیش نظر ہم صرف ایک بزرگ محدث بن سہروردی کے کوائف پیش کر رہے
 ہیں۔ روایت کا درجہ معلوم کرنے کے لئے یہی کافی ہوگا۔

محمد بن سلمہ بن کہیل — سنی رجال میں

(۱) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ رَوَى عَنْهُ الْعَمَشِيُّ... تَابَ عَشِيَّةَ

(طبقات احمد ص ۲۴ جلد ۲)

(۲) ... مَا أَهْبَ وَأَهْبَى الْحَدِيثُ (میزان الاعتدال ص ۳۰)

(۳) ... قَالَ أَبُو زُرَّاجٍ مَا أَهْبَ الْحَدِيثُ... قَالَ ابْنُ

سَعْدٍ كَانَ مَبِيتًا كَذَا قَالَ ابْنُ الشَّاهِينَ فِي الضُّعْفَاءِ...

قَالَ وَكَانَ يَعْنِي مِنْ مُتَّبِعِي الْكُوفَةِ: (سان المیزان ص ۱۰۰ جلد ۲)

خلاصہ المرام یہ ہے کہ محمد بن سلمہ مذکور محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ درجہ اعتبار
 سے ساقط ہے اور اس کی روایت بے اہل ہے۔ جو رجال کہتے ہیں کہ اس کی روایت
 بے اہل ہے۔ ابن سعد نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ابن شاہین نے بھی اس طرح

کہا ہے اور بزرگ غیر سے شیطان کو فریضہ شمار کئے جاتے ہیں

محمد بن سلمہ حضرمی — شیعہ بحال میں

(۱) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْحَضَرِيِّ أَسْلَدَ عَلَيْهِ رَقَدٌ

(غنیۃ النکال ص ۳۲۰ بہم الرواة ص ۱۲۰)

(۲) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ... عَدُوُّ الشَّيْخِ فِي رَجَائِهِ

مِنْ أَصْحَابِ صَادِقٍ طَيِّبِ السَّلَامِ وَحَالُهُ قَسِيحٌ (کونک

لَمَعَاتِ)

حاصل یہ ہے کہ محمد بن سلمہ سے شیعہ کے ہاں روایت مروی ہیں۔ شیخ طوسی نے اپنے بحال میں اس شخص کو اصحاب جعفر صادق سے شمار کیا ہے اور سابق لڑکا کو طرح یہ شخص بھی اہم بزرگ ہے۔

اسناد سابق میں ان روایت کی موجودگی روایت کی عدم قبولیت کے لئے کافی ہے۔ مزید بحث و تہیث کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

تنبیہ، علامہ ذہبی نے اپنی تہیض میں اس مندرجہ بالا روایت کے حق میں "قَدَانَةُ الْخَطِّ" یہ درج فرمائے ہیں

یعنی بخاری و مسلم ہر دو بزرگوں نے اس روایت کی تخریج محمد بن سلمہ بن کھیل کی وجہ سے نہیں کی محمد بن سلمہ کو ابو اسحاق السعدی الجوزجانی نے غیر مستحب و بے اہل قرار دیا ہے۔ (تہیض ذہبی ص ۱۱۰ ج ۳)

روایت چہارم

(از سند رک ماہم)

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَهَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْعَشْرِ مَرَّةً أَحْمَدُ

لَمَّا حَازِمٌ بِالْعَقْدَانِ ثُمَّ كُنَّا أَيْدِيَهُمْ فَنَازِلًا كَانُوا أَيْدِيَهُمْ لَمَّا كَانُوا
 تَبَعًا حَبِيبٌ مِنْهُ أَيْدِيَهُمْ بِحَبِيبٍ مِنْ يَحْيَى بْنِ جَعْفَرٍ
 عَنْ قَيْدِيٍّ أَرْقَوْهُمُ اللَّهُ بِمَنْ قَالَ خَرَجْنَا بِرَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى كَيْدِيٍّ بِحَبِيبٍ فَامْرَأَتُهُ
 يَدُوحٌ فَكَلِمَةٍ فِي يَوْمٍ ثَمَّ إِلَى مَلِكِنَا نَوْمٌ حَكَمَانَهُ أَشَدَّ حَسْرًا
 مِنْهُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَشْفَى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ لَمْ
 يُنْعِثْ بَنِي قَطْرٍ إِلَّا مَا شَاءَ يُنْعِثُ مَلَأَ الشَّيْءَ الْبَدِيءَ كَانَتْ قَبْلَهُ
 وَإِلَى أَوْشِكُ أَنْ أَمْلَأَ مَا جِئْتُ وَإِلَى تَدْرِيٍّ بِسُكْرٍ قَالُوا
 فَمَنْ لَوْ أَتَيْنَاهُ بِحَبِيبٍ نَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَجَلَّ لَوْ قَامَ فَاحْتَدَى بِسَيْدٍ
 خَلَفَ رَجُلٌ اللَّهُ بِمَنْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ سَنَ أُولَى بَلَّوْهُ مِنْ
 الْقَبِيلَةِ فَعَالُوا أَنَّهُمْ وَرَسُولُهُ أَعْلَوْهُ . . . سَنَ كُنْتُ مَوْلَاهُ
 فَحَقَّقُوا مَوْلَاهُ (مسند رك عاظم ص ۳۰۰ جلد ۳)

حاصل مطلب یہ ہے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ تھے حتیٰ کہ غدیر (مطلب جس کا نام تمہارے) کے پاس آئے ہیں رسول
 کی صفائی کا حکم دیا گیا وہ ہم پر سخت ترین گرمی کا یوم تھا۔ حضور نبی کریم نے حمد و ثنا
 کے بعد خطاب فرمایا شروع کیا فرمانے لگے۔ لوگو! ہر ایک نبی اپنے سے سابق نبی
 کی نصف عمر کی مقدار زندہ رہتا ہے۔ محقر یہ پیغام وفات پہنچنے کا میں اسے قبول
 کروں گا۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے
 اللہ عزوجل کی کتاب ہے پھر کھڑے ہوئے اور علی ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
 اسے لوگو! تمہارے متعلق تسلی یہاں سے زیادہ مہربان اور دوست دار کو ان شخص
 ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا
 میں کا میں دوست دار ہوں پس علی بھی اس کے دوست دار و مہربان ہیں۔

دوست اس روایت کو بھی "اثبات ثقلین" کے لیے پیش کر دیتے ہیں
چنانچہ رسالہ "ارشاد رسول ثقلین" میں اس کو دیگر روایات کے ساتھ شمار
کیا ہے۔ لہذا اس کے متعلق ہم مختصراً ایک دو چیزیں عرض کرتے ہیں۔

(۱)

اگر روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس میں "ثقلین یا ثقلیتین" کا لفظ
مفقود ہے جس سے شیعہ کا مقصد پورا ہو سکتا ہو۔ جب متن حدیث میں ثقلین
یا ثقلیتین کا لفظ ہی نہیں ہے تو اپنی طرف سے دو چیزیں اختراع کرنے کا کوئی مطلب
نہیں۔ روایت کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ میرا قمیاز ایسی چیز چھوڑا ہوں
جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو گے وہ کیا ہے؟ کتاب اللہ ہے اس کے بعد حضرت علی
کے متعلق بعض لوگوں کو چونہ بگائیاں یا لفظ نہیاں سفر میں ہیں پیدا ہو گئی تھیں۔
وہ بے بنیاد تھیں ان کے انزال کی خاطر اب تمام کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہ الفاظ
فرمائے گئے ہیں کہ میں دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔ تاکہ بعض لوگوں کے
دلوں میں حضرت علی کے حق میں جو التباہن سا پیدا ہو گیا ہے وہ انبساط سے بدل
جائے اور نفرت زائل ہو کر دوست پیدا ہو جائے، مزعومہ خلافت کی طرف کہیں
اشارہ تک میر نہیں ہوتا یہ جانیکہ بلا فصل کے دھونس پر اس روایت کو انصاف
کا درجہ دیا جائے۔

(۲)

اور اگر تبارک و تعالیٰ کے ملازم ثقلین (دو مجاہدین) انہی تجویز کن مفسد و خاطرے
تو چہرہ شری آسانی سے یوں کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ اس سے مقصد وہاں ہم چیزیں یعنی
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہیں جب یہاں ہم علی آئمہ علیہ السلام و سلمہ بیان
فرما چکے تو ایک دوسرے مسئلہ کی طرف توجہ منتقل فرما کر فرمایا یا ایہا الناس الائم
تمام کے الفاظ سے اس پر قرینہ قرینہ قائم ہے تم کا لفظ اپنی وضع کے اعتبار سے واضح

کر رہا ہے کہ پہلے کچھ کام کسی معاملہ کے لئے جاری تھا اور اس معاملہ کو ختم کر کے
پھر اس دوسرے کام کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں پس ثلث خامرہ کے الفاظ سے یہ
بات بالکل ظاہر ہے کہ ثلث سے قبل ایک ایک مقصد ہے اور ثلث کے بعد ایک دوسرے
مطلب ہے۔ فالجہ

بحث مستدرک کا تتمہ

مستدرک عالم کی روایات متعلقہ ثقلین کی بحث کے اختتام پر ہم شاہ عبدالعزیز
عقیدت و دعویٰ کی وہ تنقید بھی درج کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب "مستدرک
الحمدین" میں علامہ سی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اس تنقید کے پیش نظر مستدرک
کی روایات کافی الجہد و زحمت و اہتمام سے جمع ہو چکا ہے۔ حافظہ فی جیبی کہتے ہیں کہ
اباویث بسیار است و مستدرک کے ہر شرط صحت نیست بلکہ بعضی از
اعادیت موضوعہ نیز صحت کے تمام مستدرک ہائے مایوس گشتہ
سیست سی اعادیت مستدرک میں اسی ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں ہیں۔
بر بعض حدیثیں اس میں موضوع بھی ہیں جن کی دوسرے تمام کتب مستدرک مایوس
ہو گئی ہے۔ (ایضاً الحمدین ص ۴۱ قاری کی بحث صحیح عالم)

پھر بحث شروع کرنا

حافظہ ذابی در تاریخ لفظہ است... و بعدد بربع ہائی و اسیات و
مناکیرہ کہ موضوعات نیز صحت۔ چنانچہ من ونا اختصاراً کتاب کہ
مشورہ فیہ فیہ صحت خبر و اگر وہ ام "اسی"

(ایضاً الحمدین ص ۴۳ قاری)

یعنی بقدر جو تصانیف کتاب ہذا پہلے ملے اور موضوع حدیثوں سے مزین ہے
چنانچہ میں نے اپنی تصانیف میں ان روایات سے خبردار کیا ہے۔

اسناد (ثقلین) از مشہور مفسر ثعلبی

ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی النیشاپوری
المستوفی ۳۲۲

حدثنا الحسن بن محمد بن حبيب المقرئ قال وجدته في
كتاب جدي بن عظم حدثنا أحمد بن الأحجم القاضی المروزی
حدثنا الفضل بن موسى الثعلبی أخبرنا عبد الملك بن أبي
سليمان عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إني أرى الناس أفق قد
تركوا فيكونوا خليفتين إني أرى أمة من أمة الله لا تقبلوا بعدني أحدا
أحکم مني الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء إلى
الأرض وحدثني أهل بيتي ألا أرى ما لا يتفق قاض
بيننا على الخوض في (حقات الآثار) (مداول)

نظرین کرام پر واضح ہے کہ ثعلبی کے اسناد مذکور میں دو بزرگ ایسے موجود
ہیں۔ جن کی موجودگی میں اس اسناد کو از روئی قواعد صحیح نہیں کہا جاسکتا۔ ایک محمد
بن البرجم ہے دوسرا عطیہ عوفی ہے۔ ان کی متعلقہ تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

احمد بن البرجم القاضی

قال ابن الميزان: أحمد بن البرجم القاضی المروزی... قال
فيه ابن العوزی قالوا كان كذا أبا

{ ۱۔ لسان المیزان ص ۳۳ جلد اول طبع وائمه المعارف دکن }
{ ۲۔ و میزان الاعتدال ص ۳۸ جلد اول طبع مصر }

یعنی ماحقہ ابن حجر عسقلانی جو حافظ بن علی ہمدانی کی جعلی روایت ذکر کرنے کے بعد ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ محدثین اس احمد بن الازہم کو کذا کہتے ہیں۔
علیہ عوفی ۱۔ دوسرا علیہ عوفی ہے۔ اس کی پوزیشن اور مکمل تشریح ”طبقات ابن سعد“ کے اسناد کے تحت تحریر کی جا چکی ہے۔ علیہ ضعیف ہے۔ شدید ہے محمد بن کے نزدیک قابلِ بحث نہیں ہے۔ اس نے اپنے شیخ محمد بن اسامہ المکی (جو مشہور دروغ گو ہے) سے بہت سی روایات لوگوں میں پھیلا رکھی ہیں اور اس کی کثرت ابو سعید خدری کی جیسی ہے تاکہ لوگ ابو سعید خدری صحابی سمجھ کر روایت بلا حرج و چرہ تسلیم کر لیں۔ اس قسم کے روایات قطعاً قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔

اسناد از خلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی احمد بن عبد اللہ

بن احمد بن احمق اصفہانی متوفی ۳۵۵ھ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ فَنَّا خَصَّامَهُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا
 لَمُزْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوُشَّاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَنْعَلِيُّ
 عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خُرَيْبَةَ الْخَلِيلِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَفِيَّةِ عَالِسِ بْنِ
 وَائِلَةَ عَنْ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سَلَيْبٍ الْغَفَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ النَّاسِ إِلَى قَرْنِكَ وَ إِنْ كُنْتُمْ وَارِدُونَ
 عَلَى الْخَوْضِ فَلَا يَسْأَلُكُمْ جَنَّتْ تَرْتُونَ عَلَى الْخَوْضِ
 فَلَا يَسْأَلُكُمْ جَنَّتْ تَرْتُونَ عَلَى الْخَوْضِ فَلَا يَسْأَلُكُمْ جَنَّتْ تَرْتُونَ
 كَيْفَ تَحْلُمُونَ فَيَسْأَلُ الْخَلْقُ الْأَحْقَرُ كَيْفَ اللَّهُ سَبَبَ طَرْفِهِ
 يَسْأَلُكُمْ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ وَلَا تَمْسِكُوا
 وَلَا تَسْبَحُوا وَغَيْرَ ذَلِكَ أَهْلُ بَيْتِي كَانُوا قَدْ تَبَيَّنَ الْخَلْقُ
 الْخَبِيرُ أَهْلُ مَا لَنْ يَغْفِرَ قَاتِلُ بَرٍّ أَعْلَى الْخَوْضِ :

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي إِسْلَامًا. أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ
 حَسَنٍ تَنَاوَضَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ
 عَنْ مَعْرُوفٍ عَنْ أَبِي الْفَتْحِ عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ
 أَقْدَرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَهْلِ هَلْبَةِ وَاسْتَوْفَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
 قَدْ كُنْتُ لَكُمْ نَذِيرًا وَأَنْتُمْ لَا تَهْتَفُونَ بِمَا كُنْتُ أَنْذِرُكُمْ
 بِهِمْ فَكَيْفَ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ تَعْلَمُونَ
 فِيهِمَا الشُّكْلُ الْأَكْبَرُ كِتَابُ اللَّهِ سُبْحَانَ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ
 طَرَفًا بِأَيْدِيهِمْ يَكُونُ كَمَا يَشَاءُ وَلَا يَحْصِيهِمْ وَلَا يَحْصِيهِمْ وَلَا يَحْصِيهِمْ وَلَا يَحْصِيهِمْ

(۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

خلیب کی مذکورہ روایت میں بھی دو بزرگ سندیں ہیں یعنی زید بن حسن ثمالی اور معروف بن ابی حمزہ جو ابی حمزہ کی عدم قبولیت کے لئے کافی ہے مزید کسی اور راوی جبرج جھوٹ کی وجہ سے ہی نہیں۔ مضافاً وحید کوٹوں کی روایات غیر مسلم ہوا کرتی ہیں۔

مذکورہ ہر دو راویوں کی تشریح اسما و حال سے نوادر الاصول کی روایت کے تحت اس کی جابجائی ہیں۔ وہاں تفصیل ملاحظہ ہو۔

فتاویٰ، صاحب حقائق نے جلد اول ص ۲۲۱ پر خلیب بغدادی کی ایک وقت جاہر بن عبد اللہ سے کتاب مناسخ الفہم (از میرزا محمد بن عثمانی) کے حوالے سے حدیث کی ہے مگر سند روایت ندارد ہے لہذا اس کے جواب کی طرف ہم کو توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر صحیح سند کے ساتھ روایت پیش ہوگی تو وہ قبول ہے۔ اور مندرجہ بالا روایت مکمل سند کے ساتھ ہم نے تاریخ بغداد (خلیب بغدادی) جلد ہشتم ص ۴۲۴ سے انراہ خود نقل کی ہے اور جبرج و قدر بھی ساتھ ہی مختصراً حدیث کر دی ہے۔

اسناد ابو یوسف البیہقی متوفی سنہ ۲۵۸ھ

(منقول از حیات الانوار صفحہ ۲۵۸)

اسناد اول، اسطب خوانم متوفی سنہ ۲۵۸ھ در مناقب گشتہ عن احمد بن حسین بن علی (البیہقی)۔

وقال اخبرنا ابو عبد الله فقال حدثنا ابو نصر احمد بن سهل القتيبي
يشاري قال حدثنا صالح بن محمد الملقا قال حدثنا عبد الله بن سالم
قال حدثنا يحيى بن حماد قال حدثنا ابو حوزة عن سليمان بن ابي
قال حدثنا حبيب بن ابي ثابت عن ابي الطويل عن زيد بن ارقم
قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حجة الوداع و
نزل بمنى بعث امرئيه وحاضرا قد تركت فيكم الثقلين (الكتاب)
اكرم من الاخير كتاب الله وعارفي اهل بيته فانظروا كيف تختلفون
فيها (حیات الانوار صفحہ ۲۵۸)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ ابو یوسف البیہقی کا یہ اسناد بعیدہ مستدرک منکر کے اسناد
دوم میں اپنی تشریحات کے ساتھ گزر چکا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ اس سند میں خلف
بن سافہر بن مہرہ فروز ہے۔ خلف محمد بن کے نزدیک شیعہ ہے اور صحابہ کرام
کے معائب و نقائص کی روایات کو جمع کرنا اس کا شیوہ تھا یہی مشعل اس کے
اندرونی خیالات کا پورا آئینہ دل ہے۔ مزید تسلی کے لئے اہل علم و تربیت و
تہذیب عقل فی و تاریخ بغداد و مغلیہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ مکمل سوانح جات
مستدرک حاکم کے اسناد دوم کے موقع پر عرض کئے جا چکے ہیں۔ لہذا اس اسناد
کے غیر مقتول ہونے کے لئے صرف ایک اسناد کا کفایت ہی کافی ہے۔

اگرچہ مزید کلام بھی بعض روایۃ سند ہذا کے باعث کیا جاسکتا ہے تاہم اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا ہے۔

تنبیہ اول ہے۔ اس کے متعلق اور اس کی روایات کے متعلق ابن تیمیہ حنفی اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ فرمایا ہے وہ بعید نہ ہم ناظرین کرام کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں مشاج السنۃ لابن تیمیہ جلد سوم میں ہیں کہ

ان الخطب لخوارزم طحاہ المستفت فی هذا الباب یبہ من
الاحادیث المکتوبة مما لا یصلح کذبہ علی من لا یدق
معرفة بالحدیث فقلنا من علماء الحدیث و لیس ہوں
علماء الحدیث ولا من یرجع الیہ فی هذا الشأن البتۃ۔

یعنی الخطب خوارزم نے اس باب (فصل علی المرتضیٰ و اہل بیت) میں کتاب "مناقب" کے نام سے تصنیف کی ہے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس کتاب میں بہت سی روایات جعلی ہیں جس شخص کو فن حدیث کے ساتھ کچھ نہایت ہے اس پر ان کا کتب واضح ہے۔ چنانچہ علماء حدیث کے سامنے پیش کی جائیں اس خطب خوارزم علماء حدیث میں سے نہیں ہے اور نہ اس قابل ہے کہ اس باب میں اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ (مشاج السنۃ لابن تیمیہ ص ۱۰۱ جلد ۳ تحت الفصل الثانی) تحت اشعارہ لہذا کسی میں تحت حدیث بہتم (من ناسب علیاً فی الخلافۃ) موقوفہ شدہ ہے۔

ابن ابی ہریرہ نقل نسبت روایت اس حدیث: خطب خوارزم کردہ و ابن
الخطبہ نقل بیاضا شن مست و الخطب خوارزم ہم معہ تہذیب است کہ
من لث احادیث صحاح است کہ در کتب امامیہ موجود اند و اندالو
پھر کہتے ہیں کہ

محمد بن اہل سنت اجماع و ائمہ کے روایات اخطاب نہیدی ہند ان
مبارک و ضعیف است و بسیاری از روایات او منکر و مومنون و ہرگز
نقصانے اہلسنت پر روایت اور احتیاج نہایت

دعوت ائمہ عشری میں ۳۰۰ و ۳۰۰ و ۳۰۰ فارسی کتب احادیث

امامت و خلافت قدرت حدیث بستم طبع شمسہ نو کشور کھنور

یعنی تصانیف عشریہ کی ہر دو عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ابھی مطہر علی شمس نے
اس روایت میں نائب علیہ فی الخلافة فہو ظاہر کی نسبت اخطاب خوارزمی کی
طرف کی ہے۔ ابھی مطہر نے ذکر نقل روایات میں بہت خیانت کرتے والا ہے
اور اخطاب خوارزمی کی طرف اس حدیث کی نسبت ہونا اس کے غیر معتبر ہونے
کے لئے کافی ہے۔ اخطاب خوارزمی غالی زیدی شیعوں میں سے ہے۔ یزید بات ہے
کہ اخطاب مذکور نے جو مناقب امیر المؤمنین علی کے فضائل میں کتاب لکھی ہے۔ اس
میں یہ روایت مذکور ہے ہرگز نہیں ہے اگر بالفرض پانی جانے تب بھی معتبر نہیں ہے
اس وجہ سے کہ صحیح روایات امامیہ کے بھی بالکل مخالف ہے پھر شاہ صاحب فرماتے
ہیں کہ.... اہلسنت کے محدثین اس بات پر احتجاج رکھتے ہیں کہ اخطاب نہیدی مذکور
کی سب روایات معمول و ضعیف لوگوں سے منقول ہیں اور اس کی بیشتر روایات
معتبر لوگوں کے خلاف اور جعلی ہیں۔ اہل سنت کے فقہاء اس کی روایات کے ساتھ
ہرگز احتجاج و استدلال نہیں کرتے۔ دعوت ائمہ عشریہ بحث امامت حدیث بستم
معلوم ہے کہ ترقی کا رخ ابوجہلہ حاکم ہے۔ غلہ دینی سند حاکم کی ہے
تبلیغ ہذا کوئی ایک روایت سنی نے نہیں پیش کی۔ یہ روایت حاکم والی ہی ہے
پھر ایک ہی روایت کو الگ الگ کر کے صاحب حقیقات نے دو روایتیں درشت
کے ساتھ ذکر کر دی ہیں۔ تاکہ ناظرین کو کام
راواصل کی حالت اس قسم کی چٹاکیاں کر کے اس کتاب کو ضمیمہ بنایا گیا ہے۔

حقی کہ صرف ایک روایت قطعیہ پر دو ضخیم جلد مرتب کر ڈالے ہیں۔

اسناد دوم: بیہقی

از سنن کبریٰ بیہقی مکتبہ جلد ۱۱۱۱

صاحب حقیقت کھتے ہیں۔

کثیر بیہقی اس حدیث شریف را ز زید بن ارقم حفظہ و غیر روایت کرے

چنانچہ صوفی و فرات السطیع کہتے ہیں..... احسن نا الامار

الشیخ ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی قال انبأنا

ابو محمد جناح بن نقی بن جناح القاضی بالعکوفہ قال

انبا نا ابو جعفر محمد بن علی بن زید بن ارقم قال انبأنا ابو ابراہیم

میں اسحق الزہری قال انبأنا جعفر بن علی بن زید بن ارقم

عن ابن حبان التیمی عن یزید بن حیان قال سمعت علی بن

ارقم قال قال یزید بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیما

فہم لہ و آتہ فی علیہ فقال اما بعد ایہا الناس انما انما

بشر بوشک انما یأتی فی رسول ربی وانی تارک منکم الثقلین

کتاب اللہ فیہ الہدی والنور قلے لکوا بکتاب اللہ وخذوا

بہم لحظ علی حکم کتاب اللہ وریب فیہ ثم قال اذکرکم اللہ تعالیٰ

فی اہل بیتی ثلاث مرات اخرجه مسطور فی المصحح من

حدیث الہدیان النبی (۱) (السنن الکبریٰ مکتبہ جلد ۱۱۱۱)

اولاً معلوم ہوتا ہے کہ اس اسناد میں متعدد ایسے بزرگ موجود ہیں جن

کا تذکرہ عام رجال و تراجم کی کتابوں میں مفقود ہے۔ چوتھی جگہ اسناد جناح ابن زید

کا تذکرہ کہیں مفقود نہ مل سکے۔ صرف اتنی بات پڑی کہ یہ گزشتہ سے معلوم ہوئی ہے

کہ یہ سنی کے مشائخ میں ان کا شمار پایا گیا ہے۔ اور میں پھر جناح کے شیخ ابو جعفر محمد بن علی مذکور تو بالکل ہی مستفود الخیر ہیں۔ یہ حال کوئی سترخ نہیں علی کا اسی طرح اس کا شیخ ابو ابراہیم بن اسحاق ذہیری بھی مہول الحال ہے۔ اس کا باوجود کثیر حدیث کے پھر سترخ نہ علی کا۔ متعدد ایسے مہول الحال و مستفود الخیر لوگوں کی روایت کو صحت کے درجہ میں کیسے تسلیم کر لیا جاتے؟

ثانیاً، یہ عرض ہے کہ اگر اس اسناد سے قطع نظر کہ جس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مضمون اور اس کا درست فعل بھی وہی ہے۔ جو مسلم شریف والی روایت کے متعلق علامہ مختار نے وضع فرمایا ہے۔ روایت مسلم کے تحت اس کے معنی کو اپنی ضروری تشریح کے ساتھ وضع کر دیا گیا ہے وہاں کے مباحث میں معجزہ ہیں دوبارہ نقل کرنے کی حاجت نہیں۔

ابن المغازلی کے اسانید

ابو الحسن علی بن محمد الطیب الجلائی المعروف بابن المغازلی

اول روایت نقیذین از ابن بشران النخوی

مدیحۃ نقیذین از ابن المغازلی و کتابہ مناقب گذشت

اخیراً ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد النخوی المعروف بابن بشران ثنا ابوعبدالله محمد بن علی السقلی ثنا ابومحمد محمد بن شاذان ثنا ابومحمد بن علی المروانی ثنا ابومحمد بن علی بن محمد بن عبدالمطلب بن عمر و ثنا محمد بن طلحة عن الاعمش عن عطیة بن سعد عن ابی سعید الخدری عن ابی ہریرة عن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان اذین فاحیب و
انی قنبرکت فی حکم الثقلین کتاب اللہ و رسولہ
من السماء الی الارض و حترقی اهل بیتی و انی (لطیف
الخبیر الخیر فی انھما من ہفتہ فاحیب و اهل الخوض
فانظروا کیف تظلمونی فیہما) (مقاتلہ نور شاہؒ ملہ اول)

روایت دوم ابو محمد الغنجدانی

ابو محمد الحسن بن احمد بن موسیٰ الغنجدانی شری
ابن النازلی و مناقب گشت

اخیر نا الحسن بن احمد بن موسیٰ غنجدانی ثنا احمد بن
محمد ثنا علی بن محمد المقرئ (الشری) ثنا محمد بن عثمان
ثنا معمر بن عمار ثنا عبد الرحمن بن محمد بن طلحہ عن
ابیہ عن ابراہیم عن عطیہ عن ابی سعید الخدری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوشک ان اذین فاحیب
وانی انظر لکم الثقلین کتاب اللہ و رسولہ و حترقی اهل بیتی
فانظروا کیف تظلمونی فیہما (مقاتلہ نور شاہؒ ملہ اول)

(۱)

واضح ہو کہ ابن النازلی (متوفی ۳۸۸ھ) نے بھی کتاب المناقب لکھی ہے
اس میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بعد اسانیہ کے ساتھ کشتہ میں نہیا کر محقات
ظاہر ہے۔ ورد نوامین معانی تمام میں دستیاب نہیں ہو سکا تا کہ یہ عمل سکون
کس رسم کے، کس منہ کے ہر گز میں و رعب و یاس میں کر ڈالنے والے حضرت
زید یا یحییٰ و حبیہ کو کہہ دیکھنے والے میں دیکھتے ہیں۔ اپنی کتب سے تو کچھ پتہ چلا

البتہ شیعہ ترمذی میں تلاش کرنے سے حتمہً منتہی طرح حباس قبی میں ۳۳۴ م بطبع طبرستان میں بزرگ پائے گئے ہیں۔ جس وجہ کے بزرگ ہوں تاہم ان کی اسانید کو قواعد روایت کے دو سے دیکھنا لازمی ہے۔ لہذا اس پر ایک سند درج کر کے اس کا حال صحت و سقم پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ ابن مغازی کی ۵ صد اسانید میں سے پہلی سند جو اوپر درج کی گئی ہے اور ابن بشران النخعی کے ذریعہ سے منقول ہے۔ اس میں علیہ عوفی جدی کوئی موجد ہے۔ اسی طرح دوسری سند ابن مغازی میں جو ابو کھلیفہ جانی کے واسطے سے اوپر سند درج ہے وہاں بھی علیہ عوفی جدی کوئی جلود افروز ہے جو ابو سعید کاثر گرد و کھلا یا جاتا ہے۔

اور علیہ عوفی اور ابو سعید (جو اصل میں محمد بن اسحاق گلی ہے) کے متعلق تشریح ہم متعدد دفعہ واضح کر چکے ہیں اور پورے حوالہ جات کے ساتھ ان کی پوزیشن واشگاف کی جا چکی ہے۔ طبقات ابن سعد کی سند پر جہاں کلام کیا گیا ہے وہاں حوالہ جات مکمل درج کر دیئے ہیں جس صاحب نے تسلی کرنی ہو وہاں رجوع کریں حاصل یہ کہ عوفی شیعہ بزرگ ہیں۔ بڑے بہت قسم کے شیعہ ہیں۔ اپنے شیخ محمد بن اسحاق النخعی سے (جو مشہور کذاب ہے) روایت پلاتے ہیں اور اس کی کیفیت ابو سعید مقرر کر رکھی ہے۔ پھر خدای کا حفظ اضافہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ سامع ابو سعید خدای صحابی سمجھ کر بے چون و چرا روایت کو تسلیم کر کے ریاض کا کام جمل علماء رجال کے خوب واضح کر دیا ہے لہذا شیعہ سنی مسائل مختلفہ میں ان کی معاریت قابل قبول نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو حافظ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۲۵ ج ۲ بطبع حیدرآباد دکن، اور تہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۲۵ ج ۲ بطبع مصر اور شیعہ رجال میں سے رجال ماتقی دین

علیہ حنفی کے حالات کے لئے کافی ہوگی وہاں اس شخص کو امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (رجال ماسقانی ص ۲۵۳ جلد دوم)
ان حالات مندرجہ کے بعد ان کی قبول روایت کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے مزید کسی غور و فکر کی حاجت نہیں۔

(۳)

ابن الغازی کی تیسری اور چوتھی روایت میں سند پہلے بطریق "بیانات" سے نقل کر کے ہم دیکھ چکے ہیں اس کے بعد اس کے استاد کی متعلقہ گفتگو پیش کی جاسکتی۔

سند دوم
اغیرنا ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان المعروف بابن
الصیرفی البغدادی قدیم علینا واسطی (رحمہ اللہ) قال ثنا
ابو الحسن بن عقیق ائمہ بن احمد بن یعقوب بن البرزنجی
ثنا محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی ثنا وھب بن
ھو ابن بقیۃ الواسطی ثنا خالد بن عبد اللہ بن الحسن
بن عبد اللہ بن ابی الضحیٰ بن زید بن ارقم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقی تارک فی حکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اھل بیتی والھما لن یفترقا حقیر ما علی المؤمنین
(بیانات اول واربعہ ۳۳۵ جلد اول)

سند چہارم
اغیرنا ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان ابو الحسن بن محمد
بن المظفر بن موسیٰ بن علی بن الحافظ ائمہ ثنا محمد بن زید
بن سلیمان الباغندی ثنا سوید ثنا علی بن مسهر بن ابی
حبیان الثیمی ثنا یزید بن حیان قال سمعت ائمہ بن ارقم
یشول قال قام فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال

بعاد بعد انھا التماس انما انما بشری و مثله ان آدھف حاجت
و انی تروک فیکم الشکین و هما کتاب اللہ فیہ الھدی و
النور فخذوا بکتاب اللہ و استمسکوا بہ لعلکم تھتدون کتاب اللہ و
کرھب فیہ شد قال و اھل بیتہ انما احکم اللہ فی اھل
بیتہ قالی لھا ثلاث مراتب

(مجموعات المنار ص ۲۲۸، ۲۲۹ ج اول)

ظاہرین کلام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابن المظاہر کی اس تفسیری روایت کو محمد بن احمد
ابا خدی نے روایت کیا ہے۔ اس کے متعلق علما و رجال نے جو تنقید و گرفت کی ہے
اس کے چوتھے فقرہ اس کی روایت کو صحیح نہیں شمار کیا جاسکتا۔ اب ہم اہل الترتیب اس پر
جو تنقید پائی جاتی ہے وہ دیکھ سکتے ہیں۔

۱۔ قال الخطیب فی تاریخہ بغداد۔۔۔ قال ابو جعفر من عبادات النفا
کان یحلف و یدنس۔۔۔ قال حمزة قال الدارقطونی کان کثیر
الندیس یحلف بما لہ میسع و دینا سرق۔۔۔ قال ابو بکر
الاسماعیلی ۱۵۰۰۰۰ فی قصہ الکذب و کتبہ خبیث اللہ فیہ و کثیر
(التصحیف ۲) تاریخ بغداد ص ۲۱۲، ۲۱۳ ج ثانی

یعنی تطہیب بغدادی اپنی تاریخ بغداد ج ۲ میں لکھتا ہے کہ ابی عبد اللہ کہتے ہیں ج
شخص یا خدی، روایت غلط اور عیوش کر دیتا تھا اور اپنے مہدی سے کہتا تھا کہ پتہ نہ دیتا تھا اور
کے حال سے حذر نہ کرتے تھے کہ یہ شخص بہت حد میں کرنا اور جو روایت نہ سنتی ہوئی تھی اس کو روایت
کر دیتا تھا۔ بعد ہذا اوقات روایت میں سرفہرشی چھڑی کرنا۔ اس طرح اگر کسی کی روایت اس کے
اذن کے بغیر نہ کر لی دینا اس کا عیوب کہتے ہیں کہ یہ بڑی حد میں کر دیتا تھا۔ اور بہت عیوش سے
کلام لیتا تھا۔

۲۔ حافظ ذہبی نے اپنی تصانیف میزان الاعتدال اور تذکرۃ الحفاظ میں یا طبری کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

... کان مدلساً وفیه شیء... قال السلی سألنا الدارقطنی

عن محمد بن محمد الباشندی فتالی بخط، مدلس
یکتب عن بعض اصحابه ثم یسقط ببینہ و بین شیخہ ثلاثۃ
وهو کثیر الخطاء { میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۲۹ جلد ۳ }
{ تذکرۃ الحفاظ ذہبی صفحہ ۲۴۳ جلد دوم }

۳۔ اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں بھی یہ درج کیا ہے۔

قال الدارقطنی... بخط، مدلس یکتب عن بعض

اصحابه ثم ببینہ و بین شیخہ ثلاثۃ وهو کثیر

الخطاء... قال ابن عدی وله اشیلہ انکرت حلیہ۔

{ لسان المیزان صفحہ ۳۶۱ جلد پنجم }

نوٹ: اب اس کی اگرچہ توثیق بھی منقول ہے مگر البحر مقدم علی التذیل کے تحت
اس کی روایت درجہ صحت میں تسلیم نہ ہوگی۔

میزان الاعتدال اور تذکرۃ الحفاظ و لسان المیزان، ہر سہ قوالہ بات کا حاصل یہ
ہے کہ یہ شخص مدلس (اپنے شیخ کو نہ بیان کرنے والا) تھا اور اس میں ضعف ہے اور
اپنے اوپر کے شاخ حدیث سے تین تین آدمیوں کو سند سے ساقط کر دیتا ہے۔ کثیر الخطاء
یعنی غلطی کنندہ ہے اور کئی چیزیں نقد لوگوں کے خلاف ذکر کر دیتا ہے۔

(۴)

ابن مغازی کی جو تھی روایت بعد سند جو اوپر درج کی گئی ہے اس کے متعلق یہ
عرض کرنا ہے۔ یہ سنی گزارش تو یہ ہے کہ یہ روایت بھی ایسا فندی مذکور کے ذریعہ مروی
ہے جس کی ہر صاف الفاظ میں اوپر درج کی ہے۔ اس جرح کے باوجود اس روایت

کا درجہ صحت تسلیم کرنا مشکل امر ہے۔

علی بن حسین الشترلی اگر یہ روایت صحیح تسلیم کر لی جائے تو اس میں دوسری گنجائش موجود ہے جس پر فقہ قتال کے الفاظ مراحہ و رات کر رہے ہیں۔ اس کی تفصیل منہ دارمی اور مسلم شریف کی روایت کے تحت مکمل طور پر مل سکے گی وہاں رجوع کر لینا چاہیے لہذا دوستوں کے مدعا کے لئے یہ معذرتیں ہیں یعنی اقرب تام نہیں۔

تنبیہ ۱۸۸: صاحب تحقیقات نے سند ہجری کی ترتیب کے تحت کتب میں اپنی کتاب کے متعلق جلد اول پر روایت ثقلین کا ایک مزید اسناد درج کیا ہے کہ محمد بن المظفر بن موسیٰ بن علی النخعی القاضی ادری و اشتنا مستند بن محمد بن سلیمان الباقند عی شاسوید شاعلی بن المسهر عن ابی حیان النعمانی حدیثی یزید بن حیان قال سمعت زید بن ارقم یقول قال قام قینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے متعلق یاد رہے کہ یہ کوئی الگ اسناد کسی دوسرے محدث کا نہیں ہے۔ اسی ابن المغازی کی جو متنی سند مندرج بالا بعینہ ہے لہذا اس سند کے لئے کسی الگ بحث کی حاجت نہیں ہے بلکہ اس پر ماحول سند مغازی کے لئے لکھا گیا وہی کافی ہے۔ کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے میر عابد حسین صاحب نے یہ فرزاوریہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ ایک روایت کے ایک اسناد میں جو متعدد دروایۃ ایک دوسرے سے نقل کنندگان ہیں ان کو ہی الگ الگ محدث قرار دے کر جدا جدا اسانید تجویز کر کے کثرت اسناد دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ پر تحقیقت الامر کے بالکل خلاف ہے۔ بحان اللہ! کیا عجیب طرز تعریف ہے۔

روایت پنجم (۵)

ابن المغازی کی پانچویں روایت بطریق منہ سند درج ہے۔ اس کی سند

وہلا کر بیٹھ سکے اس کا مقام صحت و ستم اور درجہ و ذوق قبول خود بخود سامنے آجائے
 گا کسی گیسے خود و فکر کی ضرورت نہ ہوگی۔ صاحب جنات لکھتے ہیں کہ،
 نیز ابن القائل و کتاب المناقب علی ما نقل عن العیون ابن بطریق صاحب راہ
 فی کتاب الموسوم بالعمیۃ گفت۔

الخیر فی ابوی علی علی بن ابی عبد اللہ بن العلاء السبزواری
 قال الخیر فی عبید السلام بن عبید الملک بن حبیب
 السبزواری قال الخیر فی عبید اللہ محمد بن عثمان قال
 حدثنی محمد بن میسر بن عبید الرزاق حدثنی ابو
 حاتم مغیرۃ بن محمد بن المہلبی قال حدثنی
 مسلم بن ابراہیم قال نوح بن قیس الجذالی حدثنی
 ولید بن صالح عن امرأۃ زید بن ارقم قالت قال اقبل النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم من مکة فی حجة الوداع حتی نزل بطن الجعنة
 بین مکة والعمیۃ فاعربہ وعاتہ رمایت بڑی طرفہ میں گئی جدہ فقال تو شکوہ
 ایتروا علی الخرج ولسا الکوحیہ تکتونی حیث تکلان کیت تعلقونی فیہما
 فاعقل حینا ماتہما۔ التکلان حتی قمار رجل من المهاجرین فقال ہانی
 انا وایمانی اللہ و التکلان قال الا کبر ماہما کتبہا اللہ سب طرہ یہ اللہ
 تکلان و طرفہ باید یکم فیکو اہم و لا توفی اولیٰ تضلوا و لا صغر و نہا عترتہا
 اس طویل روایت کے اسناد میں صرف ایک شخص نوح بن قیس کے تعلق تھا جس
 کی ہلے ترقی کالی ہے ماہرین تجربہ کے قریب و تہذیب میں اور ذہنی سکیران
 میں جو اس کے بلکہ میں تصریح کر دی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

... و... التشیع... بلغی عن یحییٰ اسے مشفقہ

و قال مرة یتشیع... قال ابوہ الذہبی یتشیع... یحییٰ

منفقہ...

ماصل ترجمہ یہ ہے کہ شخص فوج میں قیس جبرائی شیعہ مذہب کی طرف متوجہ ہو
 ہے یعنی نے اس کو شیعہ قرار دیا ہے اور دوسری بار شیعہ بھی کہا ہے۔ ابو داؤد بھی
 اس کو شیعہ کہتے ہیں۔ (تقریب التذیب صفحہ ۱۷۷ طبع نول کشور)
 (تذیب التذیب جلد دوم)
 (میزان الاعتدال ذی ص ۱۷۷ جلد دوم)

روایت ثقلین حمیدی (ابو عبد اللہ محمد بن قنوج بن عبد اللہ

بن حبیہ الاندلسی القروطی المتوفی ۳۸۷ھ)
 صاحب "معقات النوار" نے حمیدی موصوف سے روایت ثقلین ذکر
 کی ہے اور علامہ حمیدی محدث کی توصیف و توثیق میں پورے دس حدیث و صفات
 جماعت سکھر کر دیئے ہیں۔ جو اب گذارش ہے کہ
 ۱۔ الجمع بین الصیغین میں حمیدی نے یہ روایت نقل کی ہے اس کتاب میں بخاری
 شریف اور مسلم شریف کے صرف متون کو جمع کیا گیا ہے اور ان کے اسناد
 کو ترک کر دیا گیا ہے صرف معانی کا نام باقی رکھا گیا ہے اس صورت میں
 مسلم شریف کی روایت جو زید بن ارقم معانی سے مروی ہے وہی من و
 عن روایت "جمع الصیغین حمیدی" میں آگئی ہے۔ یہ کوئی جدید روایت
 جدید سند کے ساتھ حمیدی نے پیش نہیں کی یہ صحیح مسلم کی ہی گزشتہ
 روایت ہے۔

۲۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ حمیدی کی توثیق و توصیف میں اتنا زور لگایا گیا
 ہے اور پورے دس حدیث و صفات نکلاں پر کر ڈالے ہیں حالانکہ ہمارے
 ہاں تو یہ فاضل پہلے سے مسلم و متحد محدث ہیں۔ اہل سنت کی جانب سے
 کسی صاحب کی طرف سے ان پر کوئی جرح و قدح نہیں وارد کی گئی اور

یہی ان پر عدم اعتماد کا شیعہ کیا گیا ہے۔ یہ تمام کاروائی آپ کی مجتبیٰ عوامی حیات کی خاطر معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح جہاں ضرورت پیشوں کو ملوں دستے کر کتاب طویل کی گئی ہے اور اپنے ہر اظہار ہوں سے منفعت واد حاصل کی گئی ہے۔ ۳۔ تیسری اہمیت یہ کہ اس کا محمل و مضمون مسلم شریعت کی روایت کے تحت ہے۔ بیان کیا گیا ہے وہی درست ہے۔ ایک جواب کی حاجت ہی نہیں۔

روایت ابی المنظر منصور بن محمد السمعانی (۲۸۹ھ)

صاحبِ حیات کہتے ہیں کہ حدیث شریفین کا دور سالہ قوامیت اگر معروف بنیاض اہل اسلام است علی بالمثل ہے اور وہ۔

عن طلحة بن مصرف عن عطية بن ابي الخضر عن ابي جعفر
عن ابي النضر عن ابي عبد الله عليه السلام قال انا اول شريك الله
فاجيب وان انا اول شريك في القتلين صلي الله عليه وسلم
من السماء الى الارض وحدثني اهل بيتي وانا اهل بيت علي بن ابي طالب
انما اول فقرنا حتى يروا اهل الجحيم (بنت شريك اول من)

سمعانی کی کام نہ تو صاحبِ حیات نے نقل نہیں کی جتنی قدر انہوں نے مستند ذکر نقل کی ہے عدم قبولِ روایت کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ عطیہ حنفی اپنے شیخ محمد بن سائب بھی سے روایت کرتا ہے۔ الحدیث کا الفاظ قیس کے لئے اٹھا کر دیتا ہے۔ اس پر استاد شاگرد دونوں کی پوزیشن کو طبقات ابنِ سعد، مستدرک ابنِ ابی شیبہ کی روایات کے تحت تفصیل عوامی حیات کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور بالاعادہ کر کے کی ضرورت نہیں۔ وہاں تفصیل ملاحظہ کی جائیں۔

روایت کتاب الفردوس للعلی

(ابو جعاف شیرویه بن شہر دار بن شیرویه الذہلی الہمدانی المتوفی ۳۵۹ھ)

صاحب جملات جلد اول ص ۲۵۰ پر رقم طراز ہے کہ
 در کتاب فردوس الاخبار علی حدیث ثعلبیین از زید بن ارقم آوردہ۔
 ان تارک فیکر الثقلین کتاب اللہ فیکرمہ خیل من
 اتبعہا کان علی اللہ فی من تلک مکان علی الفضلۃ و
 اہل بیئہ اذ کرک اللہ فی اہل بیئہ ولی یثغر قاحہا یروا
 علی العوض یعن لاخذ بہما الثقلین (جملات جلد اول ص ۲۵۰)

گزارش ہے کہ کتاب "فردوس الاخبار" سے سند روایت شیروانی گئی۔
 مگر یہ اصل مسئلہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے یا سند صحیح نہیں۔ دوسری عرض
 یہ ہے کہ صاحب فردوس الاخبار پر علم کی جرح بھی موجود ہے بلکہ جبر اور الفتن
 کے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ علامہ عبد العزیز صاحب
 "بستان الحدیث" میں اس دہلی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"امام اتفاقاً معرفت و علم او قصور سے دستبردار صحیح احادیث
 قبیحہ فی کند و لثقا و کتاب او موضوعات و روایات قوہ و توثیق شد"

(بستان الحدیث ج ۲، دہلی ص ۶۲)

یعنی دہلی کے علم میں قصور ہے۔ روی اور صحیح حدیث میں فرق نہیں کرتا
 اس وجہ سے اس کی کتاب فردوس الاخبار میں موضوع جعلی اور بے اصل روایات
 کے ذخیرے ذخیرہ انبار، مندرج ہو گئے ہیں۔

بنا بریں بلکہ تحقیق سند اس کی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے؟
 سفیر واضح ہو کہ ابن تیمیہ کے مشہور مسند ص ۲۱۱ میں فردوس الاخبار

وہی کو ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے۔

ای کتاب الغروس فیہ میا الاحادیث الموضوعات ماشاء اللہ
و مصنفہ شیخ یوسف بن شہریار الدیلمی وان کان من طلبۃ الحدیث
ورواتہ فان ہذا الاحادیث الخ جمیعہا و حذفت اسانیدھا نقلھا
مستقیم اعتبار بصحیحہا و متعینہا و موضوعہا فلہذا کان فیہ
من الموضوعات احادیث کثیرہ لاجلہ ۱۱

(محتاج السنۃ ص ۱۱)

ملاحظہ کیجئے کہ کتاب الغرر و سس میں احادیث جمعی و بناوٹی ہیں اس کا
مصنف شیخ یوسف بن شہریار دیلمی تخریظ علیہ حدیث اور وفات میں سے جیسے لیکن جو
احادیث اس سے صحیح کی ہیں اور ان کے اسانید حذف کر ڈالے ہیں ان کے صحیح
ہونے اور ضعیف ہونے اور جعلی ہونے کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اس کتاب
ذکور میں جیسے شمار جعلی حدیثیں آگئی ہیں۔ (محتاج السنۃ صفحہ ۱۱ جلد ۳)

اسناد ثقلین از تفسیر معالم التنزیل بغوی

(الحسین بن سعید و ابو محمد الفراء بحی السنۃ بغوی شافعی ترمذی ص ۱۱۶)

الحسین بن سعید احمد بن محمد بن العباس الحمیری اخبارنا
ابو حمید اللہ محمد بن عبد اللہ الحافظ نا ابو الفضل الحسن
بن یعقوب بن یوسف العدل الخیر نا ابو احمد محمد بن عبد
الشہاب اللہ نا ابو جعفر بن عوف و صحیح مزین بن یونس
الخیر نا ابو حیان یحییٰ بن سعید بن حیان عوف بن یونس حبان نا
محمد زید بن ارقم قال قال تمام یمنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلوٰتہ یرحمہم عظیمنا محمد اللہ و استخاف علیہ شرکنا ایضا

الناس انما نأمن بربك اي آياتي رسول ولي فاجيبه ولما تاركت
 فيكم الشك واليهما مكتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا
 بكتاب الله فلا تمسكوا به وحق على كتاب الله وروى فيه
 ثم قال واهل بيته اذكرهم الله في اهل بيته اذكركم الله في
 اهل بيته و تفسير معلّم الشریعی بلوی بجامع الشان پاره چارم رکوع اول
 کی آخری آیت وکیف تکفرون وانتم تنزلون علیکم آیات الله
 ویکو رسولہ۔ صفحہ ۲۲ جلد اول مصرعی ہج

۱۔ اس روایت میں پہلے خبر یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس اسناد کے پہلے تینوں
 رواۃ یعنی ابو سعید۔ ابو حبیہ اور ابو الفضل مجہول الحال ہیں۔ ان کی بڑی
 کمزوری کی جتنی ہے کہ کہیں کتب متداولہ سے ان کا پورا پورا پہل ملے گا کہیں سراغ
 نہیں مل سکا۔ تقریب تہذیب میزبان ذہبی لسان تہذیب الکمال تحریر کی۔
 تاریخ بغداد۔ تاریخ اصفہانی لابی نعیم تاریخ ابن خلکان تاریخ جریبان نسبی
 البحر والتمدین لابی حاتم رازی وحق وکتب سے کافی جستجو کے باوجود یہ حقائق
 نہیں مل سکے۔ اور تاریخ صغیر نام بخاری تاریخ بکیر بخاری کتاب الکئی دو
 لابی سے بھی تلاش کی جا چکی ہے بالکل مفتوحہ الہر ہیں۔

۲۔ دوسری یہ گزارش ہے کہ اگر اس روایت کو ابو حمدان مجاہد بن ابی اسحاق کے صحیح
 تسلیم کر لیا جائے تو اس روایت کی تمام عبارت تین روایت واری اور
 روایت مسلم شریف کے ساتھ متفق اور موافق ہے لہذا دارمی و مسلم کی روایت
 کے تحت جو کچھ تشریح اور توجیہ یونہی کی گئی ہے یہاں بھی وہی معتبر و مستحب ہے
 پس وہاں رجوع کر کے ملاحظہ فرمائیے۔

۳۔ تیسری اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ صاحب حقائق نے
 محی ہستہ قرار بنوی کی جانب اس ایک روایت کو چار وفود الگ الگ

منسوب کر کے دکھلایا ہے حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف امر ہے کثرۃ حوالہ
جات کا رعب قائم کرنے کے لئے ان کو اس قسم کی تاالفاظیوں کی
مزدور مت ہے وہ کہ گزشتہ میں اور ذرا برابر نہیں ہو سکتے۔ حقیقت الامر
اس طرح ہے کہ قرآن نبویؐ نے اپنی تفسیر محالہ، انتشاری پاره چارم رکوع
اول کے آخر میں آیت و کیت تکفیر و انہم یستحقون علیہا آیات اللہ
و علیہم رسولہ ۱۶ کے تحت روایت ثعلبیین ہائے خود ذکر کی ہے۔
یہاں اگر اس روایت کو ہم نہ درج کیا ہے۔ ساتھ ہی سند جس درجہ کی
ہے اس میں بھاریل ہیں، وہ عرض کیا گیا ہے نبوی موصوف نے
ایک تو آیت مودۃ (من لا یشکک علیہ احرا الا اللہ و رسولہ) (۱)
القدر فی (پارہ ۲۵) کے تحت آیت ہذا کا مضموم بیان کرتے ہوئے اس
روایت کو مختصر طور حوالہ ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ روایتنا
عن ابن یزید عن حیان عن زید بن ارقم عن النعمان عن علی بن مسلم
قال انما تارک فیہ کما التعلیل الا اور قصداً سبغہ مضموم قرآنی کی وجہ
ہے اور یہی۔ دوسرا نبوی موصوف نے آیت منفرج لکوا بها التملک
کے تحت نقل کا مضموم بیان کرتے ہوئے اس روایت کو اس عبارت
کے ساتھ نقل کیا ہے۔ قال اهل المعاد ان شیء لا قدر دونہا من
لیہ فهو لقل قال التین صلی اللہ علیہ وسلم ان تارک فیہ کما التعلیل
کتاب اللہ و عندہ جعلہا التعلیل املاً ما اللہ و عدا۔ یہاں بھی مضموم
نقل کی وضاحت کے لئے روایت معروفہ کو بطور تائید پیش کیا ہے کسی
اہل سند و ہستاد کے ساتھ انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اسی طرز
محمی السنۃ نبویؐ نے حدیث کی کتاب مصابیح السنۃ مرتب کی ہے اس
میں مشہور محدثین کی تصنیفات کا خلاصہ مدون کیا ہے۔ سعادت ان

محمد بن ابی حنیفہ کی حذف کردی ہیں صرف ان کے متون جمع کر دیئے ہیں صحیح
السنن میں کچھ روایات مزید ملا کر اور فقہ حنفی کے حدیث بیان کر کے مشکوٰۃ
شریف تیار کی گئی ہے اہل علم حضرات دونوں کتابوں کو خوب جانتے ہیں۔
اس صحیح السنن میں فاضل بنیوی نے مناقب اہل بیت کے باب میں
یہ روایت ایک دفعہ زید بن ارقم صحابی سے مسلم شریف کے حوالے سے نقل
کی ہے دوسری دفعہ جابر بن عبد اللہ صحابی سے ترمذی شریف کے حوالے سے نقل کی
ہے اب صحیح میں یہ دونوں روایتیں مسلم و ترمذی کی منقول ہیں نہ کہ
بنیوی کی اپنی مستقل اسانید کے ساتھ مروی ہیں۔ لہذا بنیوی کی مہاسب
روایت کو چار اسانید کے ساتھ منسوب کرنا فضول امر ہے بلکہ غلط نسبت
ہے جو واقع کے خلاف ہے۔ اس تصنیف کو ایسے بے فائدہ امور کے ترتیب
سے مزید کیا گیا ہے جو اہل علم کی دیانت داری کے مناسب نہیں ہے اور
ترمذی کی روایت پر بحث اپنی جگہ مکمل ہو چکی ہے وہاں مزید نہ کرنی چاہئے
اور نہ قاعدہ ترمذی کی روایت قابل تسلیم نہیں ہے اور مسلم کی روایت
مستند شریف صحیح ہے مگر اس کا منہوم اور محل اپنی جگہ درج کیا گیا ہے وہاں
رجوع کر دیا جائے۔ اس مقام میں روایت ہذا کی مکمل تشریح قابل دید ہے۔

روایت العبدی

۲۵۲۵

(ابو الحسن زید بن معاویۃ العبدی الرضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متوفی
جنت بکرا ۲۵۲ھ میں تھیں) حدیث کے ذریعہ جمع ہیں صحیح السنن

عن زید بن ارقم

ناظرین پر واضح ہو کہ فاضل العبدی نے کوئی حدیث ہماری حدیث کی جھگڑا
اور بنیوی مسلم و ترمذی اور دائرہ شافعی میں اس کو صحیح سنن سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر غلط

جس کا نام ہے "مجمع میں المصالح" اسے "اور مصالح" سے منکر وہ ہیں چون کہ مسلم اور
ترمذی میں یہ روایت اقلین موجود ہے اس وجہ سے "مجمع میں المصالح" اسے "میں بھی
یہ روایت" مقلد لازمی طور پر مندرج ہوگی۔ فاضل حیدری نے اس روایت کو کسی
مستقل ہستی کے ساتھ روایت نہیں کیا ہے بلکہ وہی مسلم یا ترمذی کی روایت نقل کر
دی ہے بنا بریں حیدری کی روایت کے لیے کسی ایک جواب کی حاجت نہیں ہے۔
مسلم اور ترمذی کی روایات کے تحت ہر کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی کافی ہے وہاں رجوع کر
کے ملاحظہ فرمایا جائے۔

روایت ثقلین از قاضی عیاض

(ابو الفضل عیاض بن موسیٰ المالکی متوفی ۵۴۴ھ)

حکایت ص ۵۷۲ جلد اول یہ قاضی عیاض کی کتاب "الاشعاع فی متوفی المسلمین" کے
حوالہ سے روایت منکر مندرج ہے۔ ناظرین کرام پر واضح ہو کہ قاضی عیاض دہلی اس وقت
میں رہنے پانے کے عالم میں ہیں۔ جیسے مسلم ثقہ آدمی ہیں صاحب جمادات سکھ پوسے
چودہ صفحات کا اپنی کتاب کے ان کی تصریح و توضیح بیان کرتے ہیں پھر کہ اسے میں اس
بیجا تعویذ کا آخر کیا حاصل ہے؟ ہمارے ہاں جب کہ ان پر رجوع نہیں ہے مسلم عالم ہیں
ہیں تو ان کی تصریح میں اتنے زور لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

اہل علم پر واضح ہے کہ "اشعاع" منکر میں حدیثوں کی تخریج نہیں ہے نہ مصنف نے
ایک کہتے ہیں کہ روایت کا آغاز درج کیے ہیں۔ صاحب جمادات کے قرائن اس روایت
کو ملاحظہ معنی سے اثر ثابت کرنا ہے ان کو "اشعاع" کا آغاز پیش کرنا ہے سوجہ جس میں سند
نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث کا آغاز دیا گیا ہے۔ صاحب شفاء و خوفنا قل حدیث میں۔
صاحب تخریج نہیں۔ منروہات اس چیز کی ہے کہ سند صحیح کے ساتھ اس روایت کو اس
حدیث سے نقل کیا جائے۔ نقل و نقل کر کے دیکھ لیا مالکی روایات پیش کرنا ہے نہ

(۱) عبدالرحمن بن صالح الاندلسی العنک صدوق یشتیغ (تخریب مکتب)

مکتب فقال یعقوب بن یوسف المطهری کان عبہ الرحمن بن صالح

راضیاً کان یحدث بمشایب الزواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلمہ اصحابہ وقال فی موضع آخر حرقہ عامۃ ما سمعت منہ

.... عن ابی ہاشم لہ ازان الکتاب عند وضع کتاب مشایبہا فی

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال وہ کثر مرۃ اخری

فقال کان رجل سوء انه محترق فیما کان فیہ من الشیخ :-

ان چار حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمن بن صالح شیعوں اور راضی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب مطہر اور صحابہ رسول کے میرپ و مخالفین کہتے تھے۔ ایہ افواہ گتھیں ہیں کہیں اس شخص سے روایت مکتبی جائز نہیں سمجھا۔ اس کے صحابہ کرام کے صحابہ و صحابہ کرام میں کتاب مدون کی ہوئی تھی۔ پھر کہا کہ یہ ایک بیاد آدمی تھا۔ اور یہ جلفہ و اوشیو تھے اپنی صحابہ کے نام سے جلتا تھا۔

(۱) تنزیہ التذیب ص ۱۶۸ ج ۲ -

(۲) تاریخ بغداد جلد ۴ ص ۲۶۲ ج ۲ -

(۳) میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۱۰ ج ۲ -

اس کے بعد مزید کسی جواب کی حاجت نہیں ہے عدم قبول روایت کے لیے یہی کافی رہا ہے۔

تنبیہ اول : اصحاب مذکور کی ایک اور روایت بھی صاحب حقیقات نے نقل کی ہے مگر اس کا استدلال غیر معتبر ہے اس میں ایسے لوگ جملہ افروزیوں میں کا کچھ بڑے رجال کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ مثلاً اس سند میں ایک شخص ابو انشس بن فضالہ نامی ہے جسے بزرگ و بزرگ مقتود الزہری نے کہیں کا کچھ بڑے رجال کی کتابوں میں ملتا۔ غرض کہ یہ معمول الرجال بمول الصفات لوگوں کی روایت پر کیسے عقائد کو دیا جائے۔

دوم و شیخ جلال کی کتب و روایات الہیات جامع الرواۃ و حیزہا کی مجموعہ کرنے سے
 یہ اس طریقہ دریافت ہوئی ہے کہ احمد بن محمد العاصمی، مشہور عالم محمد بن یعقوب کھنکی کے
 اساتذہ و شاخ میں داخل ہے یہی کھنکی کا استاذ فی الروایات ہے دوسری یہ چیز واضح ہوئی
 ہے کہ امام زمان (قائب) کے وکلاء میں العاصمی کا شمار کیا گیا ہے۔ امام قائب کے وکلاء
 میں شمار ہونے تو انھیں الاماں لوگوں کے لیے نصیب ہوا ہے یہ ہماری ضروریات کتاب
 الروایات الہیات جامع الرواۃ و حیزہا و احباب و حیزہ میں موجود ہیں اہل علم و رجوع فرما کر
 تسلی کر سکتے ہیں۔

اس چیز کے علاوہ بھی اس سند میں شیخ و رواۃ مل گئے ہیں جیسا کہ درج کر دیا
 گیا ہے اگر سند صحیح بھی ہوئی تو بھی صاحب سند العاصمی کے لیے بزرگ رہا کہ
 روایت بھر پر حجت نہیں ہو سکتی۔

اسناد اخطب خوارزم

(متوفی ۵۶۸-۵۷۱ھ)

۶۳۳

صاحب حجتات لکھتے ہیں،

ابوالمزید مرفوع بن احمد المعروف اخطب خوارزمی و مصنف
 المناقب المخرج نسوہ یا بن اسناد اخیر بن الشیخ الزاهد
 ابو الحسن علی بن محمد العاصمی الخوارزمی قال اخیر بن الشیخ
 اسماعیل بن احمد الواعظ قال اخیر بن ابی یوسف احمد بن
 حسین البیهقی قال اخیر بن ابی جبرائیل قال ثنا ابو نعیم احمد
 بن سہیل الفقیہ ببخارا قال ثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادی
 قال ثنا شافعی بن سالم الخرمی قال ثنا یحییٰ بن حماد ثنا ابو عرواف
 عن سلیمان بن الاعشى قال ثنا یحییٰ بن ابی تماد عن ابی الطفیل

عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم
من حجة الوداع ونزل في غدير خم أمر به وحاشا فقام من فقال
لاي قته وحيث تلجبت الى كنه تركت فيكم انفسكم احدهما
احكم من الآخر كتاب الله وعترتي فانظروا كيف تعلون فيهما
فانهما اليه يفر قاضين به واهل الجوارح ليعرفوا ان الله عز وجل
مولاي وانا مولاي كل مؤمن ثمره عند الله فكل من قال الله
مولاه فكل مولاه فله اوليته اللهم وال من والاه واه
من عاداه (صحاح الترمذي ج ۱ ص ۱۰۰)
یہاں چند گزارشات ائمہ میں کی ضرورت میں پیش کی جاتی ہے۔

(۱)

اعلیٰ ہوازم کے متعلق بعض علماء اہلسنت کے سخت تنقید کی ہے چنانچہ ہم
نے سنی کے اسناد کے تحت و تائیدی تقررات بنظرم درج کر دیے ہیں حافظ ابن
تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تقررات عشرہ میں لکھا ہے کہ بزرگ زیدی شیعہ خیال
کے آدمی ہیں ان کی حیثیات اور روایات پر اسے اہل سنت قابل اعتقاد نہیں۔

(۲)

صاحب جہانات امیر محمد حسین عظیمی شیعہ کے جو اس تصنیف میں انصاف
کی ہیں اس مؤلف پر بھی اس کا خود غلط فرمایا ہے۔ یہ روایت سند پر باطل اسناداً و متناً
وہی روایت ہے جو عاکم صاحب مستدرک کے دوسرے اسناد میں مندرج ہے۔
چونکہ صاحب جہانات کسی وار علی الترتیب محمد بن مسعود روایت ثقلین کو پیش کر
رہے ہیں بنا پر اس کو پہلے تو صاحب مستدرک عاکم شیعہ زیدی متوفی ۳۸۰ھ کی روایت
آخر ذکر کے شکوک میں درج کی ہے اس کے بعد عاکم کے شاگرد یحییٰ متوفی ۴۵۰ھ
ہی چونکہ اسی روایت کے راوی ہیں پھر ان کے شاگرد یحییٰ متوفی ۴۵۰ھ کے اسناد کے نام

سے اسی روایت کو الگ فرق کر کے دکھایا ہے پھر جب خطب غوازم و مستوفی ۱۹۲
 ۳۳۲ (۲۰۰) کا موقعا آیا ہے تو وہاں پھر اسی روایت کو فرق کر کے خطب غوازم کے
 اسناد کے ساتھ مستقل روایت کو ذکر کیا ہے گو اس روایت کو جتنے مستفین اپنے
 اپنے طرق کے ذریعہ اپنی تالیفات میں مدون کرتے ہیں آئیں یہ ان کے زعم میں مستقل
 روایت متذبیح اسانید ہیں۔ حالانکہ صاف ثابت ہے یہ ایک روایت ایک اسناد کے
 ساتھ مروی ہے اس کو متحد و بنیاد اور بار بار درج کر کے دکھانا اصولاً ریاست داری کے
 بالکل برخلاف ہے۔ یہ غلطی دہری ہے و کثرت سوال کے طریق سے اپنی تصنیف کا حکم ختم
 کر سہا اور ہیں!

(۳)

ہر صاحب حقیقت کی طرح ایک ہی بات کو بار بار دوم کر کے بے فائدہ وقت ضائع
 نہیں کرنا چاہئے مختصر یہ ہے کہ اس اسناد مندوب پر پہلے عالم قیسا پوری کے اسانید میں جو
 قدر ہو چکا ہے۔ اس میں خلف بن سالم الغزالی صحت محمود ہے شیعہ ہے۔ نقد روایت
 قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ پادرسے حوالہ بات اسناد بحال لکھتے ہیں پڑھنے والے کو
 میں تسلی کرتی ہوں تو مستدرک عالم کے دوم اسناد کے تحت ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔

الکفر بالعقل ص ۵۵

روایت ہذا صحیح ہے تو اس کا مقصد وہی ہے جو متعدد دفعہ عرض کیا جا چکا ہے کہ
 حضرت کے حق میں امت کو وصیت فرمائی گئی ہے کہ ان کے احترام و اکرام و مستوفی کا خیال
 رکھا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ کے مستقل بیعت شہادت پر پایا ہوا ہے جسے ان کا ذکر
 فیما بین ان کے ساتھ دوستی و موداتہ و معاداة کو مقتضیات ذکر کیا جاتا ہے لفظ مولیٰ کے منہوم کو
 بھی مستفین کہہ رہے ہیں مگر کسی خارجی قرآن و شواہد کی حاجت ہی نہیں ہے۔ اگر اس مقام
 میں مولیٰ اور مولیٰ کا کوئی دوسرا معنی و مثلاً خلیفہ یا خلیفہ یا خلیفہ یا خلیفہ یا خلیفہ
 محمد اکھبرہ وال میں والا لا الہ الا علی سے پہلے ہو کر رہ جائے گا۔ دوسرا ایک دفعہ

(دو لفظی) کے ایک ہی روایت میں دو معنی متعارف نام ہونے کی وجہ سے معنوی تشکیک
 رونما ہو گا۔ جو بدعت کا نام کے متعلق ہے۔

ضروری تنبیہ

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عالم دین یا مصنف
 مشہور کا ہنام ایک دوسرا شخص بھی اسی نام کے ساتھ معروف ہو سکے مثلاً ابن قتیبہ
 ابن حمیر و غیرہ کا مشابہت مصنفین ہیں۔ اسی نام سے اور بھی کئی ابن قتیبہ و ابن حمیر و غیرہ ہونے
 جاتے ہیں۔ اس تشابہ اسکی یا ہنامی کی وجہ سے کئی غلطیاں پیش آتی ہیں اور کئی مناسب
 جمل لکھتے ہیں۔ یہاں بھی ٹھیک اسی طرح ملاحظہ ہو کہ کاتب متعدد لوگوں کے
 حق میں پایا گیا ہے۔ ایک فقرہ حنفی کے مشہور مجدد عالم ہیں وہ بھی اسی نام والا اسی لقب
 سے (لاطلب غارزم) سے مشہور ہیں یہاں جو مطلب غارزم ہیں وہ اور ہیں المناقب
 کے مصنف بھی ہیں یہ بزرگ تو زیدی شیعہ ہیں اور پختہ حاذق و باہر شیعہ ہیں۔ اسی بزرگ
 کے متعلق ابن تیمیہ نے (منہاج السنۃ جلد سوم ص ۱۰) تحت (نقل احادیث) خوب
 جرح کیا ہے نکلا کہ اس کی روایات جعلی اور جھوٹی ہیں یہ علماء حدیث میں سے نہیں
 ہے اس کی طرف اس باب میں رجوع نہ کیا جائے وغیرہ۔

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی تحت (احادیث) (بحث اہادیث)
 امامت و خلافت تحت حدیث منہج، میں اس شخص کی روایات کا خوب رد کیا ہے۔
 مزید فرمایا ہے کہ یہ بزرگ تو زیدی شیعہ ہے۔ پس آپ معاملہ بالکل صاف ہو گیا کہ اس
 کی روایات ہم پر حجت نہیں ہیں اور نہ قول تسلیم ہیں۔ یہ کہ جہ ہنامی کی مشابہت
 کی وجہ سے یہ سب غلطیاں پیش آگئی ہیں اور مخالفت و دست اسی نام اور تشابہ
 اسی کے تحت آئے کہ کما س کی روایات پیش کرتے ہیں۔ آپ اس دفعہ شب کے بعد
 مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ علماء کرام خبردار رہیں۔ اس مطلب غارزم کی تمام روایات میں

کتاب سے بھی مقول ہوں گی جہاں سے یہ کتابیں قبول نہ ہوں گی۔

اسناد از تاریخ ابن عساکر

(ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر متوفی ۵۴۰ھ)

... عن مؤرخین عن یونس بن عیینہ عن ابی القاسم عن ابی حنیفہ
بن اسید لما قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حقیقۃ
الفرار فہو اصحابہ عن شجرات بالبطحاء متقاربات ان
یفلو لو احو لہن ثمر بعد الیوم ففسق تحتہن ثمر عام
فقال انہا الثامن قد نشأ فی الطلیف الغیب وادی
سائیکم سیرہ تروہن طرقت الشملین فامتلکوا کیف
تہنشلوا فی فیہما الثقل الا حکبر کتاب اللہ سبب بطریقہ
سبب اللہ وطرقت ہابیدہ حکم فامتلکوا امہم لا تمسکوا ولا
تسبوا لو اوعترق اہل بیتہ فانتہ قد نشأ فی الطلیف
الغیبین اہل مالین یفترقا حتی یروا علی الہو من
قال ابن کثیر دواء ابن عساکر بطولہ عن طریق
معروف حکماء کثرنا۔

(ابجدایتہ والنایۃ لابن کثیر ص ۳۰۰ ج ۱)

(۱۱)

واقعہ ہے کہ اسناد و ہام لکھ "ابجدایتہ والنایۃ" ابن کثیر سے نقل کیے
ابن عساکر کی اصل کتاب میں نہیں مل سکی وہ پورے اسناد پر لکھ کر کے کاغذ تھا
خیر کچھ اسناد و قریبے روایت کا درجہ اختیار معلوم کر کے لکھ کاٹی ہے۔ یہ
روایت معروف ابن خیرزمی کی لکھ ابوالطیلس عامر بن واہد سے نقل کی ہے اور ابوالطیلس

نے حضرت عذیق سے روایت کی ہے۔ معروف مذکور کی مکمل پوزیشن اور کامل تعارف تو ہم کتاب نو اور اصول بنیم تر مذی والے ہسناد کے تحت تفصیلاً درج کر چکے ہیں۔ چند ورق اشکر دوبارہ ملاحظہ فرمایا جاتے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ معروف بزرگ ضیف عندا محمد بن ہوسنے کے ساتھ شیخ بزرگ ہے اور اخباری شیخ بزرگ اور ان کے اصولی راہبر کا مشہور راوی ہے۔ ان کی کتب رجال میں سے رجال افراسیاب و متغنی جامع الرواة کا ذکر ہماری معروضات کی تائید کے لیے کافی ہے۔ غلذا جو شخص عندا افراسیاب مسلم شیخ ہوا اس کی روایت اس کی مسک کی تائید میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ اس وجہ سے یہ روایت ناقابل قبول ہوگی۔

(۲)

مگر افراسیاب اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جاتے تو بھی وہ بیان حسب الجہت کو سفید نہیں ہے۔ ویر ہے کہ حضرت واصل بیست کے متعلق یہاں ایسے الفاظ نہیں پائے گئے۔ جن سے وجوب اطلاق اور لازم قساک کا مفہوم مستنبط ہو سکے پس جس مقدمہ اور اثبات و حجت کی خاطر یہ روایت پیش کی جاتی ہے اس کو ثبوت نہیں ہو سکی واللہ تقریب تام نہیں ہے۔

روایت ابو موسیٰ مدینی

(محقق بن حمز بن احمد بن عمرو اصفہانی رحمہ اللہ)

حجرات جہاد اول مسعودہ پر کہا ہے کہ ابو موسیٰ مدینی نے "ترمذی معروف الصوابہ" میں یہ روایت نقل کی ہے وقال انه ضعیف جدا
۱۔ حضرت کتاب ترمذی معروف الصوابہ "لابی موسیٰ مدینی" ہم کو میر نہیں الہی ہم کو حجت کے ذریعہ یہ واضح ہو گیا کہ ابو موسیٰ مدینی اس روایت کے نقل کرنے میں ابن حنبلہ "کہ مرہون مشیت ہیں جو غلط شیعی بزرگ ہے۔ ہیں

عقدہ کی پوزیشن اس سے قبل ہم نے اس کی ہشت گواہانہ کے تحت
مستقل کھچے ہیں۔ اس کی ترتیب کے ساتھ سے (۳۳۲) کے مواقع و دیگر علاقہ
اس لیے ماہیں۔ اس کے تیشہ کی تسلی ہو جائے گی۔ یہ بزرگ ہیں انفریقین مسلم شیوہ سے
اور پڑا خطہ تک قسم کا ہے۔

دوسری یہ عرض ہے کہ اس روایت کو خود یہ موصوفی عربی اپنی تحقیق کے اعتبار سے
عزیم یہاں سے تیسرے کہ پہلی عربی اس روایت کے ساتھ راقہ میں تصدیق کیا گیا ہے۔
حاصل یہ ہوا کہ اس کو لفظ ذہنی سے تیسرا تو درکنار دوسرا یہ روایت سے تو عربیہ سے
صاحب حقیقت کی دلیری تو قائل ہوا ہے جو لوگ اس روایت کے عزیم یہاں سے
کے قائل ہیں اور اس کو ثابت اور یہ کہ عزیم یہاں سے اس کو بھی تو ثابت کرنے
کے لئے اپنے ساتھ لاکر کثرت حوالہ دیتے یہ اس لئے ہے۔

تنبیہ ۱۱۱۔ امام تہذیبی نے ص ۲۰۰ جلد ۲ پر روایت فقہین کو عرب کہا ہے۔
۲۔ اور امام بخاری نے جلد ۱ ص ۱۰۰ پر روایت ہے کہ امام بخاری نے ص ۱۰۰ پر
کہا ہے کہ

قال أحمد في حقه يشبهه ذلك عن طريقته عن أبي سعيد

قال النبي صلى الله عليه وسلم تركت فيكم الثقلين

اعاء يدي الحكوم فيسير هذا امنا كير

یہی یہ کہانیوں کی مندر روایت ہے جس جو تھوڑے لوگوں کے خلاف مری ہیں۔

۳۔ مخاطبین کثیر نے الہدایہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۱ میں صفحہ کثیر پر لغام انسانی کے حوالے سے روایت تعلیق نقل کر کے لکھا ہے کہ تقریباً انسانی من کا دائرہ یعنی ولایت نما کو اسس دائرے سے بڑا کر کے میں حاصل انسانی حقوق ہیں اور کوئی دوسرا حیوان اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

۳۔ مولانا اسماعیل العلوم (عبد العلی) مکتبہ النور کے شرح مسلم اشہوت میں روایت فقہین

کی تشریحات کرتے ہوئے صراحتہ کر دی ہے کہ:

ورد هذا الحديث من أدي واجد بالفاظ شتى ولا يدري

الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هي، ثم

أنه خبر الواحد لا يستطیع معارضة القاطع إلا

وشرح مسلم اشہوت کامل کمالی محلی فہم نو کثور کھٹو منفرہ، و بحث الاصل انما الالباح

یعنی یہ روایت ثقیلین ایک راوی سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے یہ معلوم

نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ کیا ہیں پھر یہ خبر واحد ہے۔ جو

قطعی و ثبوتی کے معارضہ و مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی، تاہم

اکابر علماء کی ان تصریحات کے بعد نہایت دوستانہ کے دھونسے تو اتار کی طرف

توجہ کیجئے۔ کہ ان کتب و دستے سے اشتباہ پیدا ہوا، تو اتار تو ایک طرف، رام یہاں تو

شہرت بھی عام ہے صرف خبر واحد اور غریب پہاڑ ہے یعنی انتہائی غریب ہے اور

ساتھ ساتھ ہی مستند علماء کے اس خبر کو ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے قبل

کے ساتھ ہی بحث کے آخر میں اس حوالے سے پوری عبارت درج کر دی ہے۔

رجوع فرما کر دوبارہ غلط فہمی فرمائی جائے، اللہ اعلم بحکمہ ہی، شک و شبہ روایت قرار دینے کر

اپنی صحیح بخاری میں درج ہی نہیں فرمائی،

روایت ثقیلین اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ لابن اثیر البحر بی حوالہ ۶۳۰

(عزیزانِ حق! میں نے محمد بن عبد کرم البحر بی المعروف ابن اثیر حیدری)

وردی عنہ ایضاً انہ قال قال خطیبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما لم یحفظہ فقال انما اولی بکم من انفسکم قالوا

بہن یا رسول اللہ قال انما اولی بکم من انفسکم من انفسکم من العشر ان

روى حذرقى قال الترمذى عا عبد الله بن حذطب لم يدر له

البري صلى الله عليه وسلم (مسند الإمام أبي هريرة رضي الله عنه ج ٢ ص ٢٢٢)

پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ ابن اثیر جندی نے اسد الغامہ میں دو جگہ اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ اول امام سنن کے تذکرہ میں زید بن ارقم سے منقول ہے۔

(صلى الله عليه وسلم) بعد الصلاة طبع طهران

ہے کہ امام ترمذی صفحہ ۲۰ جلد دوم باب من کتاب شیخین میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن خطاب لم
 یرکب ابیہی علی اللہ علیہ وسلم۔ نیز ہوا تکتف بھی ذکر کیا ہے کہ بعض محدثین کے نزدیک اس
 عبد اللہ کے والد خطاب سے اصل روایت مروی ہے۔ وہ خطاب سمواں ہے۔ بعض
 کہتے ہیں کہ عبد اللہ اور خطاب کے درمیان خطاب واقع ہے ہر ایک عبد اللہ کا والد ہے اور
 خطاب کا پیشا ہے پس صحبت نبویؐ خطاب کے لیے ہے نہ کہ عبد اللہ کے لیے پس ان
 ہتکافات کی بنا پر خطاب بن عبد اللہ کی روایت میں اضطراب و شکست موجد ہے۔
 (اصابہ صحابہ صفحہ ۲۰ جلد ۲ و ترمذی صفحہ ۲۰)

(۳)

خطاب بن عبد اللہ بن خطاب۔

۱۔ الخطاب بن عبد اللہ انظر من صدوق کثیر الارسل والحدیث لیس

(تقریب صفحہ ۲۰ ج ۲ و ج ۲)

۲۔ ترمذی میں ہے،

قال ابو محمد بن اسماعیل البخاری لا اعرف الخطاب بن

عبد اللہ سمواں احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الا قولہ حدیث بن شہد خطیبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وسمعت عبد اللہ بن عبد الرحمن یقول لا اعرف الخطاب

سمواں احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترمذی صفحہ ۲۰ جلد دوم باب لیاء لی من قرأ قرآن من القرآن من الاجر)

۳۔ قال ابن سعد کان کثیر الحدیث و لیس یخرج بعدہ لا یروى

کثیرا و لیس له لقاء عامة اصحابہ یدلسون۔ (تقریب صفحہ ۲۰ ج ۲)

ان ہر دو حدیث بات ۱۰ کا تہ صریح ہے کہ یہ شخص بہت دلس میں کرتا ہے اور مرسل
 روایت لکھا ہے صحابہ سے اس کا لقاء و ہتکافات نہیں ہے۔ کثیر الحدیث ہے لیکن اس

کی صورت کے ساتھ احتجاج کرنا، (دلیل دینا) ٹھیک نہیں ہے۔

۳..... ہوویریل عن کبار الصحابة کالی مونی و خائفة قال ابو جعفر

درامه احاطه شده و اسبیل. ... قال ابن سعد حکایتی از عهد یثرب و

ليس يحتاج بعد يشام؟ (میزان الاحتمال صفر، اجله ثالث)

۵۔ اہل شیرازی نے اس روایت کی سند تکمیل نہیں کر سکی تھی جو کچھ حدیث

مناہک کا تھما اس کے متعلقات درج کئے گئے۔ مگر مکمل سند قیصر ہو جاتی تھو اور

سفر میں صاحب مقامات بھی پسند کرتے ہیں کہ ادھوری سندھ بھی

کامیاب ہو گا۔

تقریباً دو سو روایت صحیحہ و اربعین منقطبہ و اربعین طبرانی کے حوالے سے سید طوسی نے ۲۰ سال

سورۃ الحجۃ میں مذکور ہے کہ جسے اس کا روزہ عطا ہو گا وہ خود اپنے احوال سے واضح ہے

(۱۲) مہاراجہ کے عہد کے لئے ملک جواہر کی حاجت نہیں ہے۔

روایت ثقیلین فی کتاب المختارة للفضیل المقدسی

أبى علي بن محمد بن عبد الواحد السعدي المقدسي.

المرجعة الشفاء في المختارة من طريق سلمة بن كهيل

عن أبي الطفيل عن زييد بن أرقم (عنه) (عنه) (عنه)

طہرائی کیسے کرے؟ اسانید میں یہ بحث اچھی گونج چکی ہے۔ مگر سلسلہ کی کبھی کبھی کس درجہ اور

کمر نوح سکے داوی ہیں۔ اللہ قبول روایت ادا کا مستند خود بخود صاف ہے کسی

کہ اجماعت غیر ہے؟ یعنی سترہ کی کیل شیعہ بزرگ ہیں۔ عاقلانہ ابن حجر کے تفسیر پر

علاقہ شیعہ و اہل علم و فکر کے واسطے ممتاز و صحیفہ مسئلہ میں ان کی روایت کیسے قبول

برکت ہے

سید محمد حسین علی کے متعلق مہجور طوائف کی تحریر کے استاد مسعود کی بحث میں حافظ ابن حجر

یہاں حوالہ مکمل جہالت کے ساتھ درج ہو چکا ہے۔

تنبیہ: افاضل متوسی متوفی سلسلہ سے روایات کے لیے یہ صاحب تحریر نہیں ہے دوسرے محدثین سے نقل ہے۔ غالب خیال یہی ہے مگر مندرجہ بالا تذکرہ استاد لسانی کی جمع کیر سے منقول ہے اس بارہ سے اسناد کے بھی عدم قبول روایت کے لئے جہت لی گیا۔

اسناد از کتاب تذکرۃ النحواص لسیط ابن جوزی

(متوفی ۷۵۲ھ)

سیط ابن جوزی کے "تذکرۃ النحواص" میں یہ روایت نقلین و مستندوں کے ساتھ منقول ہے۔ یہ روایت نقل کر کے ان کا متعلقہ کلام پیش خدمت کیا جائے گا۔ لیکن اس سے قبل ناظرین حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ "تذکرۃ النحواص" سیط ابن جوزی صاحب کی تالیف ہے۔ ان کی کنیت ابو النضر ہے۔ نام یوسف بن فراد علی ہے۔ مشہور عالم و ماہر لغت ابن جوزی کے دست زدہ ہیں اور نحواص شیخ بزرگ ہیں اعدان کی یہ تصنیف بھی شیخ مسک کی تائید و تقویت کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ اس کا میں منظر معلوم کر کے بہدایہم یہ روایت اسناد بلنظم درج کرتے ہیں۔

روایت اول

قَالَ أَحْمَدُ فِي الْفَتْحِ إِلَى سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ عَمْرِو بْنِ حَفْصَةَ أَنَّ أَسْرَاءَ بَنِي
مُرَّةَ بْنِ مُؤَيَّةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ لَقِيتُ دُرَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ
فَقُلْتُ لَهُ هَلْ وَجَّهْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ وَأَحَدُهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْآخِرِ قَالَ نَعَمْ
سَمِعْتُ يَقُولُ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَحَبُّهُمَا إِلَيَّ مِنْهُمَا

بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَجَنَّتْ فِي أَهْلِ سَبِيحِي أَلَا ائْتَمَلُ لِي تَبَعًا
 حَتَّى يَرَوْا عَلَى الْحَوْضِ أَلَا فَاَنْظُرُوا أَكَيْفَ تَخْلَعُونَ فِيهِ هَمَلًا
 (تذکرۃ الخوگس، ص ۳۳۲ باب الثانی منہ سیرہ علیہ علیہ السلام)

(۱)

واضح ہو کہ سید محمد کے لئے اس روایت کو اپنی جانب سے اضافہ کر کے نقل کیا ہے
 پہل روایت امام احمد کے ساتھ اجماعاً اس قدر مروی ہے کہ
 عن علی بن ربیعۃ قال لقیۃ زید بن ارقم وهو داخل
 علی المختار او خارج من عندہ فقلت له اسمعت من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غارک فیکبر التعلیل قال نعم
 ہم نے امام احمد کی یہ روایت مستند احمد جلد چہارم مشدات زید بن ارقم میں نقل
 کر لی ہے۔ وہاں روایت لفظ اسی قدر ہے یعنی نقل نعم کہتے ہیں اس میں تعلیل کی تشکیک
 ندارد ہے۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۲۲ میں سید نے اس کو چھپا کر ان خود سے کیا ہے۔
 جیسا کہ ان لوگوں کی اضافہ کرنے کی عادت تھی ہے اور اس جمل روایت کی تشریح
 ہم نے اس سے قبل امام احمد کے مستند کی روایات میں بقدر ضرورت دیکھ کر ہی
 ہے۔ رجوع کر لیا جائے۔

(۲)

ظاہر ہے کہ امام احمد واضح ہو کہ شیعیت کا خاص حامی اور بڑا شخص شیعہ صاحب
 کتاب تاریخ الموعود ہے اس لئے بھی جہاں تعلیم کی روایات جمع کر کے ایک خاص
 فصل میں پیش کی ہیں۔ وہاں اس روایت جگہ مشدات کو لکھ کر روایت
 مستند سے اسی طرح جمل نقل کیا ہے۔ وہاں یہ تعلیل جو سید ابن جوزی نے از خود لکھی
 ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ گویا بدیہی بات کی تائید ایک خاص تشیع عالم سے پائی گئی۔

(۳)

عیسوی گذارشیں یہ ہے کہ اگر ہم روایت پہلا کو ٹھیک تسلیم کر لیں پھر بھی ان دو محلے داروں کے عقیدے کے لیے منید نہیں ہے۔ اس لیے حضرت کے ساتھ تسک کرنے کا اور وجوب اطاعت کا حکم یہاں مضبوط ہے جیسا کہ ہم نے اس مضموم کو متعدد بار واضح کیا ہے۔ ظلماتِ دلیل اپنے اثبات و حوث کے حق میں مجمل ہے واضح نہیں جو دلیل واضح طور پر اپنے مدعی کو ثابت ذکر کے تو وہاں تقریب تمام نہیں ہوتی۔

روایت دوم

أَعْبَدْنَا عَالِيَهُ الْوَقَابِ الْأَنْبَاءِ عَنْ مُعْتَدِيهِ الْمُنَظَرِ عَنْ مُحْتَمٍ
بِالْعَيْنِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْقَيْسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْقَيْسِ عَنْ أَنَسِ
الْحُلُمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
عَنِ الْأَنْبَاءِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْقَيْسِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْكِتَابُ
مَنْ أَخَذَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَبِعَمَلِي أَهْلُ بَيْتِي:

(تذکرۃ الامامین علیہ السلام)

اب اس اسناد کی طرف توجہ کیجیے اس میں متعدد لوگ مجروح ہیں اور شدید بزرگوں سے یہ اسناد معلوم ہے۔ ہم صرف چار دوستوں کا ذکر کرنا تفصیل سے نقل کرنا چاہتے ہیں قارئین باتیں منسناد جائزہ لگا کر قبول روایت یا عدم قبول کا فیصلہ فرما سکیں گے مزید کسی تصریح کی احتیاج نہ ہوگی۔

محمد بن المنظف

(۱) مُعْتَدِيهِ الْمُنَظَرِ... قَالَ الْأَبَا جَعْفَرٍ وَنَسَبَهُ طَاهِرٌ.

(میزان الاعتدال ذہبی صفحہ ۳۸ جلد ۳)

(۲) مُعْتَدِلُ الْمُظْهِرِ... إِنَّ أَبَا الْوَلِيدِ النَّبَاطِيَّ قَالَ فِيهِ

(سان المیزان صفحہ ۳۸۲ تا ۳۸۵)

تَشْيِيعُ ظَاهِرٍ... ہر دو عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو الولید ابی جی کہتے ہیں کہ محمد بن مظفر میں

تشییع ظاہر یا ہے۔

دوسرا بزرگ عبد اللہ بن مابہر ہے اس کی تفسیرات میں بھی سان المیزان مستفاد ہے و

میزان قدوسی سے ملتی باقی ہیں۔

عبد اللہ بن داہر

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاهِرٍ الْهَرَمِيُّ الشَّافِعِيُّ الْأَنْدَلُسِيُّ... قَالَ أَعْمَدُ

وَرِيعِي لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ وَمَا يَكْتَسِبُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاهِرٍ

خَيْرٌ وَقَالَ الْعَيْلِيُّ رَأَيْتُ خَيْرٌ... قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

عَلَانَةً مَا يَرَى وَيُلْقِي فِي فَضَائِلِ عِلْمٍ وَهُوَ مَشْهُورٌ فِي ذَلِكَ؟

{ میزان الاحتمال فی ہی صفحہ ۳۵ جلد دوم
سان المیزان مستفاد صفحہ ۳۸۲ تا ۳۸۵ جلد ۳ }

مطلب یہ ہے کہ امام محمد ربیع بن سعید نے کہا ہے کہ یہ شخص کوئی شی نہیں
ہے اور کہا ہے جس انسان میں کچھ بھی خیر ہے وہ اس کی رعایت نہیں لگے گا یعنی
نہ کہے کہ کمر قسم کارا لٹھی ہے..... ابن عدی کہتے ہیں کہ فضائل علی میں حمزہ و ابی
یہ شخص لانا ہے ان میں اس شخص پر وضع کی تسمت ہے۔

عبد اللہ بن عبد القدوس

تیسرا بزرگ عبد اللہ بن عبد القدوس ہے اس کے کوائف ذیل میں درج ہیں:

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَدُوسِ الْكُوفِيِّ رَأَيْتُ... قَالَ يَحْيَى

لَيْسَ بِشَيْءٍ رَافِضٍ خَبِيرٌ... قَالَ النَّارُ قَطِيعٌ مَشِيعٌ

(بخاری، ہی، ص ۳۳۳، جلد دوم)

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ... رَأَى بِالنَّارِ رَافِضٍ

وَصَحَّاحٌ أَيْضًا يُعْطَى... (تقریب التذریب، ص ۳۳۳)

(۳) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ... رَأَى بِالنَّارِ رَافِضٍ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ رَافِضٍ خَبِيرٌ... قَالَ مُحَمَّدٌ

تَبَيَّنَ أَنَّ الْحَقَّالَ لَوْ يَكُنْ بِشَيْءٍ... قَالَ أَبُوهُ أَوْ مَشِيعٌ

الْحَبِيرُ لَوْ كَانَ فِي النَّارِ كَقَوْلِهِ... (تقریب التذریب، ص ۳۳۳، جلد دوم)

ہر سر مندرجات کا حاصل یہ ہے کہ یہی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عبد القادر باب حدیث میں کوئی شئی نہیں ہے۔ سخت قسم کا رافضی ہے۔ اور دار قطنی کہے اس کو ضعیف کہ ہے رافضی کے منسوب ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث میں طحا کرتا ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ رافضی ہے اور کہہ بھی نہیں ہے اور ابی مران نے بھی یہی کہ ہے اور اؤد نے اس کو ضعیف الحدیث کہ ہے اور رافضی شمار کیا ہے۔

عطیہ عوفی

چوتھا بزرگ عطیہ عوفی ہے اس کی تشبیہ متعدد بار گزر چکی ہے۔ حقیقت ابن سعد کی سند کے تحت اس کو دوبارہ ملاحظہ کر لیا جائے اس نے اپنے شیخ محمد بن اسماعیل کی سند سے اس نوعیت کی روایات پھیلانے کی ہیں اور امام ابوسعید خدری ہی بخاریہ کہ ہے۔ یہ جملہ مرید ہے۔

تنبیہ ہمارا (۱) سبط ابن جوزی نے اس باب ثانی عشر میں لکھا نا ابراہیم بن ابن جوزی پر طعن و اعتراض بھی کیا ہے مگر اس بزرگ کو اپنی حقیقتات کی خبر نہیں ہے۔ کہ کہاں تک صحیح ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ اندر جہ فی سلسلہ یعنی حدیث

تعلین کو امام داؤد نے اپنے منہ میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ منہ الی والد میں یہ روایت ثقلین و کتاب اللہ و حضرت یا اہل بیت) والی موجود نہیں ہیں۔ شمس العلماء کو میرا مشورہ ہے کہ وہ بہت کر کے اپنے ہم مسک کی تائید کرتے ہوتے اس کا یہ حوالہ سچا کر کے دیکھ لیں۔

۲۔ سبط ابن جوزی کا مختصر سا اجمالی تذکرہ ہم اس بحث کے آخر میں بھی بطور ملحوظہ ذیل میں دے چکے ہیں۔

سبط ابن جوزی کا اجمالی تذکرہ (المولود ۵۸۱ھ المتوفی ذوالحجہ ۶۵۴ھ)

(۱)

اس کا نام یحییٰ بن فرقل ہے۔ ابوہریرہ نظر کنیت ہے اقب شمس الدین ہے۔ مشہور علامہ ابن جوزی کی لڑکی کا بیٹا ہے یعنی ابن بہت ابن جوزی ہے۔

(۲)

اپنے نانا کی صحبت و تاثیرات کی وجہ سے پہلے حبشی مسک لکھتا تھا بعد میں موصل و دمشق کے علماء و شیخ جمال الدین محمود الحسینی حنفی و حنفیہ کے استفادہ کیا تو حنفی مسک اختیار کر لیا نیز سلطان صلاح الدین ایوبی کے برادر زادہ ملک معظم حبشی کے دربار میں اس کی آمد و رفت پیدا ہو گئی تو اس ملک کے مسک حنفی کو قبول کر لیا۔
ذاریع ابن خلکان ص ۲۵۔ جلد ثانی، افرانہ البیہ مولانا عکروی ص ۱۹۹ ج ۱ (تذکرہ شافعیہ)

(۳)

پھر اس سبط ابن جوزی نے حنفی مسک کی تائید میں کئی تصانیف حنفی کی جن میں جلدوں میں ایک تفسیر قرآن مجید بھی ہے۔ امام محمد کی جامع کیسے کی ایک مختصصہ شرح بھی ہے۔ امام ابو حنیفہ کے مناقب میں ایک جلد تصنیف کیا ہے اور تاریخ و

ان کی روایت ہم پر محبت نہیں ہیں نہ ہی ان پر ہم کو اعتماد ہے کئی جعلی شیعہ کتب تیار کر کے چھوڑ دیتے ہیں فلسفہ ناظرین کرام ان کے اقوال کو سوچ بچا سکے بعد تسلیم کریں اور وہ بھی پوری جرح و قدر کے بعد اگر مجبور علماء اہل سنت کے موافق کوئی چیز بیان کریں وہ قابل تسلیم ہوگی ورنہ نہیں۔

تنبیہ چہ۔ اہل علم کی اطلاع کے لیے ذکر کیا جاتا ہے کہ سبط ابن جوزی کی کئی روایات ہماری کتابوں میں ملتی رہتی ہیں جن علماء کو اس کے مسلک کا علم نہیں تھا انہوں نے اس کی روایات سمیٹے اس وجہ سے کہ وہ صحیح کہلی ہیں چنانچہ ایک روایت یہ تو حلیہ جلد دوم صفحہ ۴۰ پر سبط ابن جوزی کی کتاب سے مشغول ہو کر درج ہے۔ اس میں فاروقی اعظم پر طعن ہے کہ مقتصد ہے کہ صدیق اکبر نے ایک وثیقہ (ترجمہ) سیدہ فاطمہ کو لکھا کہ آپ کے بارے میں لکھنا مگر وہ رقم کرنے حضرت فاطمہ سے چھین کر چاک کر دیا شیعہ روایات منظر اول میں مظاہر فاروقی میں ہماری کتب سے پیش کرتے ہیں اور حقیقتہً اس کے برعکس ہے روایت ان کے ہی آدمی کی سند سے رواست ہے ہم یہ لازم قائم کرنے کا کیا مطلب ہے پراسر وہ جو کہ ہادی ہے اور جعل سازی ہے اہل علم ان فریبوں سے ہوشیار رہیں اور اس قسم کی بے سرو پا روایات کو بغیر تحقیق کے پر گز نہیں کریں۔

روایت تقلیدین از کتاب کفایت الطالب

(شیخ ابی عبد اللہ محمد بن یوسف الکلبی المتوفی ۳۳۷ھ)
حکایت اول در میان حسین الحنفی جلد اول صفحہ ۱۳۰ میں ذکر کیا ہے کہ شیخ کلبی موصوف نے اس روایت تقلیدین کو اپنی کتاب کفایت الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب میں تحریر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

آخرہ سلسلہ فی صحیحہ صحابہ الخ وینا رواہ ابوہ القاد و اسہ
مرجوع فی کتابہما

یعنی حدیث ثقلین کو مسلم نے اپنے صحیح میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے تحریر کیا اور
ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ یہاں ظہری کو
کی خدمت میں چند نگہداشت تھیں۔

(۱)

اول یک صاحب جو قات "مذکور نے شیخ کنی کا پورا اسناد نقل نہیں کیا جس سے
صحت و سقم روایت کا تحیک اندازہ ہو سکتا کتاب کفایت الطالب خود میر نہیں ہو سکی
ابن شریح کنی کے کچھ تعلقات حسب قوس دستیاب ہو گئے ہیں وہ ان کے مسک کی وضاحت
کے لیے بشرط انصاف کافی وافی ہیں مزید کسی جواب کی حاجت ہی نہیں۔ چونکہ میر جلد
حسین صاحب جو قات نے مذکور کتاب "کفایت الطالب" سے بہت کچھ مواد پیش
کیا ہے تاہم یہی خود ہی معلوم ہوا کہ شیخ کنی مذکور کا مسک واضح کیا جائے فی الحال
مندرجہ ذیل حوالہ جات سے حوالہ دستیاب ہوا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ ان حوالہ
جات سے ان کا مقام اور ان کا مسک بالکل حیاں ہو گیا ہے۔

۱۔ نور الدین یسار و الشیخ المؤمن الشیخی (یہ مذکور ہے کہ قال الشیخ
ابو عبد اللہ محمد بن یوسف النکعی فی کتابہ "اللبیان فی
اخبار صاحب الزمان" مع الأدلة علی کون المہدی منیا قریبا
یعتقظ یومہ الی الابد و انہ لا امتناع فی بقاءہ بعد
علی بن مریم و العنصر و الیاس من اولیاء اللہ تعالیٰ
و بقاء الامور الرجال بہ و ابلیس اللعین من
اعداء اللہ تعالیٰ الخ

یعنی شیخ کنی نے امام مہدی کی حیات کے اثبات میں ایک کتاب بنام "البیان فی خبر
صاحب الزمان" لکھی۔ اس میں پہلے کے قات ہونے کے بعد کا حال مذکور ہے۔ یہ وفاق ذکر کئے
ہیں کہ اسے کہ عیسیٰ علیہ السلام باقی ہیں خضر اور ایساں اللہ کے دوست اہل قرآن اور

فی الدولۃ الاسلامیۃ و الفیاریۃ (۱) (رجال الفریضۃ)

یعنی محمد بن یحییٰ سنی ۲۷ رمضان ۳۵۷ھ میں "جامع فخر" میں قتل کر دیا گیا۔ یہ حدیث دفعہ کا بڑا عالم تھا۔ لیکن رافضیوں کے مذہب کی طرف راجح تھا۔ رافضیوں کے اطراف کے موافق اس نے کثرت میں بھی ہیں ان کتابوں کے ذریعہ رافضی رئیسوں امیروں کا مقرب بنا ہوا تھا خواہ وہ رئیس دولت اسلامی میں تھے یا دولت ناماری سے تعلق رکھتے تھے۔

یاد ہے کہ اس قدر مسلک کی وضاحت اور تصریحات کے بعد مزید جملہ کے جواب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بزرگ کئی صاحب مسلک ہیں السنۃ کے برخلاف اپنے مروجات اور نظریات رکھتے ہیں رافضیوں کے مذہب کے دل وادہ ہیں ان کی رعایات ہم پر کیسے محبت ہو سکتی ہیں؟

(۲)

نیز گزارش ہے کہ شیخ گنجی کے حوالے سے صاحب جملہات نے روایت ثقلین کا سنن ابی داؤد اور سنن ابی ماجہ میں بھی موجود ہونا ذکر کیا ہے۔ ہماری جستجو کے پیش نظر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ بیشتر حوالہ جات کی خاطر اضافہ کر دیا گیا ہے۔ "صحاح ستہ" میں سے صرف صحیح مسلم شریف اور جامع ترمذی میں یہ روایت ثقلین موجود ہے۔ باقی چھ کتب صحاح میں ہیں تلاش کے باوجود وہیں نظر آئی۔ صحیح مسلم کی سند اصل صحیح اور از حدیث قواعد درست ہے اور ترمذی کی سند نیز صحیح ہے جیسا کہ ہم نے قبل ازیں ہر ایک کی بحث اپنے اپنے موقع پر ذکر کر دی ہے۔ تسلی کی خاطر وہ بارہ ملاحظہ فرمائی جائے۔

اگر دعویٰ محبت کرنے والے علماء و حکیم فرما کر روایت ثقلین کو سنن ابی داؤد بہت سی و سنن ابی ماجہ قزوینی ہر دو کتب سے تلاش کے ہیں مطلع فرما دیں تو بڑی نوازش ہوگی اول صحیح سند کے تحت روایت مل گئی تو تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

میسوت و دیگر شیعی اکابر علماء پر بڑا اثر حاصل ہوا کہ ان کے پیشے پیشے مشاہیر
مستہدیل علم بھی دروغ گوئی اور کذب بیانی سے نہیں بچ سکتے اور اس قسم کی غلط بیانیوں
کے اپنے تا بیانات اور تصانیف کا جرم بڑھایا کرتے ہیں۔ (فیاض)

تنبیہ المودۃ کی روایات کی تحقیق

(مسند تالیف ۱۲۹۱ھ)

کتاب تنبیہ المودۃ کی مستدرج روایات متعلقہ نقیض کے جراثیم سے قبل
ہم چاہتے ہیں کہ خود اس تصنیف اور صاحب تصنیف کے متعلق کچھ گزارشات پیش
اے۔ اس وقت حضرت کی خدمت میں واضح کردیں۔ ہر مسئلہ کے کچھ لوگوں نے اس
کتاب کو اور اس کے مصنف کو جلیں پھینکا وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور اسے لائق
احقاد سمجھتے ہیں۔

۱۔ کتاب کا مکمل نام اس طرح ہے تنبیہ المودۃ للذی اتقوا من اہل العیال اور
اس کے مرتب کا نام شیخان بن ابراہیم المعروف "خواجہ گل" ابن محمد معروف
المشہر بابا خواجہ ابن ابراہیم بن محمد معروف ابن ابی شیخ السید جرسونی الباقی البیہنی
ابن علی القندوزی شیخ سلیمان قندوزی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور
اس تصنیف کے انتقام پر کھاسے کے دم بھرائے و غصہ کا یہ قدر تلخ المودۃ للذی
القرنی من اہل العیال۔

وقت الضحیٰ یوم الاثنين اليوم التاسع من شهر

ربیعان سنة الف و مائتین و احدى و تسعين

(ربیع صفر ۱۰۶۰ ہجری ۲۴ مئی ۱۶۴۸ء)

(۲)

جہاں کے سامنے ہر نسخہ تنبیہ المودۃ ہے۔ وہ طبع ثانی سیرت کے "مکتبہ النور"

کا مطبوعہ ہے یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ جب تک اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور ہمارے پاس نہیں ہو سکتی تھی تو ہم اس کے حوالہ جات سے مرعوب تھے بلکہ پریشان تھے۔ مخالف حضرات ہمیشہ اس کو اہل سنت کی معتبر کتاب قرار دے کر پیش کیا کرتے تھے مطالعہ کتاب کے بعد جو کچھ تاثرات ہم نے اخذ کئے ہیں ان سے ہم انگریز کلام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

اولاً

مصنف نے سلسلہ یعنی تیرہویں صدی میں یہ فضائل و مناقب کی کتاب مرتب کی ہے۔ فضائل و مناقب کی کتب (شیعہ کی مرتب شدہ ہیں یا اہل سنت کی) سب سے اس نے مواد دیا کیا ہے بعض خاص کتب تو خاص شیعہ نوہن کی یا اہل سنت سے سب سے شمار مواد حاصل کئے اس نے اپنی تصنیف مرتب کی ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نام شمار میں لائے جاتے ہیں۔ مثلاً کتاب تنظیم بن قیس السداتی کتاب المواعظ لابن حنبلہ کتاب قتیل اہل سنت (نویسندہ یحییٰ) کتاب التبیان فی شرح محمد بن علی بن حسین۔ کتاب المناقب لاصحاب خوارزم و کتاب التبیان فی اخبار صاحب الزمان شیخ محمد بن یوسف نجفی و کتاب کشف الغمہ شیخ علی بن علی الطوسی و غیرہ۔ یہ کتابیں تو خاص شیعہ مسلک کی ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں سے (جہاں فضائل و مناقب کی ہر قسم کی روایات پائی جاتی ہیں) انہوں نے اس تصنیف کو مدد کیا ہے۔ صیح چیز صیح و قوی الضعیف و مشکوٰۃ و موضوع ہر درجہ کی روایات کا یہ کتاب ایک کھنڈل ہے اور رابطہ دریا بس روایات کا ذخیرہ ہے۔

ثانیاً

یہ عرض کرنا ہے کہ صاحب کتاب (شیخ الموعدۃ) کے خیالات کس قسم کے ہیں؟ مطالعہ کتاب سے معلوم ہوگا کہ یہ مندرجہ ذیل مقدمات کے حامل ہیں۔

(۱)

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۱۲ ائمہ "ومی" منقصر ض الطاعت ہیں جن میں سے اول ومی علی المرتضیٰ ہیں۔ آخر ومی محمد مدنی ہیں اور یہ آخری ومی (مدنی) اہل بیت کے مخالفین سے قتال کر کے جلائے گا۔ اس مدنی کو ثابت کرنے کے لیے اس کے بڑے ثالث میں ایک مستقل باب (باب اثبات والتسوی) مرتب کیا ہے وہاں وفاق و جزم خود پیش کئے ہیں۔

(۲)

یہ کہ محمد مدنی امام حسن عسکری کا بلا واسطہ بیٹا ہے اس مطلب کے لیے بھی انھوں نے ایک مستقل باب مقرر کیا ہے مرقی باب اساس والٹائون (۸۲) جزہ ثالث اس باب میں حوالہ جات پیش کئے گئے جو ہم قریش مدنی کو والد حسن عسکری بلا واسطہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔

(۳)

یہ ہے کہ مدنی پیدا ہونے کے بعد اپنی زندگی میں غائب ہو گئے اور شیوہ تہہ کے بعد بھی بعض خواص لوگوں سے ملاقات کی ہوئی رہتی ہے اور ان کے بارہ عدد خواص وکیل ہیں ان کے نام فرداً فرداً ذکر کئے ہیں، جو شیوہ تہہ صغریٰ میں مدنی سے ملتے ہیں۔ اس چیز کے لیے انھوں نے ایک علیحدہ باب یاد کیا ہے۔ یہ باب اثبات والتائون (۸۳) جزہ ثالث میں ہے۔

تاکثری کر امام بن منہجیات مظلوم کرنے کے بعد خود فیصد کر سکتے ہیں کہ یہ خیالات نظریات اہل سنت حضرات کے ہیں یا شیعوہ لوگوں کے عقائد ہیں یہ کوئی متعلق بات اور معترض نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آ سکے صاحب کتاب کا مسلک شیعہ ہے اور مخالف شیعہ نظریات کے حامل ہیں اگر یہ اصول نے اپنی تصنیف میں اپنے مسلک کو صرف محب المہدیت ظاہر کیا ہے شیعوہ کو ظاہر نہیں کیا۔ یہ تفسیر شریف تو پرنا حشر ہے جس

نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ اس کے سوا حق اس تصنیف کی مہم بھی سہی گئی ہے
بنائیں رعایت قواعد و ضوابط اہل ہنست کے بغیر اس تصنیف کی روایات پر اعتماد کرنا
ہرگز درست نہیں۔

ان گزارشات کے بعد ہم ان روایاتِ ثعلبیں کی طرف دوتے غنی پہنچتے ہیں۔
جن کو صاحبِ ینا بیچ نے بڑی گوشمالی سے مدون کیا ہے اور کتابِ ہذا جز اول میں
ایک مستقل باب راجع مقرر کیا ہے اس باب راجع میں اگرچہ اور روایاتِ ضعیفہ ثعلبی
(مثلاً حدیث سفینہ نوح و حدیث غدیر و غیرہ) بھی جمع کی ہیں مگر خاص "روایاتِ ثعلبیں"
کو بڑی سعی و محنت سے مرتب کیا ہے۔

اولاً یہ واضح ہو کہ اس باب راجع میں جو روایات مستحکم ثعلبیں کے متعلق منقول
مندی ہیں صرف ان کے متعلق مناسب حال کلام کیا جائے گا۔ باب کی کام روایات
سے کوئی سروکار نہیں۔

ثانیاً یہ معلوم ہو کہ اس باب میں کثرت سے روایاتِ ثعلبیں ترجیح دہی
مندی ہیں جن کا ہم قبل ان میں جواب مرتب کر چکے ہیں مثلاً روایتِ مسلم شریف و
روایتِ ترمذی شریف و مستد احمد کی روایات۔ حکیم ترمذی نوادر الاصول کی روایت
ثعلبی کی روایتِ ابنِ ابی شیبہ کی روایات، خطیب نوادر اربع کی روایتِ طبرانی کے معجم
کی روایات۔ ابو یعلیٰ موصلی کی روایات۔ اسحق بن راہویہ کی روایت۔ الضیاء المقدسی کی
روایت و غیرہ و غیرہ۔ ان سب کا جواب دیا جا چکا ہے البتہ بتایا روایات جو قابلِ جواب
ہیں ان کا جواب عرض کرنا مخصوص ہے اور پھر بعض ایسی روایات بھی جمع کی ہوئی ہیں جن کا
حق و قصود (یعنی کتابِ عزتِ بزد کے ساتھ تسک کا واجب ہونا) سے کچھ مسائل نہیں
تکثیر مواد کی خاطر ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ اب اس باب میں جو قابلِ جواب "ثعلبیں" کے
متعلق روایات جمع ہو سکتی ہیں ان کا ذکر کے جواب پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔
ترتیب دارانِ کام روایات کو کچھ نقل کر دیا ہے اس کے بعد جواب بہ ترتیب عرض کیا جائیگا۔

سليم بن قيس البجلي کی روایات

(۱) عن سليم بن قيس البجلي قال بينا أنا وبينش بن المعتمر بمكة إذ قام أبو ذؤيب الخثعمي فقام بالكعبة فقال من عني فقد عرفني فمعي أبو ذؤيب فانا جند به بين جندة ابن ذوق قال أيها الناس أفي مصعب بن بكر بن عبد الله عليه وسلم يقول مثل أهل بيتي فيكون مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تركها هلك ويقول أفي تارك فيكون ما إن تمسكت به لن تضلوا كتاب الله وعترتي ولن يفترقا حتى يرد علي الحوض؟ (تاريخ الخلفاء ص ۱۰۱ باب الرابع طبع بيروت)

(۲) وفي المطابق في كتابه سليم بن قيس قال علي عليه السلام إن الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرفته علي ما كنتم اتصوني في مسجد خيبر ويوم الغدير ويوم تبين في خطبتكم علي المنبر أيها الناس أفي تركت في حكم الثقلين لن تضلوا ما تمسكتوا بهما الا حكم منتهما كتاب الله ولا صغر حتى في أهل بيتي وإن الطلعت الغبير عهدا في انهما لن يفترقا حتى يرد علي الحوض كهاتين أشار بالسبابتين ولا إن أحدهما أقدم من الآخر فحكموا بهما لن تضلوا ولا تقدموا منهم ولا تضلوا عنهم ولا تعلموا هو فانهما أعلم منكرو (تاريخ الخلفاء ص ۱۰۱ باب الرابع)

حقاً پیدا علی الخوض: (بیایج المودة مشاء اول)

(۳)

و اخرج ابن عقدة من طريق **علی المرتضیٰ و ابورافع مولى**

سعد بن طارق عن الامام
بن شامة عن علي وعنه ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما قلته ايها الناس اني تركت فيكم الثقلين النفل الاكبر
والثقل الاصغر فاما الاكبر فهو عيل فبيده الله طرفوا والطرف
الآخر بايد يكم وهو كتاب الله ان تمسكتم به لن تمسوا
ولو تشدوا ايده او اما الاصغر فعمرك اهل بيتي الا...

(بیایج المودة علی بطراول باب رابع)

(۴)

و اخرج ابن عقدة من طريق محمد بن عبد الله
ابوهريرة عن ابی رافع عن ابيه عن جده وعنه ابی هريرة

ما قلته اني خلعت فيكم الثقلين اب تمسكتم بهما لن تمسوا
ايدها كتاب الله وعمرك اهل بيتي ولو تشدوا فاحضروا

علی الخوض: (بیایج المودة مشاء اول)

(۵)

و اخرج ابن عقدة من طريق عروة بن حبان عن
حضرت فاطمة

فاطمة الزهراء قالت سمعت ابی علی الله عليه
وسلم يقول في يوم من الايام اني خلعت فيكم الثقلين النفل الاكبر
والثقل الاصغر فاما الاكبر فهو عيل فبيده الله طرفوا والطرف
الآخر بايد يكم وهو كتاب الله ان تمسكتم به لن تمسوا ولو تشدوا فاحضروا

واعتزلی اهل بیتی شد اخذ بیہ علی فقال هذا بی مع القرآن والقرآن
مع علی لا یفتقران حق برہ اعلی الخوض فاسألكم ما تخلقونی
فیہما۔ (ربیع المودۃ ص ۳۸ ج ۱)

ربیع المودۃ کی بعض وہ روایات جو عنوان ولی اساقبہ کے تحت درج کی ہیں۔

(۱)

”وولی اساقبہ عن احمد بن عبد اللہ بن سہم عن حدیثہ بن الیمان
رضی اللہ عنہ قال علی بن ابی ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر شد
اقبونی بوجہہ اکثریم الیہا فقال معاشر اصحابی ابوہیکمہ یتقوی اللہ
والعمل بطاعته والی ادخل فاجیب والی تارک فیکم المتعلین کتاب اللہ
واعتزلی اهل بیتی ان تمسکتم فیہما ان تمسکوا وانما ان یفتقر حق
برہا بی الخوض فتعلموا منهم ولا تعلمواہم فانعم اعلم منکم؟
(ربیع المودۃ ص ۳۳ ج ۱)

(۲)

عن عطاء بن السائب عن ابی یحییٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر المومنین ان اللہ
عز وجل ادخالی الی مقبرتی اقول لکم قولاً ان عملتم بہ تجوزوا
ان ترکتمہ دخلکم ان اهل بیتی وعتزلی ہم خاشعون وحاتمون انکم
صوتون عن المتعلین کتاب اللہ وعتزلی ان تمسکتم فیہما ان
تعلموا فانظروا کیف تخلقونی فیہما۔ (ربیع المودۃ ص ۳۴ ج ۱)

(۳)

کون الحدیث رضی اللہ عنہ قال قال علیہ السلام الطلحة و
عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاصہ عن علی — تعلمون

ابن رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی تارکۃ فیکم المثلین
کتاب اللہ و کتابی اہل بیئو انہما لیں یفتر قاضی یو دا علی
العشر و انکلو لیں فضلوا ان التبعتم و استسکوہما قالوا نعم
انتھای لہما قسبہ (بیان المحدثہ مکمل ہوا فی بیروت طبع ثانیہ بکتابہ مرکان)

مندرجہ ترتیب کے موافق اسب ان روایات کی تحقیق پیش کی جاتی ہے کہ
کیا از روایت قرصا جہنت قابل قبول ہیں؟

تحقیق روایات سلیم بن قیس ہلالی

یہاں یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ سلیم بن قیس ہلالی کے بزرگ ہیں یا مسئلہ قبول
روایت بالکل صاف ہو جاتا ہے واضح ہو کر

(۱)

سلیم بن قیس ہلالی شیعہ بزرگوں کے ہاں بڑے معزز کے مروی ہیں یعنی ہاتھ
روایات ہیں۔ ان کے علماء رجال نے سلیم بن قیس کو حضرت علی المرتضیٰ اور حسین کے
اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اس سلیم کے پاس روایات کی ایک خاص نوٹ یک (مہم
خاص) تھی جس کو اس کے شاگرد خصوصی (ابان بن ابی عیاش) نے لوگوں میں مروج
کیا ہے۔ شیخ عباس قمی حقیقتہً الاحباب میں لکھتے ہیں کہ سلیم بن قیس ہلالی از اصحاب
امیر المؤمنین و مسنین (رح) است و دوست صاحب کتاب معروف بن محمد بن
علماء کہ ابان از روایت میکند چنانچہ در اول کتاب ابان مذکور شد "و حقیقتہً الاحباب
ص ۱۳۴ فیج ملوانی تذکرہ سلیم) اور اسی کتاب میں ابان مذکور کے تذکرہ میں ص ۱۴
پر لکھا ہے کہ

"ان کتاب را حیز از ابان از سلیم کسی دیگر نقل نکرده و ابان گفته کہ
سلیم شیخ شیعہ و نورانی بود و کتاب سلیم از اصول شیعہ است و مشایخ

مانند برقی و صفار و کلینی و صدوق و نعمانی و غیر ہم برآں اعتماد نمودہ ؟
یعنی بڑے بڑے اکابر علماء و مشہور شیخہ کے اس خصوصی جیغہ سلیم پر اعتماد
افتقاد کیا ہے اور ان کتا بہ کے شیخ سلیم بن قیس بڑا عابد بنا و نورانی چہرے والا
آدمی تھا۔

(۲)

اہل علم کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ سلیم بن قیس ہلالی کا "خصوصی شیخ"
شیعی علماء و رجال ہیں سے بہت سے علماء نے لکھا ہے اس چیز میں شیخ عباس قمی متفق
نہیں ہے۔ چنانچہ جامع الرواۃ ص ۳۷۳ (از محمد بن علی الاودیلی) میں اور روایات
الہیات ص ۳۱۹ (از میرزا خوانساری موسوی) میں یہ بحث سلیم کے نام کے تحت اور
ابن ابی حیاث (جو سلیم کا شاگرد ہے) کے تذکرہ میں بخوبی مشروح و متصل ہے کہ حسب
روایات الہیات نے اس کی بحث کو بڑا طویل دیا ہے۔ آخر کار اس سلیم کی وثاقت
اور اعتماد پر کلام کو تمام کیا ہے۔ اسی طرح شیخ عباس قمی نے بھی بعض اعتراضات
کے جواب میں پیش کر کے اس کی وثاقت اور معتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔

مگر کچھ ان مندرجات کے بعد یہ بات واضح ہے۔ یہ سلیم بن قیس ہلالی
خاص شیعی مسلک کے آدمی ہیں۔ شیعوں میں ان کی روایات معتبر مسلم ہیں۔ ہم پران
کی روایات پیش کرنا اصول کے خلاف ہے اور قواعد کو بظرف ڈھانچہ۔ شیعی
مذہب غیر مسائل میں اس کی روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اب اگرچہ بعض فضائل و
مناقب کی کتابوں میں اس کی روایات کو مزید محققین معتمدین نے درج کر دیا ہے تاہم اصل
موقف وہی ہے جو ہم نے عرض کر دیا ہے اور صاحب ینکبہ کو خود ہی مشکوک
اور ترقیہ باز آدمی ہے یہ کسی اہل شہمت کے معتبر مصنف کے حوالہ سے کوئی روایت
یا قول پیش نہ کرے کہ وہی حجب ملک اصل مانندی طرف رجوع کر کے تسلی نہیں کر
لی جانے کی قبول نہیں ہوگا۔

(۳)

نیز یہ گزارش بھی ملحوظ رہے کہ سلیم بن قیس ہمدانی کا تذکرہ ہماری متداول کتب رجال میں بالکل مفقود ہے۔ تقریباً وہ تہذیب و اسان المیزان والہجرہ والتعدیل و مزی و معین الخ و تاریخ بغداد و تذکرۃ الحفاظ و تاریخ صنیۃ امام بخاری و تاریخ کبیر امام بخاری و طبقات ابن سعد و غیرہ و غیرہ کتب اپنے اپنے مقام سے دیکھ لی گئی ہیں اس شخص کے خلوص شیش میں تو اب کوئی اشتباہ باقی ہی نہیں رہتا۔ پس اس کی قبول روایت کا مسئلہ خود بخود صاف ہے کسی بحث کی حاجت نہیں ہے۔

ابن عقدہ کی روایات کی تحقیق

ابن روایات کے متعلق مندرجہ آتا عرض ہے کہ صاحب ہندیج نے اپنی مقدمہ کی روایات اس حیثیت سے مردود کر کے پیش کی ہیں کہ اور محدثین کی طرح یہ بھی اہانت کا مسلم نمونہ ہے اور صاحب ہندیج نے حالانکہ معاملہ درگول ہے۔ ابن عقدہ ۳۳۲ھ کا متوفی ہے صاحب ہندیج ۲۵۰ھ کا متوفی ہے اور اس کا علیحدہ مسلمین افریقیہ میں ہے۔ یہی ہمارے وہی شیعہ ہے اور ان کی اصول اراجم لا معتبرہ کثیر راوی ہے۔

- حقیقت کی روایت کے ہر روایت میں ام القاسم ہندی کے بعد ابن عقدہ کی روایات (حقیقت ہے) آٹھ حد و نقل کے ہم نے اس کا مفضل باحوالہ تذکرہ کر دیا ہے رجوع کر کے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ جہاں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ
- ۱۔ یہ بزرگ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید کوئی ابن عقدہ کے نام سے مشہور ہے۔
 - ۲۔ شیعہ دینی کے وہاں اس کا یہی ہمارے وہی ہندی مسلم مشہور ہے۔
 - ۳۔ اہلبیت کے فضائل مناقب میں لکھوں روایتیں از بزرگ کہیں تھیں۔ ان کو لوگوں میں مروج کرتا ان میں تقلید کی روایت بھی ہے۔

۴۔ جسے حمد و معتبر اسانید مرتب کر کے چلا دینا اور خود سلسلہ اسناد میں سے طائیفہ رہنا۔

۵۔ موقوفہ اگر صاحب محراب کوام و مشاب لوگوں کو بیان کرتا۔
مستدرجہ قبل مثنیٰ کتب ملاحظہ ہوں۔

(۱) میزان الاعتدال ص ۶۵ مبداء اولیٰ شرح صدر و اسان المیزان صفحہ ۶۶۶ مبداء اول
(۳) النہایہ والنہایت لابن کثیر دمشقی صفحہ ۴۸ جلد ۶۔
مستدرجہ ذیل شیعہ کتب ملاحظہ ہوں۔

(۱) جامع الرواة صفحہ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ مبداء اول (۲) روایات الجنات صفحہ
(۳) تحفۃ الاحیاء قصبہ ص ۱۲۔

تعلیمیہ یہ ہے کہ صرف تین تین حوالہ ہاتھ ہر دو صاحب سے نقل کئے ہیں باقی
تفصیل اور حوالہ بقایا وہاں گذشتہ مقام میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
ان گذارشات کے بعد واضح ہو گیا کہ صاحب زیارچ المودۃ نے جتنی روایات
ابن عتدہ کے حوالہ سے درج کی ہیں وہ سب ہم پر محبت نہیں ہیں۔ ذرا ان کا جو بڑے
قدر ہے

جامعہ سے ملنے بسلت علماء کی جرح روایت صحیح اسناد کے ساتھ پیش کی
جائے گی وہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہے اور وہ اہلسنت علماء میں پر ابن عتدہ کی حیثیت
احتماد واضح نہیں تھی ان سے اس معاملہ میں فرو گذاشت ہوئی ہے وہ لوگ بیچکے
کو مدعو ہیں۔ ابن عتدہ کی تصویر کا اگر ایک نسخہ ان کے سامنے نہیں آسکتا تو ان
کو لازم دینا اور ان پر اعتراض قائم کرنا صحیح نہیں ہے یہ جو کچھ بھی ان علماء سے ملے
ہوئے صرف غلط فہمی ہے جہاں لوگوں کے تفسیر کی وجہ سے ہوتی ہے اللہ
بہتر!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حذیثہ حق تعالیٰ بقدریہم ثم
قلتم خطیباً بالہاجرۃ قتال ایہا الناس الذی اوشک من اوطی فاجیب
وقد انزکت فیکم الام

چھ حوالہ میں صحابی کا نام غدار ہے کہ کون صحابی روایت کرنے والے ہیں اور کون
حوالہ میں یہ تصریح ہے کہ ام بانی سے یہ روایت منقول ہے۔ اس تفصیل کے بعد یہ عرض
کرنے کے کہ ہم نے اپنی جگہ سند بزار کی روایات کی تحقیق کے سلسلہ میں یہ کوشش کی
تھی کہ سند موصوف سے سب سندیں مل جائیں لیکن اس میں صرف حضرت علی و حضرت
ابو ہریرہ کی روایات خود مستقیم ہو گئی ہیں چنانچہ ہم نے ان کو اپنے مقام میں زیر بحث
لائے ہیں۔ دو سندیں صحیح نہیں ہیں روایت پر حرج قدح منقول و صحیح کردی گئی ہے سند
بزار (متوفی ۲۵۶ھ) کی مجلس روایت ملاحظہ فرمائے سے تسلی ہو جائے گی۔ ام بانی کی
روایت مذکورہ اور عند البعض عبد الرحمن بن حوف کی روایت

یہ ہر دو سند بڑے سے نہیں تھیں۔ پیر محمد اس کے کتب خانہ (سندھ)
ضلع نواب شاہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے لیکن بوسیدہ ہے اس نسخہ میں بھی
دونوں روایات محفوظ ہیں۔ دوسرا نسخہ حیدر آباد دکن کے ایک کتب خانہ میں محفوظ
ہے ہم نے ہر دو سندیں (حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ) والی روایات کی حضرت
مولانا مفتی رحیم الدین صاحب شیخ التفسیر جامعہ نظامیہ (شبلی گنی) کی وساطت سے
حاصل کی ہیں ان کے بارے میں کسی صحابی سے یہ روایت نہیں مل سکی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ عدم ذکر الشی سے ذکر عدم الشی تو لازم نہیں آتا ہو
سکتا ہے کہ کسی دوسرے نسخہ میں ام بانی کی روایت سند صحیح ہو تو اس کا جواب ہر
سے ہے۔ یقیناً کو صاحب الشک قرار دیتے والے احباب خود ہی تکلیف فرما
کر صحیح نسخہ تلاش کر کے اس سے ام بانی کی روایت کی مکمل سند فراہم کر دیں
اگر سند صحیح ہو تو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے میں دریغ نہیں کریں گے۔ اگر یہ

نہ جو مکے تو امید ہے ہم کو بھی ہلا سندا اور غیر صحیح روایات تسلیم کر لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

رسالہ ہذا کے آخری حصہ میں ہم چند تنبیہات ذکر کرنا چاہتے ہیں جن میں بحث ثقلین کی متعلقہ چند ضروری چیزوں کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جیسے رسالہ ہذا کی ابتدا میں چند "ضروری تنبیہات" بحث کی گئی ہیں۔ اسی طرح یہاں آخر سالہیں ان تنبیہات کا اندراج بھی ضروری امر ہے۔

تنبیہ اول

ثقلین کی روایت کا جو معنی اور مضموم پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہم نے اپنی کتاب سے تصوف اور تفسیر کے ناموں سے پیدا کیا بلکہ مجبور علماء اہل اہلسنت کا منکر ہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس میں کتاب اللہ کے ساتھ تسک کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کتاب اللہ کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور اولاد وحی کو اہل بیت سے تعبیر کیا گیا ہے، کے متعلق اہل سنت کو یہ وصیت فرمائی گئی ہے کہ ان کے ساتھ مودت و محبت و عہد و عہد و حسن معاملہ کیا جائے اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے ان پر مقابلہ اور سختی نہ کی جائے اور نہ روایت ہذا میں اہل بیت اور ازواج مطہرات کے حق میں یہ حکم موجود نہیں ہے کہ ان کے ساتھ تسک واجب ہے یا ان کی اطاعت بالامتنان واجب ہے یا یہ کہ جو ان کے ساتھ تسک نہ کرے گا۔ وہ گمراہ ہوگا روایت نہ پاسکے گا وغیرہ وغیرہ۔

اور نہ یہاں حسب اہل بیت نے جو اس روایت کا معنی تجویز کیا ہے کہ قرآن مجید کتاب اللہ کی طرح اہل بیت کی اطاعت اور تابعداری واجب ہے۔ اور اہل بیت کتاب اللہ کی طرح غلط سے معصوم ہیں۔ روایت ہذا کا یہ مطلب صحیح نہیں

ہوے بلکہ اس روایت ثعلبین کا مضموم وہی صحیح ہے جو مہرور اہلسنت نے بیان کیا ہے۔ اس پر ہم چند ایسے منہیات پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے ہمارے دوستوں کو بھی انکار نہ ہوگا اور وہ ان کے مصلحت میں سے ہوں گے۔

تائید اقل

شیخ علامہ کی مشہور کتاب کشف المراد از عینی اردبیلی کے مضموم اور مطبوع ایران پر شیخ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ثعلبین کی متعلقہ مفصل روایت مروی ہے۔ یہ روایت بڑی طویل وریفہ ہے (اس میں متعدد جگہ ہے۔

فما ندرہ الشکال ان حتی تام وجعل من الہادیوں مثال ہادی است و اسی ما الشکال و فقال الا کبر منہما کتاب اللہ سبب طرفہ یہ اللہ عزوجل و طرفہ ہادیہ کہ وقت سکون اہم لا تقرأ و اولاً تقرأ و الا صغر منہما عتق لا تقرأ و اعم و لا تقرأ و اھو فان سأت اللطیف الخیدان یردوا علی الخیرین فاعطانی قد اھم صبا قاعدی و غاد لہما عافا لی و ولہما ولی و عدو صبا عدا و عدا و کشف الخیرین مع ترجمہ فارسی ترجمہ المناقب طبع جدید ایران) و کشف المراد صخرہ لا جلد مع ترجمہ فارسی ترجمہ المناقب طبع جدید ایران)

اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب ثعلبین کا بیان فرمایا تو ہم ثعلبین کا مطلب نہ سمجھ سکے۔ مثنیٰ کو ما جبرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا منداہ ابنی ذامی ثعلبین کیا چیز ہے؟ تو جناب نبی کریم کے فرمایا ان دونوں میں سے بڑی چیز تو انشکی کتاب ہے اس کی ایک حاشیہ اللہ کریم کے دست قدرت میں ہے دوسری تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس سے تسک کرو گے تو نہ پھسلو گے اور نہ ہی گمراہ ہو گے۔ اور ان دونوں میں کچھ چیزوں میں سے جو اصغر ہے۔ وہ اولاد بنی ہے۔ ان کو قتل نہ کرنا۔ ان پر قہر نہ شہدہ و دکرنا میں نے اپنے سب سے سوال کیا کہ یہ کچھ عرض پر ثعلبین تو یہ سوال مشکور ہوا۔ ان پر قہر کرنا ان کو

دوسرا مذہب کرنا گویا میرے ساتھ یہ معاملہ کرنا ہے جو دونوں بیماری چیزوں کا درست ہے۔ وہ ہمارا دوست ہے جو ان کا دشمن ہے، وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔

اہل انصاف کی خدمت میں گزارش ہے کہ کشف الغیب کی روایت ہذا میں کس صراحت کے ساتھ یہ معنوں موجود ہے کہ عقیدین میں سے کتاب اللہ کے ساتھ تمک کر دے۔ اس کو اخذ کر دے تو تمہارا قدم نہ پھسلے گا اور نہ تم گمراہ ہو گے اور عقیدین میں سے جو اصغر ہے اس کو قتل نہ کرنا ان پر سختی اور قہر نہ کرنا جو ان سے یہ معاملہ کرے گا گویا اس نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیا۔ ان کے ساتھ دوستی یا عداوت ہمارے ساتھ دوستی یا عداوت ہے، مختصر یہ ہے کہ کتاب اللہ کے متعلق اخذ اور تمک کر کے کارشار ہو اسے تاکر گرا ہی نہ آئے اور اہمیت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم صادر ہوا ہے ان کی وجہ اطاعت کا حکم نہیں ہوا۔

تاہم یہ کرامتوں و خوارق منکر کشف الغیب کی روایت مندرجہ بالا کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ جو اہمیت علماء کرام نے روایت عقیدین کا مقوم بیان فرمایا ہے کیا اس کی پوری طرح تائید ہوگی یا نہیں؟

تائید ثانی

دوستوں کے مشورہ فاضل علی بن ابراہیم قمی اپنی مشہور تفسیر قمی "پارہ چوتھا" آیت ۵۵ یوم تبیین وجہ و نسب و وجہ کے تحت ایک روایت نقل ہیں۔ اس روایت کو تحت روایات (پانچ جہتوں) والی روایت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ روایت بھی صاف بتلائی ہے۔ روایت عقیدین کا جو مضمون اہل اہل بیت نے بیان کیا ہے وہی درست اور صحیح ہے۔ شیعہ حضرات جو مدعی اور منفقہ اس روایت سے ثابت کرنے کے خواہاں ہیں وہ ہرگز دست نہیں ہے۔ ذیل میں پہلے روایت درج کی جاتی ہے اس کے بعد اس کا ترجمہ جو شیعہ دوستوں کے مشہور مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی نے اپنے حواشی کے مندرجہ مات میں لکھا

ہے وہ ہنظم پیش نہ رہتا ہے۔ منصف لہذا فی انصاف خود فرما سکیں گے ہائی
تشریحات کی حاجت نہ ہوگی۔

لترتر وحل رأیة مع امام التقیہ وسیدہ المسلمین وقامعد
الفرح المحجلین ووصی رسول رب العالمین افاقول لہم ما
فعلکم بالتعلیل من بعدہم فیقولون اما الاحکام فاحکماہ والاعلاء
فاما الاصفرا فاجینا ووالینا ووالینا ونفسنا وبقی اھرقہ
فیصرہ ما لنا فاقول ردوا الجنة فلا امرع یمین مبیعة وجرھم
لترتر رسول اللہ علی علیہ وسلم یوم قیض وجرہ وفسور وجرہ
(تفسیر قیاض صفحہ ۵۹ طبع ایران)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا، پھر آپ کو ان جہنم امام احقین سیدہ المسلمین قائم
فرمایا جس میں وصی رسول رب العالمین کا میرے پاس وارث ہوگا۔ میں ان سے
دریافت کروں گا کہ تم میرے بعد تعلیل کے ساتھ نہیں طرح پیش آئے
وہ جو اب میں عرض کریں گے کہ ثقل اکبر کی ہم نے پیروی اور اطاعت کی اور
ثقل اصغر سے ہم نے محبت و موالاة کی اور ان کو یہاں تک بددوی کہ ان کے
اُسے میں ہمارے خون تک بھرا دیتے تھے۔ پس ان سے میں کہوں گا کہ تم
سیر و سیراب ہو کر سفید روئیں کہ جنت میں چلے جاؤ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائی ہیں۔

(غیبر صفحہ ۸ از مولوی مقبول احمد صاحب ملوی)

تمہی کی اس روایت نے مسئلہ صاف کر دیا کہ اطاعت اور عبادت ہی کا حکم ثقل
اکبر و کتاب اللہ کے لیے مخصوص ہے اور ثقل اصغر و اہل بیت کے ساتھ محبت
اور دوستی کہنے کا ارشاد تو ہے لیکن ان کی مستقل اطاعت اور وجوب التمسک کا
حکم نہیں ہے۔

رہیں گے حتیٰ کہ قیامت کے روز میرے پاس عرض پر پہنچیں۔

اس فرمان میں بھی کتاب اللہ کے ساتھ عمل و سادہ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اہل بیت کے متعلق موالاۃ اور دوستی کی ترغیب دہائی گئی ہے۔ لیکن ان کی وجہ احاطت اور وجوب تک کا کوئی حکم نہیں صادر فرمایا گیا تو ان کام مندوجہ بالا روایات سے صاف معلوم ہوا کہ روایت ثقیں کا جو مضمون مجہولہ پشت علماء کے بیان کیلئے ہے۔ وہی درست ہے اور صحیح حضرت کا مدعی اس روایت سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ ثانی

شیعہ اصحاب "روایت ثقیں" کا جو یہ مضمون بیان کیا کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے: "اہلبیت کے کتاب اللہ کی طرح واجب احاطت ہیں اور لازم التکلیف ہیں۔" تحت شری "ہو سکے لحاظ سے کتاب اللہ اور اہلبیت میں کوئی فرق نہیں ہے جو شخص ان دونوں کے ساتھ تک کرے گا وہ نذی ہوگا جو ان دونوں کے ساتھ تک کرے گا وہ گواہ ہوگا۔"

۲۔ نیز روایت پہلے میں اہلبیت سے مراد صرف بزرگ امام ہیں جن کی تابعداری کرنا اہل ان کے احکام پر عمل کرنا کتاب اللہ کی طرح لازم ہے۔ "روایت ثقیں" کا اگر یہ مضمون صحیح ہے جو ان دوستوں نے تجویز کیا ہے تو یہ قدرتی طور پر چند سوالات وارد ہوں گے جن کا تسلی بخش جواب پیش کرنا دوستوں کے لیے لازم ہے اور ان کے متعلق ان مصلحتوں کو اپنی نگہ نظر و فکر کرنا ضروری امر ہے

اقل

پہلی چیز قابلِ توجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ اس وقت روایت بزرگ کے خطاب (افق تبارک و تعالیٰ) میں خود اہل بیت نبی "و حضرت رسول" و "م رسول" مخاطب ہیں یا نہیں؟

اگر باقی مخاطبین کی طرح وہ بھی اس خطاب کے مخاطب ہیں اور یہ خطاب ان کو بھی شامل ہے تو سب سے پہلے یہاں اتباع النقبہ واجب است لزام کا مطلب قابل وضاحت ہے۔ اس کو حل کرنا چاہیے و نیز یہ بھی بتلوا جانتے کہ:

- ۱۔ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ اور
- ۲۔ حبیب برادر حضرت علی المرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ کے ساتھ بیعت کر کے روایت بنائے کہ فرمان کے خلاف کیسے عمل درآمد کر دیا۔
- ۳۔ خود حضرت علیؓ نے آخر کار صدیق اکبرؓ سے بیعت کر کے فرمان اِذَا کو کیوں فراموش کر دیا۔
- ۴۔ سیدنا امام حسنؓ (اور
- ۵۔ سیدنا امام حسینؓ) کے امیر معاویہؓ سے بیعت کر کے اس فرمان رسالت کو کیوں متروک پھل چھڑا دیا۔
- ۶۔ خود امام حسینؓ نے اپنے برادر حقیقی امام مصوم امام حسنؓ کا اتباع ذکر کر کے اس حدیث کا خلاف کیسے کر ڈالا؟ اور امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی۔
- ۷۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہؓ کے امام برحق امام زین العابدینؓ کی امامت تسلیم نہ کر کے اس حکم کو کیسے پس پشت ڈال دیا؟
- ۸۔ اور امام حسنؓ کے صاحبزادے حسن ثانیؓ نے اپنے دعوئے امامت کے دوران میں امام برحق امام زین العابدینؓ کی امامت کا حوالہ انکار کر کے اس روایت فضیلت کو کیوں چھوڑ دیا؟
- ۹۔ اسی طرح زین العابدینؓ نے حسن ثانیؓ کو امام نہ تسلیم کر کے اس ارشاد کی نفی کیوں کر ڈالی ہے؟ حالانکہ حسن ثانیؓ اولاد علی و حضرت نبی و نسل رسولؐ ہیں!

جس کا اہمیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱۰۔ اور شیخ العابدین کے صاحبزادے امام زید کے اپنے وقت کے امام محمد باقر کی امامت کا انکار کر کے اس نبوی حکم کو عملاً کیوں فراموش کر دیا؟

۱۱۔ اسی طرح جناب محمد باقر نے اپنے ہمارے شیخی امام زید کی امامت کو نہ تسلیم کر کے اس نبوی حکم کو کیوں عملاً چھوڑ دیا؟

۱۲۔ اور محمد بن عبد اللہ محسن بن حسن الثقلین ابن امام حسن نے اپنی امامت کا دعویٰ کر کے جعفر صادق کو امام تسلیم کر کے ہونے سے اس فرمان کی امامت کو کیوں متنبہ نہیں بنا دیا؟

۱۳۔ اس طرح امام جعفر صادق نے حسن ثقلی کی اولاد شریف (محمد بن عبد اللہ محسن) کی امامت نہیں تسلیم کی حالانکہ یہ لوگ اولاد علی (عزت نبی و نسل نبوی) ہیں ان کی اطاعت ذکر نبوی فرمان کا خلاف کرتا ہے۔ یہی کار اس حدیث کا مقتضی ہے۔ جعفر صادق کا یہ خلاف کرنا کیسے جائز ہوا؟

۱۴۔ ابوالحسن بن عبد اللہ محسن بن حسن ثقلی ابن امام حسن نے امام وقت جعفر صادق کی امامت و تسلیم کر کے عاقبت اہل اہل (الطہرین) کی کیسے مخالفت کر دی۔

حاصل یہ ہے کہ ان چودہ عدد "قرايت داراين رسول" اور حضرت رسول اور اہل بیت رسول "اولاد علی" والی بقول "نہی روایت ثقلین کے مجوزہ منوم کے پیشہ خلاف عمل درآمد کیا ہے اور انہوں نے اہل بیت و حضرت کی اتباع کو لازم اور واجب نہیں قرار دیا بلکہ غیر اہل بیت کی اتباع کر ڈالی تو دوسری امت کو اس روایت پر عمل کی تلقین کرنا اور دعوت دینا کلامی صریح اور درست ہے۔

ایک جملہ معترضہ

شیخ دوستوں کی ایک کتاب "مصباح الفکر" ہے خواب اعداد صاحب نہیں پتہ اس کے مصنف ہیں۔ بہشت بن مکنو کی تصحیح و تکرافی کے ساتھ نام پور

میں نواب صاحب کے حکم سے طبع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں اس پیر کو طرز کے طور پر درج کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا قول (حبنا کتاب اللہ وروایت قوطاس میں وارد ہے) بڑی قوی تاثیر رکھتا تھا یہ جلدی پیشگی اطلاع کی پیداوار تھی اس قول نے حدیث ثقلین کو یکبار بندہ یاد دہیزہ و جزیہ چنانچہ اس کے بعد چند ایک سالہ بیانات بشکلم پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے خلاف ان تین چار غلطیوں (حبنا کتاب اللہ) سے ایک ایسی نئی اسلامی دنیا قائم کر دی ہے کہ آج تک پڑے دوروں کے ساتھ قائم ہے ہر چند حضرت رسولؐ کا قول بڑی تاکید سے خبر دیتا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کے قول باللہ قول نبوی (ثقلین) پر اکتفا کر عمل پر ہونے نہ دیا جس کے باعث ارشاد نبویؐ ایک قولی حیثیت تک محدود رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

”یہ حدیث نبویؐ نوڈیٹر یعنی ایک مردہ قول کی طرح کتابوں میں عوار
تعمد پائی جاتی ہے اور اس سے نادرہ حیثیت کہی اس کو حاصل نہیں ہوتی۔“

(مصابیح العلم صفحہ ۱ طبع اول)

۳۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کے خطاب کے اس قول (حبنا کتاب اللہ)

نے بڑی کامیابی پیدا کی اس قول نے عملی طور پر حدیث ثقلین کو باطل کر ڈالا۔

(مصابیح العلم صفحہ ۱۰ طبع اول)

(۴) اگر واقعی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے خطاب کی یہ پیشگی جاہلیت اپنا جواب نہیں

دیتی حضرت علامہ ابن ابی سفیانؓ کو ایک بہت بڑے مدبر و نبی اور طبع

بزرگ تھے مگر حضرت عمرؓ کے خطاب کے یہ پیشگی وارفتہ سے کوئی نسبت نہیں

رکھتے تھے حضرت عمرؓ کی کام تھا کہ صرف ایک مختصر قول (حبنا کتاب اللہ)

سے جناب رسول اللہؐ کی حدیث ثقلین کو بے اثر کر دیا

(مصابیح العلم صفحہ ۱ طبع اول)

فہرست دینے پر چاہا کہ حوالہ جات، انجمن مکتبہ شبراۃ، جلد نمبر ۱۲، ص ۶۸۰، ۶۸۱ المعروف
الاربع من المسائل میں مضمون درج میں تفصیلات وہاں ملنا ملے ہوں۔

صاحب "مصابیح الکلم" پرچہ سے صرف شیدائے فاروق اعظم عربین القلاب
کی ذات پر الزام لگانا چاہتے ہیں کہ ان کے قول حسب کتاب اللہ کی وجہ سے روایت
تخلیق پر عمل دیا نہ ہو کہ ہر گز یہ سادہ صرف اس قول کے روایت لڑا کوئی لیزر
بتا رہے ہیں حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف امر ہے۔ جناب پہلے آپ ہاشمی خاندان آل
المی طالب اہل بیت رسول آل بیتوں اولاد علی و حضرات سے روایات کیجیے کہ روایت
تخلیق کا بقول شیعہ پر معلوم و مستثنیٰ ہے، اس کے موافق انہوں نے کہاں تک عمل
دیا نہ کیا ہے؟ کیا ان حضرات کے ہمیشہ اپنے اپنے دور میں وقت کے علماء کی بیعت
کے روایت لڑا کوئی عملی طور پر سکھایا اور پہلے اثر نہیں بنایا؟

انصاف یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے اس روایت کو مروجہ قول
نہیں بنادیا بلکہ ان ہاشمی حضرات نے کوہن نے اپنے عمل اور کردار سے اس روایت
کو کوئی لیزر کی حیثیت دیدی ہے۔

بصورت دیگر

اگر روایت لڑا (مارك فيك) کے خطاب میں خود اہل بیت و حضرت و
قرابت و اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب نہیں تو ان کی کس کی اتباع اور کس کی
اطاعت فرض ہے۔

اگر کہہ جائے کہ کتاب اللہ و سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع اور
تائید دینی ان پر واجب ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کونسی روایت ہے کہ جس میں
مخصوص الہییت و حضرت و سنت کو خصوصی خطاب دیا گیا ہو اور دیگر امت کو وہاں
مخاطب نہیں دیا گیا ہو جسے مہربانی ایسی روایت کی نظر نہ ہی ہوتی چاہیے۔

اگر کوئی صاحب اس باب میں موقف اختیار کریں کہ کتاب اللہ قرآن مجید
الہیت کے لیے کافی ہے۔ اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طاعت اور
کامداری کے فرمان موجود ہیں تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید میں تو سب
مسائل کو خطاب عام کے ساتھ کتاب و سنت کی طاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس
میں کسی مخصوص زمانہ کے حق میں مخصوص حکم کا جاری ہونا مذکور نہیں ہے۔ لہذا اگر کسی
ایسی روایت کو تلاش کرنا ہوگا جس میں صرف خاندان نبوت کو ہی کتاب و سنت کی
پیروی کا حکم دیا گیا ہو۔

دوم

اس کے بعد یہ عرض ہے کہ ان دو سطحوں کے نزدیک دلائل اہل بیت
سے مراد صرف بارگاہ امام ہیں جن کا وہ حضرت علیؑ سے شروع ہو کر امام مہدیؑ پر ختم
ہوتا ہے۔

۱۔ اب چلتے ہیں یہ دریافت کرنا موزوں نہیں کہ حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ازواج مطہرات الہیہیت سے کیوں خارج ہیں؟ علامہ اہلبیت کا اطلاق
اندوئے حضرت عرب زوجہ پر باطل صحیح ہے اور ان کے قرآن مجید بھی الہیت
کا اطلاق زوجہ پر باطل درست ہے جیسے سورۃ ہود بارہواں پارہ میں ابراہیم
علیہ السلام کی بیوی کے ذکر میں فرمایا گیا ہے۔ (و من آلہ و برکاتہ علیکم
اہل البیت) یہاں ظنی طور پر قرآنی کے ہاں حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو اہل
بیت کہا گیا ہے۔ اور پارہ بیسویں سورۃ قصص کے پتے رکوع میں حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا قول مذکور ہے کہ (ہذا اؤنکر علی بیت یکعلو دنیا
لقد وہم لئلا ناصحوں) یہاں بھی حضرت موسیٰؑ کے والد عمران کی بیوی کو
الہیت سے تعبیر کیا گیا ہے اور قرآن کے نزدیک ٹھیک ہے۔

جب ان کے حضرت عرب اور قرآن میں کے اطلاق کے موافق ان کے

مطہر است " اہلبیت کے مفہوم میں داخل ہیں تو ان کو اہلبیت کے "اصلی معنی" اور "حقیقی مصداق" سے کیوں خارج کیا جاتے۔

۲۔ دوسرا اشکال یہ درپیش ہوتا ہے کہ اگر اہلبیت سے مراد صرف باقر و امام علیؑ ہاتے ہیں تو حضرت فاطمہؑ بھی اہلبیت سے خارج ہوتی ہیں۔ حالانکہ کون صاحب علم و دانش مسلمان ہے جو حضورؐ کے اہلبیت سے آپؐ کی صاحبزادیوں کو بھی خارج قرار دے جب "بیبیاں" بھی اہلبیت سے خارج ہوں اور "لڑکیاں" بھی اہلبیت سے خارج ہوں تو کون اہلبیت رہ گیا؟ اور اگر دواود نبی اہل بیت میں شامل ہیں تو حضرت علیؑ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابو العاص بن برزخؓ جنہوں نے اہلبیت میں صاحب استطاعت ہوں گے۔

۳۔ تیسری نگذارش ہے کہ اگر اہلبیت سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مراد ہے جیسا کہ رعایت لہذا کے بعض طریق میں عزتی کے الفاظ وارد ہیں تو اس لحاظ سے عقل اول کتاب اللہ ہے اور عقل ثانی حضورؐ علیہ السلام کی اولاد مبارک ہوتی پھر بنی اولاد ہوتی اس روایت عقلین کے مفہوم کے اعتبار سے تمام کی تمام واجب الاداعت ہوتی چاہیے ایک قول کے تحت امام حسنؑ کے آٹھ صاحبزادے ہیں اور امام حسینؑ کے بالاتفاق چھ لڑکے اور باختلاف گیارہ کی تعداد ہے۔ پھر ہر ایک کی اولاد دواود دواود اس دو رنگ شمار کر لی جاتے۔ اسی طرح امام زین العابدینؑ کی اولاد دس یا گیارہ صاحب زادے ہیں۔ پھر ان میں ہر ایک کی اولاد دواود اس زمانہ تک لحاظ کر لی جاتے۔ پھر امام محمد باقرؑ کی اولاد پانچ صد ہیں پھر ان کی اولاد دواود دواود ہمیشہ کے لئے شمار کر لی جاتے اور امام جعفرؑ کے نو صد و بیسٹھ ہیں پھر ان کی اولاد دواود زمانہ حال گن لی جاتے۔ علی ہذا التیس امام حسنؑ عسکریؑ کی اولاد تک اسی طرح تمام نسل در نسل کا حساب لگایا جاتے یا اولاد جو سید و خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسب شریف

سے ہے۔ سب حضرت رسول اور آل بتول سے روایت ہند کے منہوم کے اعتبار سے بنانا واجب اور احکامات شریعتی ہے۔

اگر حضرت واجب التمسک اور واجب الطاعات ہے تو سب کی سب ہے۔ اگر حضرت کی تابعداری لازم نہیں ہے تو تمام کی نہیں ہے۔ اثنا عشر یعنی بارہ عدد کی تخصیص و تحدید کے لیے کون سی نص قطعی موجود ہے ۹۹ اگر اس تخصیص کی خاطر کوئی نص نہیں مل سکتی تو اہل بیت سے اثنا عشر مراد لینا سراسر پسند زوری ہے اور اوجہ و جلا دلیل ہے۔

سوم

روایت کے منہوم کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ اور اہلبیت و دونوں لوگوں کے سامنے قیامت تک موجود ہیں گے تاکہ لوگ کتاب اللہ پر عمل درآمد کر سکیں اہلبیت سے جنت و ولایت دیکھ کر حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو پورا کر سکیں مگر شیعہ مسلمات کے اعتبار سے یہ دونوں چیزیں لوگوں کے درمیان ہے دونوں سے غائب ہیں۔ قرآن مجید کے کلمات میں امام صاحب ان کے گمان و گمان خارجہ من رائے میں غائب ہو گئے ہیں اب مسئلہ ہے مدۃ فیہ وجہ کا حساب لگایا جائے بنا بریں جماعت اب پیہنیک کی تاکید نصیحت اور وصیت کو چاروں کے لیے لوگوں کے ان کی صورت ہو سکتی ہے ۹ نیز توجہ!

چہارم

ان دو سنتوں کے روایت متعلقین کا جو مطلب تجرید کیا ہے وہ اگر مع ہے تو اہل اسلام کے لیے واجب التمسک اور واجب التبرع صرف دو چیزیں شریعتی ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسری اہلبیت اور "سنت نبوی" کا واجب التبرع ہونا مسلمان کے لیے ضروری نہیں رہتا حالانکہ مجبور اہل اسلام کے نزدیک "کتاب و سنت" کا جنت شریعی ہونا یا بشر مسلم ہے۔ نیز سنت نبوی کی "جلیق" سے انکار کرنا تو

شیعی روایات کے اعتبار سے بھی درست نہیں چنانچہ ہم شیعہ کی ان روایات کو جو سنت نبوی کی موید است میں وارد ہیں صیح کہہ کر سنا لیا کہ حضرت ثانی میں پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پنج

نیزہ چیز بھی قابل غور ہے کہ ان دوستوں کے ہاں حضرت واپل بیت کا صاحب الاحتاج ہونا مخصوص من اللہ ہوئے کی وجہ سے ہے ذکر روایت ثقلین کی وجہ سے پھر روایت اہل بیت سے استدلال کرنا یکساں رہے گا۔

حدیث ثقلین

حصہ ثانی

حامد او مصلیا و مستبأ

سنا لہذا کی ابتدا میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ جب دو علماء اہل سنت و الجماعت کے نزدیک ان امت صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی علی الاطلاق واجب اور لازم ہے۔ اس کے بغیر جن جن لوگوں کی اتباع اسلام میں لازم ہے وہ کتاب و سنت کے فرمان کے تحت ہے۔ مستقل طور پر کسی کی اتباع واجب نہیں ہے مسلمان حاکم کی اطاعت ہو یا والدین کی یا ایداری یا اکابر اہل سنت و علماء دین کی فریادگی و حیرہ و غیرہ۔ سب کتاب و سنت کی روشنی میں لازم ہیں۔ اور ان کی پیروی معروف بہ ستر امر میں ہوگی۔ صحیحہ ۱۰ یا کتاب و سنت کی مخالفت میں نہ ہوگی۔ یہ اصول امامت کے ہاں مسلم ہے۔

اور شیخہ اہل باب کے اس کے خلاف یہ اصول قائم کر رکھا ہے کہ ان کے نزدیک اہل بیت حضرت رسول کی اطاعت بھی چیز مشروطہ اور مستقل طور پر کتاب اللہ کی طرح لازم ہے۔ اسلام میں جیسے کتاب اللہ "حجت شرعی" ہے۔ ٹھیک اسی طرح ان کے نزدیک "اہل بیت" بھی علی الاطلاق "حجت شرعی" ہیں۔ بلکہ ان اللہ کرام کے لیے یہ حضرات ہادی مراد است سے "حجت" کا لقب اختیار کرتے ہیں اصول کافی کا قول ہے "کتاب اللہ" جیسے اس بیان کا شاید عادل ہے۔ ان حضرات کے ہاں ان دونوں و کتاب اللہ و اہل بیت میں واجب اتباع ہوئے اور معصوم ہوئے

کے الفاظ سے کوئی فرق نہیں۔ علامہ ہونسیہ رحیم الدین ابو علی طبرسی صفر ۲۳۶ طبع ایران
کتب آیتہ امالی الامر مشکوٰۃ تفسیر صافی از علامہ حسن کاظمی،

اس مسئلہ میں ان بزرگوں کی سب سے مدنی دلیل اور انتہائی قوی حجت وہ
روایت ثقلین ہے جس کی تفصیل بحث حصہ اول میں کر دی گئی ہے۔ یہ روایت متواتر
یہ مشہور تو کچھ بھی نہیں ثابت ہوئی بلکہ اس کے اکثر و بیشتر طرق مجروح پائے گئے ہیں
زیادہ سے زیادہ یہ خبر واحد ہے اور وہ جس درجہ کی ہے وہ اپنی جگہ واضح ہے۔ مسلم
اور اس کی ہم الفاظ روایت کے سوا دیگر طرق کو متعدد علمائے مشکوٰۃ و ضعیف کہا
جاء اور میں دھوکے کے اثبات کی خاطر اس کو بنیاد قرار دینا چاہتا ہے۔ اسے ہرگز ثابت
نہیں کرتی۔ دھوکے کو ہے اور اس پر جو دلیل ملتی گئی ہے اس کی حقیقت اس مشہور
مثل سے زیادہ نہیں کہ ”سوال گندم اور جواب چٹا“ ہمارے دوستوں کی روایت
ثقلین کے ساتھ لال کی حدیث یہی نوعیت ہے۔

اب اس مقام میں مجبوراً علی التبع کے ساتھ مذکورہ کے دلائل کی تفصیلات
پیش کرنے کا قصد ہے اللہ کریم حکم کی توفیق عنایت فرما دیں۔ ہمیں بحث سے پیشتر
چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں۔ علامہ ہوں۔

تشریح

(۱)

واضح ہے کہ اس مسئلہ کے اثبات کی خاطر سب سے پہلے ہم قرآن مجید
کی بارہ حدود آیات سے استدلال کریں گے۔ مآوردہ استدلال اپنے مقام میں صریح
اور واضح ہوگا۔ کسی تشہاد اور استلزام کی حاجت نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی روایت ظاہر
کو دلیل مقل کر کے کی صورت پیش آئے گی جیسا کہ ہمارے دوستوں کے استدلال
قوائی ہوا کرتے ہیں کہ ایک روایت میں یا غیر صحیح ساتھ علامہ کے بغیر دلیل کا کوئی

بزدل مرتب نہیں ہو سکتا۔ یہ حضرات اسی کو استدلال قرآنی کہہ دیا کرتے ہیں۔ مگر واقعہ میں وہ صرف استدلال بالحدیث ہوتا ہے۔

(۲)

دوسری یہ چیز ہے کہ اس مسئلہ میں اہل السنۃ کا اصل استدلال تو آیات قرآنی سے مربوط ہے۔ لیکن حضور سید الثقلین، امام ائمہ ثلاثین، بنی الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ بھی اس مضمون کی تائید و تالیف کے لیے ہم پیش کیا کرتے ہیں۔ چونکہ ان احادیث نبوی کی رو سے آیات قرآنی کے مطالب کی تشریح اور توضیح مزید ہو جاتی ہے اس لیے اس اعتبار سے مقام ہستہ دلال میں ان روایات کو پیش کرنا بھی شایع مفید ہے۔

(۳)

اس مسئلہ کے لیے کہ اسلام میں مسلمانوں پر بالاستقلال صرف دو چیزوں کی اتباع لازم ہے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری حضور نبی کریم کی سنت مقدسہ و علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام، ان کے صحابہ مستقل طور پر کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ فی اہمال ہم باجمہ (اٹھواشر) حدیثیں پیش کریں گے جو کہ آٹھواشر کے مبارک حدیث کے ساتھ ہمارے دوستوں کو بدعوائے خویش بہت حدیث ہے۔ اس لیے مولانا یہی کہہ کر جیسے قرآنی آیات بارہ حدیثیں مقام استدلال میں پیش ہوں گی اسی طرح احادیث بھی بارہ حدیثیں پیش خدمت کی جائیں گی۔

(۴)

تقریباً چیز دہن نشین اسے کہ اس مقام میں بارہ حدیثیں جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سنت کو ایک مشہور و واضح حدیث ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ حسب تک

ان ہر دو کے ساتھ تفسیر کردہ گراہ نہ ہونگے وہ اشکی کتاب اور ششستہ ہی ہیں۔
محمد بن یحییٰ متداول حدیث ہے۔ بشکے ششکے اکابر علماء حدیث کے اس
کی تخریج کی ہے۔ چنانچہ ہم ناظرین کرام کی سہولت کی خاطر ان مخرجین علماء کی ایک جمالی
درست یہاں درج کر دیتے ہیں۔

- ۱۔ امام ہکٹ _____ متوفی ۱۶۹ھ
- ۲۔ ابن ہشام صاحب سیرۃ _____ ۲۸۷ھ
- ۳۔ ابن ابی العزب _____ ۲۱۹ھ
- ۴۔ ابن جریر طبری _____ ۳۱۰ھ
- ۵۔ ابی یوسف _____ ۲۸۵ھ
- ۶۔ الحاکم نیشاپوری _____ ۴۰۵ھ
- ۷۔ ابونعیم اصفہانی _____ ۴۳۰ھ
- ۸۔ ابی نعیم اسمعیلی _____ ۴۴۴ھ
- ۹۔ البیہقی _____ ۴۵۷ھ
- ۱۰۔ ابن عبد البر _____ ۴۶۳ھ
- ۱۱۔ ابن عزم والاسکافی اصول الکلام _____ ۴۵۷ھ
- ۱۲۔ شلیب بغدادی الفقیہ والفقہاء _____ ۴۶۳ھ
- ۱۳۔ کتاب ششستہ محمد بن شعراہ و زئی _____ ۴۹۴ھ

ابن ابی عمیر نے اس روایت کو اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی تصانیف میں درج
کیا ہے۔ آئندہ سطور میں ان محدثین کے الفاظ میں پوری حدیث تحریر کی جا رہی ہے۔

(۵)

یہاں یہ گزارش کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ مذکورہ روایت کے بیان کو
وہ علماء کی جو ہم نے درست روایت کی ہے یہ تمام علماء خود صاحب اسناد ہیں۔

دوسرے محدثین سے نقل و نقل کرنے والے علماء نہیں۔ پھر ان لوگوں سے اس روایت کو نقل کرنے والے علماء پہلے شمار ہیں۔ پہلے محدثین اور شارحین نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ہر قرن میں ہر دور میں یہ نقل جاری رہی ہے لیکن ہم نے نقل و نقل کرنے والے علماء مؤلفین کے حوالہ جات کو قصداً جمع نہیں کیا اس لیے کہ اس روش سے تصنیف و تالیف کا حجم نہ کم کر سکے لے حوالہ جات کی کثرت قریباً ہر کے کی لیکن کثرت اسانید نہیں حاصل ہوگی۔ جو اصل مقصد میں مفید ہے بنا بریں ہم نے پہلے اصولی طرز ہی اختیار نہیں کی۔ چھوٹی قسم کی پہلے اصولیاد سے قاعد گیاں دوسرے دوستوں کو مبارک ہوں جیسا کہ ”حجرات الانوار“ میں اس کی مناسبت بڑھانے کے لیے بہت کچھ بے فائدہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔ جس میں نقل و نقل اندر دھت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہے۔

(۶)

اب اصل مسئلہ کے دلائل ہم شروع کرتے ہیں، واللہ کی کتاب سے نقل ذکر ہوا ہے وہ بارہ حدیث آیات قرآنی میں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے دلائل تحریر کئے جائیں گے۔ وہ بھی بارہ حدیث و احادیث ہیں۔ پھر انا مشرور کی کتابوں سے اللہ کرام کے فرمودات مسلسل مستند پر بطور تاکید پیش کئے جائیں گے۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہِ حدیث میں۔ تاکہ دوستوں کو انا عشر کے بارے میں قلبی استراحت حاصل رہے

اصل میں آمد کلام اللہ معظم و اشرف
پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم و اشرف

کتاب اللہ کے استدلال

قرآن مجید میں جہاں اللہ جل مجدہ کی اطاعت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ وہاں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اطاعت کا ذکر بھی ساتھ ساتھ موجود ہے اور ان ہر دو اطاعت کا مسئلہ ذکر قرآن مجید میں قریٹ انیس مقامات میں پایا گیا ہے پھر ان مقامات میں سے خاص وہ مقام جہاں عینہ اور کے ساتھ اطاعت کا حکم فرمایا ہے وہ حسن اتفاق سے آٹھ عشر مقام ہیں۔

پھر ان آٹھ عشر مواضع میں سے ایک جگہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد انوار اللہ کی اتباع کا حکم بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ حق تعالیٰ آیتہ ذی کی بقدر ضرورت تشریح باقی آیات کے آخر میں درج ہوگی اور یہ چیز بھی مسلمات میں سے ہے کہ اللہ جل شانہ کی اطاعت کا مضمون یہ ہے کہ قرآن مجید کی اطاعت کی جائے اور اس کے ساتھ تسک کیا جائے اور رسول کی اطاعت کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ کو اخذ کیا جائے اور اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

(۱) قال فی روح المعانی فانما السواء بالطاعة لله العمل بالکتاب

و بالطاعة الرسول بالعمل بالسنة (روح المعانی ص ۲۵۵)

(۲) حضرت علامہ جوہر خان شیخ ابلاغہ ص ۳۴ جلد ۲ میں وارد ہے وہاں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے۔ آئندہ شیخی مسلمات کے ماتحت یہ فرام فرمائی بھی فرم چارم میں مندرج ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسب ذیل میں وہ آیات مذکور ہیں جن میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا عینہ حکم صادر فرمایا گیا ہے۔

آیت اول

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

(سورۃ آل عمران رکوع چہارم پارہ سوم)

”یعنی آپ فرمان کیجیے کہ تم اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو اللہ تم ان کا راہوں سے جنت میں گرسکتا“

آیت دوم

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(سورۃ آل عمران رکوع چہارم پارہ چہارم)

یعنی اور طاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی امید ہے تم رحم کئے جاؤ گے“

آیت سوم

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَأَحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنَاهُ لَكُمْ مَوْلَاكُمْ فَلَا تَتَّبِعُوا الْفَيْسَمَةَ

(سورۃ الفائدہ رکوع ۱۲ پارہ چہارم)

یعنی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور
بچتے رہو۔ پھر اگر تم اعراض کرو گے تو بیان لو کہ ہمارے رسول کے ذکر و معرفت پہنچا دینا
ہے کھول کر“

آیت چہارم

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرًا بَيْنَكُمْ وَالرَّسُولَ

(سورۃ انفال رکوع یکم پارہ پنجم)

”یعنی سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور
اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو“

آیت ششم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا
عُنْدَهُ ۖ وَأَن تَتَّبِعُوا طَائِفَةً مِّنْهُمْ سَبِيلًا
یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور
اس کے کمانتے سے روگردانی مت کرو سب کر۔

آیت ششم

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا فِتْنَةً
وَأَن تَتَّبِعُوا طَائِفَةً مِّنْهُمْ سَبِيلًا
یعنی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نزاع
مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تباہی ہوا کھڑے ہائے گی۔

آیت ہفتم

قُلْ اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ مَا نَسَخَ
مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ وَمَن يَعْصِ
أَمْرًا مِّنْهُ يَعْصِ سَبِيلًا مَّا
يُحْيِيهِ ۚ وَمَن يُؤْخَذْ
بِأَمْرٍ مِّنْهُ يَخْسِفْهُ
فِي الْأَرْضِ غُثًّى
اور تم سے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا۔

آیت ہفتم

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ وَأَتِينَ الزَّكَاةَ ۖ وَاطِيعُوا
اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ وَمَن يَعْصِ
أَمْرًا مِّنْهُ يَعْصِ سَبِيلًا مَّا
يُحْيِيهِ ۚ وَمَن يُؤْخَذْ
بِأَمْرٍ مِّنْهُ يَخْسِفْهُ
فِي الْأَرْضِ غُثًّى
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

آیت نهم

يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول ولا تنفلوا
اعمال الصلوة - (سورة محمد رکوع ۳ پارہ ۲۶ بیت و ششم)
اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت
کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔

آیت دهم

فاطيعوا الصلوة وامنوا بالصلاة واطيعوا الله ورسوله
والله خير مما تعبدون۔ (سورة مجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸ بیت و ششم)
میں قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول
کی اللہ کو خیر ہے جو کچھ تم کہتے ہو۔

آیت یازدهم

واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم فان تنازعوا
في شئ من الدين فارجعوه الى الله واليه المرجع والي المآل۔ (سورة انفال رکوع دوم پارہ ۲۸)
اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو پھر اگر تم امر امن کرو گے تو ہمارے رسول کے
نقود پہنچا دینا ہے۔

يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول و
اولي الامر منكم فان تنازعوا في شئ من الدين فارجعوه
الى الله واليه المرجع والي المآل۔ (سورة انفال رکوع ہشتم پارہ پنجم)
اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم اس کے رسول کی

اطاعت کرو اور اولوالامر کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف
کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر تم اللہ کے ساتھ اور رسول
آخرت کے ساتھ یقین رکھتے ہو۔ یہ امر سترہ بار اعتباراً انجام دینے کا موجب ہے۔

۴۴۴

ان تمام آیات قرآنی میں اس مسئلہ کو صاف کر دیا گیا ہے کہ اسلام میں مستقل
اطاعت صرف اللہ جل جلالہ ہی ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع ہے اور حضور کے دھماں کے بعد آپ کی سنت مقدسہ کی اطاعت قرآن
ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کبھی امر کے لیے ایک اشارہ بھی کافی ہے اور یہاں
مقصود بذکر کی خاطر تو مکمل بارہ عدد اولوالامر کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اب ذکر کا مقام ہے کہ قرآن مجید کے ان تمام مواضع میں جہاں جہاں خدا اور رسول
کی اطاعت کا مسئلہ ذکر ہوا ہے۔ کہیں ایک جگہ بھی اہلبیت اور حضرت کی اطاعت
کا ذکر نہیں ہوا۔ (خواہ بالاستقلال ان کی اطاعت مراد لی جائے خواہ بالاتباع ہو) تو
مسلماً بالکل واضح ہو گیا کہ اہلبیت و حضرت کی اطاعت کا مسئلہ قرآن مجید میں کسی ایک
مقام میں بھی ذکر نہیں۔ البتہ کسی روایت سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی
جائے تو ٹھیک بات ہے۔

اس لیے چیز قابل وضاحت ہے کہ قرآن مجید کی آیت ہذا (سورۃ نساء رکوع
ہشتم بارہ پانچم) جو اولوالامر کی اطاعت کا حکم موجود ہے۔

۱۔ یہاں اولوالامر کا مضموم کیا ہے ؟

۲۔ اس مقام میں اولوالامر سے کون مراد ہیں۔

۳۔ اگر یہاں دو دستوں کے مقتضی کے موافق اولوالامر سے مراد اللہ و ائمہ عشرہ

ہوں تو کیا یہ صحت درست ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

یہ چند چیزیں قابل تفصیل ہیں۔ نویں میں ان کی بقدر ضرورت تفصیلات عرض

کی جاتی ہیں۔

۱۔ پس گزارش یہ ہے کہ لفظ اولو جمع میں غیر لفظ مذکر ہے۔ مگر میں اس کا استعمال کرتا ہے۔ جیسے اولو العلم، اولو الفضل اور "اولات" جمع مؤنث کے لیے مستعمل ہے اور یہ جمع بھی میں غیر لفظ ہے۔ جب ذات کی جمع لڑکے کی ضرورت ہو تو اولات لایا کرتے ہیں جیسے "اولات احوال" (مناہ اصحاب) اور اس کے معنی شی اور حکم کے ہوتے ہیں اولو الامر یعنی حکم والا صاحب حکم۔

۲۔ دوسری چیز یہ ہے کہ آیت اہل میں اولو الکمر سے مراد جو اہل سنت کے نزدیک مسلمان حکام و مسلمان امراء ہیں اور اسلام کی شرط لفظ منکر سے خوب واضح ہے۔ بعض اہل العلم کے نزدیک علماء دین بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں۔ یہاں اسی سورت کے گیارہویں رکوع میں بنسبورت سے اہل علم صحابہ یا علماء کا اطلاق پایا گیا ہے۔

وَاذِ احْبَابِ هَـ اَمْسِ مِـ اَلْاَمْسِ اَوِ الْيَوْمِ اَوْ لَعَوَابِمْ وَلَوْ رَدَّ
اِلَى الرَّسُولِ وَاِىْ اَوَّلِ الْاَمْسِ مِنْهُمْ لَعَلَّكَ الَّذِي يَسْتَقْبِلُ مِنْهُمْ
رِسُوْلُهُ نَادِرٌ كُوْرُحٌ ۝ ۵

یعنی ان لوگوں کو کسی بات کی خبر پہنچی ہے خواہ امس کی ہو یا خوف کی تو اس کو مشورہ کر دیتے ہیں اگر یہ لوگ اس کو رسول کی طرف لوٹا دیتے اور ان لوگوں کی طرف جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں تو اس کو وہ پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔

ہر کیفیت مسلمان حکام و امراء ہوں یا علماء دین ہوں ان کی تعداد مقررہ نہیں ہے اور کسی خاص قبیلہ و خاندان کے لوگ مراد ہیں۔ جو بھی مسلمان امراء ہوں یا علماء ہوں۔ ان کی اطاعت کتاب و سنت کی روشنی میں لازم ہے اور یہ معنوں حدیث

شرعیات میں بھی وارد ہے فرمایا کہ،

ومن اطاع امیري فقد اطاعني ومن عصا امیري فقد عصانی وطمع

وطعوا امتی کا بنیاد بنی اسرائیل بھی عوام میں بہت مشہور ہے۔

یعنی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

دوسری جگہ ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

یعنی جہن کی قدر و منزلت اور ان کا مقام قوم میں وہی ہیں جو بنیاد نبی اسرائیل کا تھا۔

اب قرآن وحدیث کی اس تفسیر میں حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار اور

آپ کی اولاد سب شامل ہے۔ آپ کے آثار یا اولاد میں کوئی عالم یا امیر نہیں ہے۔

ہیں جو اس کی تابعداری لازم ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان شریف

کے علماء دین کی زنا برداری بھی لازم ہے جیسا کہ ان کے ماسوا علماء و اسکام کی اتباع

واجب ہے۔ مگر سلطان حکم اور عالم دین کی اس اتباع کے ساتھ یہ شرط ہمیشہ

محفوظ ہے کہ ان کی اطاعت میں کتاب و سنت کی نافرمانی دہانی جائے جیسا کہ حدیث

میں وارد ہے کہ،

لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق و إنما الطاعة فی المعروف

یعنی مخلوق کی اس چیز میں اطاعت جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو

اور تابعداری صرف بہتر کام میں جائز ہے۔ ان کے ہر کام کی غیر مشروط اتباع ہرگز

ذکی ہائے مملکت۔

مشائخ علماء اور محققین نے اپنی تصانیف میں اس شرط کو بطور قاعدہ کے

مندرج کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

(۱) ثواب وجوب الطاعة لهدماء اما علی الحق فلا يجب طاعتهم

فہا مخالف الشریع۔ (روح المعانی صفحہ ۶۶ جلد ۵)

(۲) وَكَذَلِكَ مَكْتُبُهُمْ بَعْدَ الشَّيْءِ عَلَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَزُومِ اتِّبَاعِهِمْ
وَمُطَاعَتِهِمْ بِمَا لَوْ تَكُنْ مَعْبُودَةً

و احکام قرآن ص ۲۵۹ جلد ۲ تحت باب فی طاعت اولی الامر
حاصل یہ ہے کہ حکام جب تک حق پر رہیں ان کی تابعداری لازم ہے۔ جس
بات میں وہ خلاف شرع کر لیں اس میں ان کی کچھ اطاعت واجب نہیں۔
نیز قرآن مجید کی اس آیت میں طور گنہگار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اول الامر
کی اطاعت اور اللہ و رسول کی اطاعت میں فرق ہے اس لیے کہ اللہ و رسول کی
اطاعت کے لیے الہیہ و کاسمیہ مستقل طور پر ایک ایک ذکوہ و فواید لایا گیا ہے اور
اول الامر کی اطاعت کو صرف کسوف ایچ رسول کی اطاعت کے ضمن میں درج کیا گیا
ہے۔ ان کے لیے طبع و کاسمیہ باوجود دوسرے منبر پر ایک لاشہ ہاتھ کھینچ کر لیا
تیسری دفعہ لایا گیا اس اسلوب سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی اطاعت
اور اول الامر کی اطاعت میں بین فرق ہے۔

۳۔ تیسری یہ چیز ہے کہ شیعہ احباب کا گمان ہے کہ اول الامر سے مراد ائمہ اثنی عشر
ہیں ان کی مشہور تفسیر مجمع البیان امام علی طبرسی میں آیت اہل بیت من
ہے کہ۔

و اما اصحابنا فانهم و ذواتهم الی الامر و الصادق الہ اولی الامر
الاشیاء من الہ و وجب اللہ طاعتہم بالاطلاق کما ان وجب طاعتہ
وطاعتہ رسولہ و مجمع البیان طبرسی ص ۲۶۹ تحت آیت اولی الامر
یعنی ان کے علمائے امام باقر اور جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ تفسیق
اول الامر یہی آل محمد کے ائمہ ہیں۔ ان کی اطاعت اللہ کے مطلق واجب گردی ہے
جیسے اس نے اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی واجب کی ہے۔
دیکھنا یہ ہے کہ اس صورت میں آیت مندرجہ کا معنی صحیح ہے یا نہیں ؟

آیت الہامیہ مذکورہ کے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطالبہ برگزیدہ دست نہیں۔

(۱)

اول بات تو یہ ہے کہ شیخ دوست اولوالامر سے حضرت علی المرتضیٰ بنی
مزدیہ لیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے واحد امام ہیں پھر ان کے بعد امام
حسن بن علی المرتضیٰ اپنے زمانہ کے واحد امام ہیں پھر ان کے بعد امام حسین بن علی بن ابی طالب
ہیں کہنا آخر تک۔ اور اولوالامر جمع کا صیغہ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ محل الجمع علی الغیر
مطلقاً الظاہر یعنی جمع کے لئے کو واحد پر محل کرنا اگر کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو تو
ظاہر کے خلاف ہے اگر اس عبارت سے مراد ایک شخص ہے تو جمع کے صیغہ کے بجائے
واحد کا صیغہ کے استعمال ہونا چاہیے۔ اس وجہ سے ان کا معنی تحریر کر دیا جیسے نہیں ہے
۱۔ احکام القرآن ج ۲ ص ۲۵۸ تحت الآیۃ اولی الامر
۲۔ تفسیر کبیر رازی ص ۳۵۹ جلد ۲ تحت آیت۔ اولی الامر

(۲)

دوم یہ چیز ہے کہ اگر آیت الہامیہ "اولوالامر سے مراد امام معصوم مقرر
ملاقات مراد لیا جائے تو یہ مفہوم سبق آیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل و درست
نہیں ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ آیت میں فرمایا گیا ہے اگر تمنا سے وہ میان کسی معاملہ میں
متنازع ہو جائے تو اس کے فیصلہ کی صورت یہ ہے کہ اس معاملہ کو صورت اللہ اور
رسول کی طرف لوٹا دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس متنازعہ میں معاملہ کو امام کی طرف بھی لوٹایا
جائے۔ اگر یہاں اولوالامر سے مراد امام معصوم، مقرر مطلق (جس کی تابعداری
واجب ہے) تو عن التنازع فرودہ الی اللہ امام یا فرودہ الی اولی الامر کی تصریح چاہیے
جیسا کہ ایسا نہیں کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اولی الامر سے التنازع مراد لیا جائے تو درست
نہیں ہے۔ (احکام القرآن ج ۲ ص ۳۵۹ تفسیر کبیر رازی تحت آیت الہامیہ)

(۳)

سوم یہ عرض ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں
اولوالامر کی تابعداری کے لیے لوگ مامور تھے اور یہ ایک نحل ہوئی حقیقت ہے
کہ ان ایام میں حضرت علیؓ امام نہیں تھے تو یقیناً معلوم ہوا کہ اس عہد نبوت کے
دور میں اولوالامر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء تھے جن کی اطاعت و
تابعداری لوگوں پر واجب تھی بشرطیکہ وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں۔
(وامکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۲ تحت التائید)

(۴)

چہارم یہاں سے یہ بات بھی واضح ہوئی ہے۔ اولوالامر معصوم نہیں ہوں
گئے وہ یہ ہے کہ کسی "معصوم شخصیت" کا خلاف کرنا اور اس سے کسی معاملہ میں تکرار
کن بالکل رد نہیں بھیجے پیغمبر اور رسول کی قیادت کے ساتھ خلاف و تنازعہ ناجائز
ہے یہاں بھی اسی طرح ہوتا کیوں یہاں تو ارشاد ہے

یعنی اولوالامر اور تمہارا کسی بات میں تنازعہ ہو جائے تو
کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ ان کے کسی مرتبہ پر تنازعہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر اولوالامر
معصوم علی الاطلاق اور واجب الطاعت ہوتے تو ان کے ساتھ تنازعہ اور خلاف
کرنے کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا۔

ان چیزوں میں حذر و فکر کرنے سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آیت ہذا کا معنی
اور مقصود وہی صحیح ہے جو اہل اہلسنت والجماعت کے پیش کیا ہے اور جو شیعہ دوستوں
کے خیال میں بارہ امام معصوم واجب الطاعت مراد لے گئے ہیں۔ یہ کسی صورت
میں درست نہیں۔

سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال

آئینہ میں چھٹا حاورث اس مسئلہ کی خاطر بطور استدلال پیش کی جا رہی ہیں ان میں کتاب و سنت کی اطاعت و تعمیل کا مضمون بالتحریج موجود ہے۔ غمنا و استغناء نہیں ہے۔ اب ان احادیث کو درج کیا جاتا ہے۔

روایت اقول مؤطا امام مالک متنوفی ۱۹۷۹ء

قال مالك اذ بلغنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
تمسكت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتموهما كتاب الله
وسنة نبيه -

(۱) مؤطا مالک صفحہ ۳۶۳ باب البیہ عن القول فی التقدیر طبع عربیاتی
(۲) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم النظامی صفحہ ۱۰۱ الجزء ۱ من اصل القول
فین مبدی مصری

یعنی مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دو قول کو چھوڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے دوسری اس کے نبی کی سنت ہے۔
فائدہ ۵: یہاں یہ ذکر کرنا منقذت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے اور "مرسلات" و "بلوغیات" مالک مقبول ہیں۔

۱۔ امام مالک کے متعلق ترمذی کتاب العلل صفحہ ۳۳۹ میں مندرج ہے کہ
قال علی بن عبد الله قلت لابي جابر عن مالك قال قال
احب الي شئ قال يحب في القوم احد اصحابه ويا من مالک
یعنی علی بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ سے مالک کی مرسل روایات

۱۔ کے متعلق گفتگو کی۔ یعنی سنہ کہا کہ یہ میرے نزدیک مستند وہ ہیں۔ اور قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ایک سے زیادہ صحیح حدیث رکھتا ہو۔

۲۔ اور حنفیہ کے ہاں مرسل روایات نیز معتبر ہیں چنانچہ ”تہذیب و تنویر“ (دارالکتاب) اشرفی فصل فی الاعتقادات میں لکھا ہے کہ:

قمریہ اہل الصحابی مقبول بالاجماع ومرسل القرون الثانی

والثالث یقبل عندنا وعند مالک

یعنی صحابی کی مرسل روایات تو بالاجماع مقبول ہے اور تابعین و تابعین تابعین کی مرسل روایات حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مقبول ہیں۔

تنبیہ: عاقلہ ابن عبد البر نے اپنی تصنیف ”تقریب التہذیب“ میں موطا کی حدیث مندرجہ بالا کے متعلق یہ حقیقت لکھی ہے کہ:

هذا حديث محفوظ مشهور عن النبي صلى الله عليه

وسلم عند اهل العلوم مشهور يكاد يستغنى بهما حسن

الاسناد وقده كقولنا: سنن أبي كتاب التہذیب۔

(تقریب التہذیب لابن عبد البر صفحہ ۲۷۷ مصرعہ)

یعنی اہل علم کے نزدیک مندرجہ بالا حدیث صحیح و مشہور ہے۔ حدیث محفوظ و مشہور

یعنی آری ہے اور اتنی قدر اس کو شہرت حاصل ہے کہ اسناد کے ذکر سے مستغنی ہونے کے قریب ہو گئی ہے۔

اس بات نظر کی کام کے افادہ کے لیے عاقلہ ابن عبد البر کی اصل کتاب ”التہذیب“

اعلیٰ ہے۔ دوسرے روایات نقل کی جاتی ہیں جن کا اسناد اصل کتاب میں موجود ہے

یہاں اختصار کے پیش نظر صرف متن درج کیا جاتا ہے امام مالک کی مرسل روایت

کی تائید میں ابن عبد البر نے دوسرے مرسل روایات اس مقام میں نقل کی ہیں وہ

پیش قدمت ہیں۔

اول ... عن ابی صالح عن ابی هریرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اني قد خلقت نبيكو
اقتنيت لودقتلوا بعد هذا كتابه الله وسنتي -

{ کتاب التبیہ لما فی الخطا من المعانی والا سائید من ۱۳۵۱ ۶۴
(قلمی) پر چھنڈا سند جسے تختی کلاں تحت بدلفات امام ماکبث -

یعنی جو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسالت مآب علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
نے دو چیزیں تم میں پیچھے چھوڑی ہیں۔ ان کے (تکسک) بعد تم ہرگز نہ گوارہ ہوں گے
وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

دوم ... عن کثیر بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن ابن
عن حذہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
تركتم فيكم امرين ان يقتلوا ما تمسكن بهما
كتاب الله وسنة نبيه (صلى الله عليه وسلم)

{ کتاب التبیہ لما فی الخطا من المعانی والا سائید من ۱۳۵۱ ۶۴
(قلمی) پر چھنڈا سند جسے تختی کلاں تحت بدلفات امام ماکبث -

یعنی جو ابن عمر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف نے فرمایا کہ
میں نے تم میں دو چیزیں (چھوڑی ہیں)۔ جیسے کہ تم ان کے ساتھ تکسک کرو گے
تو ہرگز نہ گوارہ نہیں ہوں گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

روایت دوم و سیرۃ ابن ہشام متوفی ۲۱۸

عن ابی سعید الخدری عن ابی قتیبہ عن ابی هریرة عن رسول
فأعلموا ایها الناس انی قد خلقت و قد تركت
فيكم ما ان احصتونه قلنا تعلموا انی امرنا صیفا

کتاب اللہ وسنت نبیہ (سیرۃ امیہ شام خلیفہ حجتہ الرواح)
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ
 حجتہ الرواح میں فرمایا کہ اسے دو میری بات کو سمجھو تیس میں سے دو کی تبلیغ کی
 اور میں سے تم لوگوں میں وہ واضح روشن چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو اخذ کرو گے
 تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

روایت سوم

(ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ)

”اخرج ابن ابی الدنیا عن ابی سعید الخدری قال خرج علیہنا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی موسم الذی توفی فیہ
 وعفی فی صلاۃ الخداۃ فقال انی تروکت فیکو کتاب اللہ عز وجل
 وسنتی فاستمعوا للقرآن یستقی فانتہ لہ تعنی ابصارکم
 ولہ تزل اقدارکم ولہ تقصر ایدیکم ما اللہ تعز بہا۔“

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن مرض میں فوت ہوئے
 ہیں۔ اس میں ہمارے پاس کتب شریف لائے ہم صبح کی نماز میں تھے۔ فرمایا کہ میں
 نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑی ہے جس پر قرآن کی تشریح
 میری سنت کے ذریعے کرو تمہاری آنکھیں اندھی نہ ہوں گی اور تمہارے قدم نہ
 پھسلیں گے اور تمہارے ہاتھ کوتاہی نہ کریں گے جب تک تم لوگ کتاب سنت
 کو اخذ نہ کرو گے۔

۱۔ (اصول الحق المرتد لابن حجر نقاش علی المرتضیٰ الفصل الثانی تحت حدیث الامین ص ۵)
 صفحہ ۵ بحوالہ ابن ابی الدنیا

۲۔ روایت ثانیہ خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ ”کتاب التبیان والفتاویٰ“ صفحہ ۵
 (حدائق اربعہ سعیدی عربیہ میں تحت ”ذکر المیزان“ اسناد الآثار قیامیہ) تفصیل دیکھیں

روایت چہارم (ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ)

طبری نے ابن ابی شیبہ سے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ

... ایہا الناس اسمعوا قولی فانی قد بلغت وحرکت
فی حکم ما ان اعلمتم بہم قلن تعقلوا ایہا کتاب اللہ
وسنة فلیہ :

میں نے لوگو! میری بات سنو۔ حقیقی میں نے تبلیغ کی اور میں نے تم میں وہ
پیش چھوڑی ہے مگر تم اس کے ساتھ تسک کرو گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی
کتاب ہے اور نبی کی سنت ہے :

تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری خطبہ حجۃ الوداع صفحہ ۱۶۶ (جلد ۱)

روایت پنجم (الدارقطنی متوفی ۳۸۵ھ)

مشہور محدث دارقطنی نے اپنے کمال اسناد کے ساتھ اس حدیث دارقطنی میں

اس کو روایت کیا ہے :

... عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خاتمت فیکم شقیین لئن تعقلوا بعد ہما
کتاب اللہ وسنتی ولئن یقترا فاعتما یزما علی العوض :

حضور علیہ السلام کے فرمایا : میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں
ان کو اللہ کرے کہ بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت اور
یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوں گی۔ جتنے تم میرے پاس حوض پر وارد ہو گے۔

- ۱۔ (استنار قلعہ قلعہ صفحہ ۵۶۹ مطبع انصاری دہلی)
 ۲۔ (روایت شریف الخلیف بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفیہ فی التفسیر ص ۱۲۰)
 مجدد الہی رحمت نکرالہیروان مستند المشرق الکتاب میں تحصیل روح کیا گی

روایت ششم (مستدرک حاکم مترقی ص ۴۰۵)

«عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس فی حجة الوداع فقال یسئ الشیطان بان یغیہ یا ربکم ویکنہ رجساً یریط فی ما یسئ اذ الکتم بعدا فترکون مسدداً اصل العظمت فاحذروا ایها الناس ان افاقت ترکت فیکرم ما ان احتجتم لہ فلو ان قتلوا امة الکتاب واللہ وسئلہ شہیدہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حجة الوداع میں خطبہ دیا۔ فرمایا کہ اس بات سے تو شیطان ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی پرستش کی جائے مگر وہ پسند کرتا ہے کہ اس عبادت کے بغیر تمہارے اعمال کو حقیر جانتے کی صورت میں اس کی اطاعت کی جائے۔ مگر اگر خوف کرنا میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں اگر اس کے ساتھ اعتقاد ترک کرو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے وہ چیز اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

- ۱۔ (مستدرک حاکم مجدد اول صفحہ ۹۲ طبع دکن ایب کتب العلم)
 ۲۔ (کتاب المستند لکھنؤ لکھنؤی صفحہ ۲۱ مطبعہ دارالایض (مسودہ عربیہ))
 ۳۔ (احکام و حکام دین حرم مجدد اسناد ص ۱۳۲ صفحہ ۸۰۹ تا ۸۱۰)

روایت ہفتم

«عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال قد شرتك فيكون بعد ما قال [شئت ان تفسدوا]

كتاب الله وسنة نبيه -

اسی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بند
میں سے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر اس کو تم اٹھ کر و تو پر گزراؤ تو ہو سکے۔ وہ اللہ
کی کتاب ہے اور تمنا ہے نبی کی شئت ہے۔

و انبار صفیان ابی نعیم اسفانی جلد اول ص ۴۴۴ تحت مذکور احمد بن حنبل

روایت ششم

(ابو اسحق السجری متوفی ۴۴۴ھ)

... کتاب اللہ وسنتہ من يتغير قائله يبدل الله احواله

{ کذا اعمال جلد اول ص ۴۴۴ بحوالہ ابی اسحق السجری فی کتابہ عن ابی ہریرہ قال
رضی اللہ عنہ طبع حیدرآباد دکن }

روایت ہفتم

(یہی متوفی ۴۵۸ھ)

... عیون عیون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خطب الناس فی حجة الوداع فقال يا ايها الناس اني تركت

فيكم ما ان اجمعتموه فافعلوا فافعلوا (سنة كتاب الله و

سنة نبيه -

(شخص الکبریٰ یسعی بحدیث ص ۴۴۴ طبع دکن)

بہ الاغتداء طبع مطبعہ السلفیہ مصر ۱۲۰۰ طبع قاہرہ مصر

روایت دہم

(یہی متوفی ۴۵۰ھ)

... عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اني قد شئت فيكون بعد ما قال [شئت ان تفسدوا]

بعضاً اور بعضاً تمہارے کتاب، اللہ وسنتوں اور تفوقاً حقیر سے اعلیٰ۔

(المؤمن) (۱) اسبق اکبر علیہ السلام (۱۳) میں دیکھو

(۲) روایت پڑا کہ طیبہ ہندوی نے اپنے استاد کے ساتھ کتاب الفقیہ والفتی

۲۴۲ ع اول پر تحت ذکر الخیر باب الشیخ لا تعارف الکتاب میں تفصیل دیکھی ہے۔

روایت یازدہم (ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ)

--- حدیث اکبر بن عبداللہ بن حسن بن عوف الغزالی عن ابیہ من

جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا تریحکت فیکم امرین

فی تضلوا احدهما تسکتکم بعضاً کتاب اللہ وتنت رسولہ۔

(جامع بیان العلم وفضلہ باب فیما لا یکتب ولفیہ الا

ص ۱۰ میں معمر بن عبد البر انہی)

روایت دوازدہم (مستدرک حاکم)

--- عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سئم الی قد تریحکت فیکم الشیخین عن فضل بعد علم کتاب اللہ وسنت

ولین یغترکا حتی یروا خطہ العوض۔

(۱) مستدرک حاکم کتاب العلم جلد اول ص ۱۹۳

(۲) الا غلام فی اصول ان غلام لابن عروم الظاہری ص ۱۰ باب ۳۹

فی الادلہ التحقیہ الجزء السادس

مذہب الا روایات میں چشم سے لے کر دوازدہم تک ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا اس لیے

کہ سابق تراجم کے موافق یہ ترجمہ ہے کوئی الگ چیز نہیں۔

ان اعاویث کے اندراج کے بعد چند ایک معروضات پیش کی جاتی ہیں جو متبادل

الکلمات ہیں :

(۱)

ایک چیز تو یہ ہے کہ ثابت مٹنی کے لیے یہ روایات اپنی جگہ خوب واضح ہیں مگر کسی تفسیر کی محتاج نہیں ہیں۔ مقصود یہی ہے کہ صرف کتاب و سنت کی ابداری بلااستقلال واجب ہے۔ مستقل اور کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ ان روایات مندرجہ نے اس مطلب کو صاف صاف بیان کر دیا ہے کوئی غلط فہمی نہیں رکھنا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں و کتاب و سنت کے ساتھ اعتصام کرو گے اور تمک کر دے گے ان دونوں کو اند کر دے گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اگر مافرض ان بیت و حرمت کے ساتھ اسی وجہ میں تمک کرنا واجب ہے تو ان دو مذکورہ چیزوں کے ساتھ تمہارا ہی بیت کا تذکرہ ایک ضروری سر تقاضا ہے۔ اصل مفقود ہے۔ مضموم ہو کر اصل دو جاری و تفسیل چھریں گے کہ اللہ و سنت رسول اللہ و اصل الذلیل و علم ہیں جن کی اطاعت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا۔ صحیح روایات میں انہی دو چیزوں کو امر بن اور نہیں اور انہیں کے مختلف فوائد سے تعبیر کیا گیا ہے اور ہم کہ ان دو چیزوں کے ساتھ تمک کرنا اور ان پر عمل کرنا چاہی اور بعض امر ہے اس وجہ سے ان کو بعض مشاہد میں تعقلین کے نام سے بھی پکارا گیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت کے حق میں یہی مشورہ دیتا ہے جس کو ناکیب کے ساتھ بار بار فرمایا گیا ہے۔

(۲)

دوسری یہ چیز ہاں قابل وضاحت ہے کہ بعض روایات میں جو صرف کتاب اللہ کے ساتھ تمک کرنے اور اللہ کرنے کا مشیق وارد ہے۔ وہ ان سنت کا ذکر و مرجہ نہیں ہے۔ قرآن کا مطلب علمائے ایک تو بیان کیا ہے کہ جو کہ سنت نبویؐ کا کتاب اللہ کے مشاہدین و صاحب کل بیان کنند۔ ہے اس بناء پر کہ کتاب اللہ کے ذکر کرنے سنت کے ذکر سے متنی کر دیا ہے۔ کتاب صوامق بحرہ الباب الحادی عشر فی المناہل ابن ابیہیسی میں یہی مطلب عبارت قولی میں مذکور ہے۔ لہذا وہ حکایت کتاب اللہ و سنت ہی الصواب من الاعادیشا لمقتضی علی الکتاب لان السنۃ صیغۃ لہ فاضت لا حکم

حت و حکمها۔

(صواعق محرکہ ص ۱۸۹)

تیزان روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہونا اس وجہ سے بھی ہے کہ کتاب اللہ کا مقوم عمل باسنت پر مشتمل ہے جیسے اطمینا اللہ و اطیعوا الرسول اور ما استکبر الرسول مخذومہ و ما ضاکدہ عنہ فاستقوا سے یہ جزو واجب ہے۔ پس عمل کتاب سے عمل باسنت لازمہ حاصل ہوگا کتاب عربی المعبر و شرح ابن داؤد جلد دوم ص ۱۶ اور "قبل الجمهور جلد سوم ص ۵۵ کتاب الحج میں یہ توضیح منقول ہے: "انما اقتصر علی کتاب لانه مشتمل علی العمل باسنت لقوله تعالیٰ اطمینا اللہ و اطیعوا الرسول و قولہ ما استکبر الرسول مخذومہ و ما ضاکدہ عنہ فاستقوا فاستقوا فاستقوا من العمل بالکتاب العمل باسنت۔ ان توضیحات کے پیش نظر وہ روایات جن میں صرف کتاب اللہ پر عمل و راہ کا حکم دیا گیا ہے۔ ان مقدمہ بالا روایات سے مقولہ تکلف نہیں ہیں۔ مقصد کے اعتبار سے یہ تمام روایات متحد و متفق ہیں۔

نظر میں کرام پر واضح ہو کہ وہ روایات جن میں کتاب اللہ کی اطاعت اور اس میں عمل و راہ کا ذکر آیا گیا ہے۔ ہم ان کا ایک اہمائی نمائندہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اولے

قال طلحة الباقی سألت حبه الله بن ابی اوفی عن وحی رسول الله
صلی الله علیہ وسلم قال لا افعلت لعماریا بالوصیة و لعمری عن
قال ادنی کتاب اللہ من وحی و جلی۔

(مشکوٰۃ داؤد طبعی ص ۷۰) "مطالعہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ میں ہذا نمائندہ ذکر

دوم

ابی تارک قیل کہ کتاب اللہ هو حسن اللہ من شیعہ حکام
و بعد ہی و من شریکہ کان علی العترة۔

انقر اہمائی جملہ ذیل ص ۷۰ و ۷۱ بحوالہ ابی الیہ

عن زید بن الرستم،

سوم

وقد تركت فيكم ما ان تصلوا بعد ذلك ان اعتصمتم
 به كتاب الله .
 اسم آية الین کثیر ص ۱۰۰ و ۵
 احمد عن یابرین عبادہ

چهارم

وقد تركت فيكم ما ان تصلوا بعد ان اعتصمتم به كتاب
 الله .
 اسم ص ۹۹ و ۳ جلد اول باب ميت النبي صلى الله
 عليه وسلم عن يابرین عبد الله . ميت و ۱۰

پنجم

والی قد تركت فيكم ما ان تصلوا بعد ان
 اعتصمتم به كتاب الله
 اسم و ۱۰۰ و ۳ جلد اول باب ميت النبي صلى الله عليه وسلم
 جلد اول ص ۹۹ عن يابرین عبادہ

ششم

قد تركت فيكم ما ان تصلوا ان اعتصمتم به كتاب الله
 اسم و ۱۰۰ و ۳ جلد اول باب ميت النبي صلى الله عليه وسلم
 جلد اول ص ۹۹ عن يابرین عبادہ

هفتم

عن جبير بن مطعم قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في الحجة
 قال ليس تطعدون ان لا اله الا الله وادرسوا الله وان القرآن
 قد جاء من عند الله قسائل فان فاشروا فاست هذا القرآن طرفة
 عينه الله وطرفه يا ايها الذين آمنوا فليكنوا به فانكم لن تفلحوا ولن
 تصلوا بعد ان تصلوا وادرسوا القرآن وادرسوا القرآن وادرسوا القرآن
 اتباع الكتاب وادرسوا القرآن

ہشتم

... عن ابی الشریح الخزاعی قال خرج خطبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابشروا وبشروا الیہم قتلہم وان لا الہ الا اللہ والی رسول اللہ قالوا نعم قال فان هذا القرآن سبب طرفۃ بہ اللہ وطرفۃ ہایدیکم فمکسوا بہ فانکم من قتلوا ولن تعذبوا بعدۃ ابدا۔ (مسلم بن حبان علی قول جامع مصر ص ۲۶۶ ذکر فی الضوال من کتاب القرآن)

نہم

... عن زید بن ارقم قال رملید بن حیان: خطبا علیہ قتالہ لقد رأیت خطبا صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیبت خلفہ فقال لعدو وانہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبا فقال الی تارک فیکم کتب اللہ ہر حق اللہ من اتبعہ کان اللہ فیہ الفیض ومن ترکہ کان فی الفیض۔

و مسیح بن حبان ص ۲۸۷ فی اول ذکر انباء امی بن ابی العقیل

دہم

... عن ابی شریح الخزاعی قال خرج خطبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الیہم قتلہم وان لا الہ الا اللہ والی رسول اللہ قالوا بل قال هذا القرآن طرفۃ بہ اللہ وطرفۃ ہایدیکم فمکسوا بہ فانکم من قتلوا ولن تعذبوا ابدا۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن الزیاد بن عیینہ علی حدیث من حدیثہ ص ۱۶۹

یازدہم

... عن ابی ہریرۃ ان ادم لما جیب والی تارک فیکم صاعن اصبوا بعدۃ حکای اللہ۔ (طبرانی فی الکبیر عن زید بن ارقم ذکر المال کذا)

حدیث اول ص ۲۸

دوازدهم

... وان قد تركت فيك ما ان تعلموا ابدا ان احتسبتم

بم خطاب الله : (المن اكثري للبيتي ببلد فامس - ۸)

فليس والى المسارح وكن عن ما بين عبد الله

حاصل مقصد

مقدمہ جو بیان روایات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بطور وصیت ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں اللہ کی کتاب چھوڑی ہے میرے بعد اس کے ساتھ شک کرنا نہ ہوگا۔ اس کو مضبوط پکڑو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ جو کتاب اللہ کی اطاعت کرے گا، وہ ہدایت پر رہے گا۔ جو اس کی برائی کو چھوڑے گا وہ گمراہی میں پانچڑے گا۔ قرآن مجید ایک رکی کی مثال ہے۔ اس کی ایک جانب تہذیب و تمدن ہے اور دوسری طرف دستِ قدرت میں ہے۔ اس رکی کو خوب قدم رکھو گے تو دولت نہ آئے گی۔

ان تمام روایات میں صرف کتاب اللہ کی اطاعت اور اس کے ساتھ اعتدال و اعتدال کا بیان وارد ہے اور سنت نبویؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ضمن میں آجاتی ہے اور ان تمام مقدمہ روایات میں کسی ایک جگہ بھی حرمت و اہل بیتؑ کی اطاعت کا تذکرہ نہ ہوا اس پر کاربہ دست نشان ہے کہ اصل اطاعت کتاب و سنت کی ہی امت پر واجب ہے۔ کتاب و سنت کی اطاعت کے ذریعہ کسی اور کی اطاعت واجب نہیں۔ خواہ حکام مسلمان ہوں یا اہل بیت و حرمت ہوں یا علماء دین ہوں۔

ایک فائدہ

مقدمہ روایات میں دائمی حد حد میں جو یا برن ابداً سے مراد ہیں اور مختلف حد میں نے ان کو اپنے اپنے اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس میں استنباط و اجتہاد

کے لیے ثابت فرحت بخش واقع ہوئی ہے کہ عابرین حیدر سے روایت کرنے والے امام محمد باقرؑ اور محمد باقرؑ سے روایت کرنے والے امام جعفر صادقؑ ہیں۔ جعفر صادقؑ سے مختلف تلامذہ نے روایت نقل کی ہے۔ ان تمام مراحض میں کتاب اللہ کا ذکر ان ائمہ کرام نے کیا ہے اور نقل یا کتاب کے نسخے میں عمل بالسنۃ ودرستہ ولائل تعلیم کے پیشو نظر رازی مورد پر آجاتے ہیں اہل بیت و حضرت کا ذکر کہیں ایک جگہ بھی نہیں کیا گیا اور تمام ذکر میں ایک چیز کا نہ ذکر کیا جاتا اس کے غیر ضروری ہونے کی دلیل ہوتا ہے پس ائمہ کرام کی روایات سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ کتاب و سنت کے درمیان اہل بیت کی اطاعت واجب نہیں ہے اور نہ ہی ضروری ہے۔ ورنہ میں جمیع سوانح میں کتاب و سنت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی اطاعت کا ذکر غائب ہی ضرور کیا جاتا۔

ایک اشتباہ

کتاب اللہ و سنتی کے عنوان سے متعدد روایات اور اسی طرح صرف کتاب اللہ کے مضمون کی بھی متعدد روایات دست کی گئی ہیں مگر ان کی صحت اسناد کی طرف ائمہ نے نہیں کیا گیا۔ حالانکہ کتاب اللہ و سنتی اہل بیت کے الفاظ سے میں متعدد روایات پیش ہوئی ہیں جن میں روایات کے ساتھ ساتھ القیہ روایات کے حق میں صحت سند کے اعتبار سے جرح و قسح کی گئی ہے اور ان کو مجروح ثابت کیا گیا ہے۔

الازالتہ

اس کا مختصراً جواب یہ عرض ہے کہ جس روایت کا مضمون و مضمون نص قرآنی میں موجود ہے۔ اس میں اسناد کی بحث دینی کی جاتے تو بھی وہ روایت طافی قبول ہوتی ہے۔ وہاں محقق اسناد کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ائمہ روایات کا مضمون چونکہ نص قرآنی میں بصراحت موجود ہے اس لیے یہ صحت اسناد کی بحث

الفاظات کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ بخلاف روایات کے جو حدیث اول میں مذکور ہوئی ہیں
کہ ان کا ضروری المعنی قرآنی میں سر نہ ہو جو نہیں ہے اس وجہ سے ان کی سمت اسناد کی طرف
توجہ کرنا غلط و ناقص نہیں ہے۔

تعلیم:

روایت کتاب اللہ و سنتی ہم نے متعدد بار اس کتاب سے تصدیق کی ہے۔ اس پر بعض
لوگوں کو وہ دم پیدا ہوا کہ کتاب اللہ و سنتی کی پیش کردہ سب روایات ضعیف اور ہلکی ہیں
بلکہ بعض موصوفہ ہیں۔ حالانکہ بات درست نہیں اور علماء کے یہاں کوہ قراہت کے پڑنے سے
مزید یہاں ہم نے اس ایڈیشن میں کتاب اللہ و سنتی کی مزید سات صد روایات
تصدیق کر کے سابقہ روایات کے ساتھ اسناد کر دی ہے۔ مثلاً ابن حرم الحارثی سے ایک
بار سند روایت۔ علامہ ابن عبد البر سے دو صد بار سند روایات۔ خطیب بغدادی سے تین صد
بار سند روایات اور شیخ الرموزی سے ایک صد بار سند روایت لعل کر کے پیش کر دی ہے۔
اس سابقہ ملامت کو ہم اور دیگر علماء حضرات کی روایات کو خاک کر کے ہائے تواریخ ہے
کے لعل کرنے والے کبار علماء کا ایک ہم فیر ہے جو اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت بنا کر اپنے
لصاحب میں دست کر رہا ہے۔

نقدیہ حدیث کبار علماء میں درج شدت کو پیشی میں پہلے اسناد کے طب کے ماننے
مستثنی ہو گئی ہے۔ جبکہ ابن عبد البر صاحب نے اپنی کتاب تحریر التفسیر کے ص ۲۷
اس چیز کو رد کیا ہے اور ہم اس قول کو سابقہ رد کر چکے ہیں۔

① نیز اہل تم بطور قاعدہ اور منہایت کے لڑا کرتے ہیں کہ میں روایت کو اہل سنت کی
تفقی بالقبول مائل ہوں اس کے صدق کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے۔ اور روایت سنت
کی تفقی کے بعد طلب اسناد کی محتاج نہیں رہتی خطیب بغدادی نے اس مسئلہ کو ذیل مقرر
میں تحریر کیا ہے ۱

۱۔ کتاب العقد والفضیلت ص ۶۶ تحت باب القول فی السنۃ السورۃ

ایک حدیث مشہور ہو جائے اسے بغیر انکار کے منقول فرمالیں تو اس حدیث کی صحت کی علامت ہے اور اسکے صحیح ہونے کا نشان ہے۔

(”دربیب الراوی ص ۲۲۲ بحث صحاح الحدیث تحت تنبیہ الامس)

ان معروضات کے بعد روز روشن کی طرح بخند واضح ہو گیا کہ جس حدیث کو تنبیہ امت حاصل ہو جائے اور علماء فن اس کو قبول کر لیں اور اس پر تکمیل و کربن لودہ روایت درست ہے۔ تو روایت کتاب اللہ و سنتی ”جی علماء و محدثین میں درج ثمرت رکھتی ہے اور اس پر علماء کبار کی طرف سے انکار نہیں پایا گیا۔ بنا برہان وہ طلبہ اساتذہ سنتی کے درج میں ہیں اور عند العلماء مقبول ہے۔

اب اس کے بعض اسانید پر اگر مرجع دستیاب ہو جائے تب بھی اس کی قبولیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ اہمیت کے نزدیک مقبول ہوگی۔

لہذا بعض لوگ جو ”کتاب اللہ و سنتی“ والی حدیث کے رد کرنے کے درپہ ہوئے ہیں ان کی تحقیق صحیح نہیں مذکورہ بالا اقوال کے خلاف ہے۔ اور اللہ ان کو ہدایت بخشنے اور لعنت سے نہات دلائے۔

شیعی مسلمان کے اصل مقصد کی تائید

”مفسرین کرام کو معلوم ہے کہ ہم نے اصل مسئلہ کے اثبات کے لیے آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کر دی ہیں۔ ان سے ہمارا مدعی واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے اور کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہا۔

اب ہم فقید احباب کی کتابوں سے بھی بطور ازام اسس مضامین کی تائید و تاکید کے لیے ان حشری حوالہ دہات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان حوالہ دہات میں کتاب دُست پر ملاحظہ فرمائیے اور ان کو قائم رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور صرف کتاب دُست سے دین اندہ گئے کے لیے ارشاد فرمایا گیا ہے اور ان دونوں کتاب دُست کو برحق اور مرقول کے لفظ نہ لگا سبب قرار دیا گیا ہے اور ان دونوں چیزوں کے روشن اور دلکش رکھنے کے مستحق نہ مانا

وصاؤ فرمائی گئی ہیں یہاں کسی مقام میں بھی کتاب درست کے ساتھ اہل بیت و حضرت کو نہیں ملایا گیا۔

یہاں سے صاف عہد پر اس چیز کا ثبوت قیاس ہے کہ شریعت میں صرف کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امت و ضرورت ماحصل ہے جو دوسری کسی چیز کو نہیں اور حجہ شرعی اسلام میں صرف کتاب و سنت ہے۔ اہل بیت و حضرت کے لیے ان دونوں کے درجہ میں الی امت لازم نہیں ہے اور نہ ہی اہل بیت ہانا استقلال حجہ شرعی ہے۔ اس ہم و حق میں ہندو لادانت آئنا عسری و دستری کی کتابوں سے چٹائی کرتے ہیں۔ ان کے ایسی علماء و مجتہدین کے یہ اقوال نہیں ہیں بلکہ انہیں صومریں کے فرامین ہیں جن کے حکمت ان لوگوں ان کے ہاں کرنی اشد تھا و نہیں ہے یہ بالکل اللہ کے صریح ارشادات میں جو کتب معتبرہ مستقر قبلہ شیخ البلاذری اصول کافی اچھائی طبری وغیرہ میں وارد ہیں۔

اولے

..... و لکنہ علیہما العمل بکتاب اللہ تعالیٰ و سیرۃ رسول صلی اللہ

علیہ و آلہ و سلم و انقیاد بحدیث و اسننہ

شیخ البلاذری ص ۴۳۷ ج اول طبع مصر

من تخطی لہ علیہ السلام عند غیر صحابہ و انصار

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا تم میری رہنمائی کے لیے یہاں سے دست ہے کتاب اللہ اور میرے رسول اللہ کے ساتھ چل کر اس میں کی کتاب کے حق کو قائم رکھنا اور انکی سنت کو نہ کرنا۔

دوم

و قال علیہ السلام من احدث دینا من حکمانہ اللہ و سنت نبیہما و امت

الانہما قبیح ان یردوا و من احدث دینا من افواء الرجال وقتل انہما

را رسول کافی تخطی کتاب رہ طبع مکتبہ

یعنی امام نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ پھر اپنی جگہ سے قدر ہو سکے میں مگر۔ اپنے دین سے قدر نہیں ہوگا اور جس شخص نے اقوام و ممال میں لوگوں کے اقوال سے اپنا دین حاصل کیا ہے اس کو دوسرے لوگ اپنے دین سے پھر سکتے ہیں (السال لشرح الأصول کافی از فیصل قزوینی)

ان ہر دو ارشادات میں صرف کتاب اللہ و سنت رسول و صیو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل صادر کرنے کی ترقیب پائی گئی ہے اور قزوینی لکھا ہے کہ دین کا حاصل کرنا اور مذہب قائم کرنا صرف کتاب و سنت سے ہے۔ ان مواضع میں کتاب و سنت کے باوجود اس تیسری چیز کی طرف توجہ نہیں دلائی گئی۔ اگر کتاب و سنت کے پایہ کی کوئی گولہ بچے ہے جس سے حصول دین ہو سکے اور دین حق مستحکم ہو سکے تو اس کا یہاں ذکر نہ لازمی امر تھا۔

سوم

قال جعفر صادق عہد اسلام کل شیئی مرعوب الی الکتاب و السنة۔
امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ہر چیز کو کتاب و سنت کی طرف لوٹنا پڑ جائے گا۔
(اصول کافی ج ۳ باب لائمہ باسنت فبیع قولی کشود)

چہارم

... قالہ الی اللہ و اخذ صلیک کتایم والوہ الی الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الجامعۃ غیر المعرفۃ۔ (شیخ ایضاً ج ۲ ص ۲۳)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ شی کو اللہ تعالیٰ کی طرف رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے حکمات کے ساتھ شک کرنا اور چیز کو رسول کی جانب رد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی سنت کو نافذ کرنا (شیخ الحدادہ ج ۲ ص ۲۳) ایک عمومی مہم ہے جو سرکاری طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا گیا اس کے وسط میں یہ مضمون درج ہے۔



پنجم

ومن حکلام لہ علیہ السلام فی التحدید۔۔۔ قال اللہ سبحانہ
 فان تنازعتم فی شئ فارجعوا الی اللہ والرسول فرجعوا الی اللہ ان حکم
 بکتابہ ورجعوا الی الرسول ان ماخذ لستہ۔

یعنی حضرت علیؑ نے آیت قرآنی کی تشریح اس طرح فرمائی ہے، ہدایت نہ کسی چیز کو نہ
 کی طرف نہ اس کے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم چلانا اور اس پر عمل کرنا اور کسی چیز
 کو رسول و علیؑ علیہ السلام کی جانب رد کرنے کا ملہم یہ ہے کہ ان کی سنت پر عمل کرنا۔
 (اصحیٰ السلفۃ ص ۴۰۰ ج ۱)

ان پر یہ وجوہات کا حاصل یہ ہے کہ جب بھی کوئی قاضی کا معاملہ پیش آئے تو صرف
 کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی تین اندک جانب سے کی جاوے گی یہ ہے جیسا کہ آیت قرآنی
 میں ارشاد ہے اسی کے میں موافق اللہ مسوومین نے بھی تشریح کر دی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہوا کہ عقب قرآنی اور ائمہ کرام دونوں نے عزت کے وقت صرف
 کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی رہنمائی کی ہے۔ لوگوں میں تنازعہ کا واحد حل صرف
 کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا اور شک کرنا ہے اور پس کسی تیسری شخصیت کی جانب
 رجوع کرنے کی حاجت ہی نہیں۔

ششم

۱۔ جعفر صادقؑ سے ان کا ایک مخلص شاگرد روایت کے رد و قبول کے متعلق تفصیل
 فرماتے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ و

قال حدثنی الغیران مشکما مشہورین قد روا ہما ائمتہ حکم
 تل ینقر فہما والحق حکمہ حکم الکتاب والسنة وخالف العامة
 ورجعوا بہ ویتروک ماخالف حکمہ حکم الکتاب والسنة ووافق
 العامة (اصول کافی ص ۴۴ طبع نوری کشوریکھنر باب اختلاف المدیخ)

مطلب یہ ہے کہ ساقی عرض کرتا ہے کہ بناب سے حضور روایتیں نہ تو لگ ذکر کرتے ہیں ان کو قبول کر لیا جائے ، تو امام مہر صادقؑ نے فرمایا کہ کتاب و سنت کے موافق میں لاکھ سو اور دواہم و دینیوں کے خلاف ہو اس کو اخذ کر لیا جائے اور جن کا کتاب و سنت کے برخلاف ہم موافق ہیں ان کے موافق ہو اس کو ترک کر دیا جائے۔

ہفتم

امام محمد باقرؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تہ انوار میں خطب ارشاد فرماتے ہیں نقل فرمایا ہے اس میں فرمیں کہ فرمان بھی سرحد ہے۔

فما دعا آتوا حاکمنا من اللہ و ما عرضوا من اللہ کتاب اللہ عز و جل و سنی

فما وافق حکمنا اللہ و سنی لحد و اہم و ما خالف کتاب اللہ و

سنی لم نأخذوا بہ (۱) (تہ انوار ص ۱۲۲) خطبہ تہ انوار

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جب کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے تو اس کو تمہاری کتاب اور میری سنت سے چکریں کرو۔ جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے برخلاف ہو اس کو مستقیم کر دو۔

ہشتم

امام مہر صادقؑ فرماتے ہیں :

”ما تقوا اللہ ولا تقنوا احدا من قول و ما تعالیٰ و مستہ بیننا و ہم

یعنی اللہ علیہ و آلہ و سلم و یہاں کئی تذکرہ منبر پر سید - ۱۳۹

یعنی اللہ سے ڈرو اور جو قول کتاب اللہ و سنت نبی و علی اللہ علیہ و آلہ و سلم اسکا ذکر ہو اس

کو پہلی طرف منسوب کر کے سنت قبول کر

نہم

عن هشام بن الحکم انہ سمع ابا عبد اللہ ع ، یقول لا تقنوا احدا من قول

۱۱ ما وا حق العقرا ت و اعنته :

ترجمہ اشعار اشعار ۱۱۳ تا ۱۱۴ - ۱۳۵

جہاں نے امام جعفر صادقؑ کو فرمایا کہ تمہارے پاس ہے کہ جو یہی صاحب مشرب کر کے کوئی حدیث
ذکر کیا کہ وہ قرآن و سنت کے موافق ہو۔ صرف وہی قبول کرو۔

دھ

عن ابن ابی شیبہ عن محمد بن یحییٰ عن ابي عبد الله قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام
يقول من خالف كتاب الله ونكثه حجه فقط حقه.

(اصول کافی ص ۹۰ - باب الاخذ بالسنن)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت
کی وہ کافر ہو گیا۔

حق آخری پانچ روایات کا حاصل یہ ہے کہ کسی غیر اہل کسی روایت کی صداقت و یگانہ
معلوم کرنے کا سبب صرف کتاب و سنت اور رد و قبول کا فیصلہ کرنے کے لیے کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اگر وہ چھ ان دونوں کے موافق اور مطابق ہے تو وہ
قابل اعتماد و قابل اختیار ہے اور انہما کے لئے و تشک کرنے کے مناسب ہے اگر وہ چھ ان دونوں
و کتاب و سنت کے مخالف ہے تو قابل اعتماد نہیں ہے۔ اس کے ساتھ تشک کرنا درست
نہیں ہے پس اس صورت پر حق و باطل کی تیز کے لیے اور رد و قبول کو مانگنے کے لیے صرف
کتاب و سنت کو ہی اصل قرار دیا گیا ہے کسی تیسری چیز پر مدار نہیں رکھی گیا۔ یہ چیزیں سنت
کے معیار ہوتے اور چھ تیسری ہوتے کی واضح علامت ہے اور باطل و حقیقت کی ان پر
دیکھ کے ساتھ ساتھ حق و باطل کا معیار نہیں قرار دیا گیا اور رد و قبول کا مدار نہیں فرمایا گیا بلکہ
ان کے ساتھ کتاب و سنت کی طرح تشک کرنا غیر ضروری اور غیر لازم ہے۔

یا زہد

ومن حطام له عليه السلام قبل موته واما وصيتي ..

تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَصْبِعُوا سُنَّةً أَقْبُوا هَذِينَ
 الْعَبْدِينَ وَأَوْقِدُوا هَذِينَ الْعَصِيَّاتِينَ وَخُذْكُمْ مَا لَكُمْ شَرْكَاءُ -
 (شیخ ابلاغہ ص ۲۶۱ ج ۱)

ما سئل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ولادت سے قبل قرآن کے ہیں میری وصیت یہ
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اس کی توحید کو قائم رکھنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مست ضائع نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کے کتاب الودعت رسول اللہ کو
 قائم رکھنا اور ان دونوں پر ان کی توحید و سنت یا کتاب و سنت اور رسول کے رکھنا اور ہر
 بڑائی تم سے بڑی ہے گی تا وقتیکہ تم جماعت سے جدا نہ ہو۔ (شیخ ابلاغہ ص ۲۶۱ ج ۱)

دوازدهم

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

وَصِيَّتِي لَكُمْ أَنْ تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 تَصْبِعُوا سُنَّةً وَخُذْكُمْ مَا لَكُمْ شَرْكَاءُ - (شیخ ابلاغہ ص ۲۶۱ ج ۱)

کلام لد علیہ السلام قبیل موت علی سید الوصیۃ لما ضربہ ابن ملجم
 مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی کی آخری وصیت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی پرست
 شریک نہ کرنا یعنی اس کی توحید اور اس کی کتاب کو ضائع نہ ہونے دینا اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مست ضائع نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔ ہر بڑائی تم سے بڑی
 ہے گی۔

تاثریں کرام پر واضح ہو کہ یہ حوالہ ہات حضرت علیؑ کی ولادت سے کچھ ہی پہلے کی کتابیں
 ہیں۔ اس وارفتگی سے انتقال بالکل قریب ہے۔ ان تینوں اہل بیتؑ کے گمراہوں کی کلام میں
 یہ وصایا عجیب شافی ہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ اسلام کے ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔
 دین کے ان دو پرانوں کے کتاب و سنت کو غل نہ ہونے دینا۔ اور مسلمانوں کی جماعت کے
 گروہ گروہ ہٹ کر علیحدگی اور تفرق و تعزق نہ اختیار کیا جائے۔

یہاں غور و فکر کرنے سے ایک چیز تو یہ حاصل ہو رہی ہے کہ آخری ساعات میں
 از مسویہ کی جانب سے صرف توحید و سنت اور کتاب و سنت کے امیاء و اہل کی رہتا
 تو ہو رہی ہے لیکن اپنی بہت و محنت کی محبت اور وہ اب اعانت کا حکم نہیں صادر ہو رہا۔
 معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کے باوجود اور وہ جس کی وجہ سے اسلام میں نہیں ہے اس کے
 اہل بیت کے واجب الاتباع اور واجب الحکم ہونے کی کچھ صحبت ہوتی تو اس قدر
 نصیحت میں اس کا اندراج ضرور ہوتا۔ دوسری یہ چیز ثابت ہو رہی ہے کہ امامت کا عقیدہ
 ضروریات دین میں سے نہیں بلکہ مذکورہ آخری وصایا میں اس کا ذکر کرنا لازمی ضرورت تھی
 یہ چیز معلوم ہوتی ہے کہ جماعت سے علاوہ جو کراکب الگ الگ کردہ قائم کر لینا اور کلام کی آخری
 وصایا کو کسی پشت ڈالنے اور ان کی نافذی کے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کتاب و
 سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشنے اور آپس میں تفرقہ سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی نعمت عطا فرمائے

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خلیلہ محمد و آلہ و ازواجہ
 و بناتہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین -

ناجیز

محمد نافع بن مولانا عبد الغفور بن مولانا عبدالرحمن

عفا اللہ عنہم

از قریہ محمدی قراقرظ ہما سعیدی خرابہ ضلع مہنگ

پنجاب و پاکستان

ہماری مطبوعات

○ اسلام میں غلامی کی حقیقت : متفقہ فیہ کے احکامات کا مدنی جواب
○ اسلام کا قانون شہادت : مولانا سید محمد تیس ہادی کے قلم سے ایک اہم
تفصیلی دستاویز

○ سیرت نبوی قرآنی : مولانا عبداللہ مجددی آبادی کے گہوار قلم سے قرآنی حوزہ
کی روشنی میں سیرت رسول کی جھلکیاں

○ سلطان ماحمد : سیرت رسول پر ہجوم عبداللہ صاحب کے سیرتی مقالات کا منتخب مجموعہ
○ حدیث اضمحلیں : منتخب عصر مرزا محمد نالی کے قلم سے عجیب حدیث اور بات
کے خود ساختہ نظریہ کا پہلا ورگ ہائرو

○ قرآن سے ایک استروولوجی : قرآنی موضوعات پر عوام کی شائستگی کا پہلا

○ حضرت ابوالخیر : منتخب عصر مرزا محمد نالی کے قلم سے

○ حضرت اویسی قرنی : سب اہل صہب کی زندگی کے سید و روز

○ آخری سورتوں کی تفسیر : نماز میں پڑھی جانے والی تفسیر سورتوں کی ضروری
تشریح حسب خواہی

○ تفسیر سورہ بقرہ : قلب قرآن میں کی تفسیر محکمات مولانا سید محمد تیس ہادی کے قلم سے

○ اصول وراثت و ترکہ : وراثت و ترکہ کے اہم موضوعات پر سب سے پہلی کتاب

○ اصطلاحات شوفیا : دینی اصطلاحات کا افسانہ جلیقہ پیلو

○ عجائبات فرنگ : افسانہ کا پہلا نمائندہ عجیب اور حیرت انگیز سفر نامہ

○ شیعیت کیا ہے ؟ : قرآن و سنت اور علمی و شرعی روشنی میں مولانا محمد عظیم الدی

سابق شیخ الاسلام اسلامی و عربی بیورو کے قلم سے اسلامیت و فہم کے

متعلق عجیب و غریب اور حیرت انگیز افسانہ شیعیت کا عظیم شاعر

○ غلامان رسول : عبداللہ قریشی : طبع رسالت سنی اہل علم و فہم کے ان پڑوں کا سیرت افروز

تذکرہ جنہوں کے نام رسول رسالت پر سب کچھ قرآن کریم و روایات کی

دنیا میں پہلی بنیادیتے والے حالات و واقعات

○ مکہ مجسمہ بخشی شریف متصل چوک اردو بازار لاہور

بناتِ اربعہ (یعنی اللہ تعالیٰ عنہن)

یعنی سرورِ دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چار صاحبزادیاں

تشریف: حضرت مولانا محمد صالح مظلوم

اس کتاب میں سرورِ دو عالم کی چار صاحبزادیوں کے حالات زندگی اور ان کی فضیلتیں اور عظمتیں بڑی وضاحت اور تفصیل سے دستِ کی گئی ہیں۔ حالات زندگی کے کھربے میں زمین کی میسرین ہوں سے بڑی خوبی سے استعمال وہ کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا کے ایساں امور و مشاہدات ملاحظہ کرنے سے اولادِ نبوی کے ساتھ محبت اور کئی فضیلت اور محبت کو فروغ ملے گا اور اس دور میں بعض اطراف سے ان پاکیزہ اور شہس طہارات کے لحاظ جو بہات قوم میں پھیلے جا رہے ہیں، ان کا حلق اور سخت جواب بھی کتاب میں فراہم ہے۔

بناتِ رسول صحت پر یہ اپنی نوعیت کی ہے مثالی کتاب ہے جس کے بغیر کوئی جلی بزرگ عقل نہیں کھلا سکتی۔

مسلمانوں کے سائنسی کارنامے

تالیف: پروفیسر طہیل دہلوی شیخ عظیم اسلام علیہ السلام اقبال پرنسپل - اسلام آباد

اس کتاب کی شیعہ ضرورت علمی و مسلمانوں کے سائنسی کارناموں کو اگلا کر لیا جائے اور ان کی واقعی خدمات پر جسے جوئے وصول کے وسیع پیمانہ پر ہذا کرنا سیکھنا چاہیے۔ عوامین کے سامنے رکھا جائے۔ چنانچہ پروفیسر طہیل دہلوی کے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ مسرکہ ان کا کتاب تالیف کی گئی جس میں طب، ہیئت، ریاضی، کیمیا، طبیعیات، نباتات و زراعت اور زمین و ہوا میں اہل سس کے مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور عرب کی علمی و ہوا پتوں کو بہت خوب کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی کون کونسی ایجادات کا سہرا انہوں نے اپنے سر پہ لیا تھا۔ العزیز یہ کتاب سائنسدانوں، محققین، پروفیسروں، تاریخ سائنس کے اہلین، اہل علم و علوم اسلام کے علم، اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے دیگر قارئین کے لیے بہت اہم ہے۔

مکہ ٹیکسٹ کو تحریر ہے کہ اتنی جلد یا یہ علمی کتاب کی اشاعت اس کے جلد ہی آئے۔



رحماء بینہم

(رحم دل میں رہیں پس میں)

اسلامی تاریخ کے اہم ترین موضوع پر مستند ترین کتاب

اہل بیت اور خلفائے راشدہ کے درمیان محبت اور دوستی سے جو بڑی تعلقات کو منجملہ تفصیل پر کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور وہ ساری غلط فہمیاں جو یہودی کرم خلق و اللہ علیہ السلام کے اہل اصحاب بزرگ و علما نے تعالیٰ (جہنم) کے بارے میں پھیلانے میں تھیں ان کا دلائل و آثار کو دیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر نہ حجاز قبیلہ صحیحہ و اہل بیت اور اہل بیت کا ایک شاہکار ہے۔

اس کتاب کے بغیر آپ کو لا ابرہہ بھی ناممکن ہے۔

مسئلہ اقربا و ازی

فعلیہ ثلاث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر طعن "اقربا و ازی" کا دلائل حجاب پہلو مرتبہ آپ کو خیر سے دور کرنے کیلئے کیا جارہا ہے۔ تاہم شیعہ کتب سے حادہات کا مجموعہ پرہیز میں کہ عرق ریزی اور تحقیق کے بعد انتہائی ناواقفیت پر مشتمل جو اصل علم اور حرام انداز میں یکساں متبادل ہوئے۔

حجتہ علمی — (زیر بحث)



مکتبہ بکس، دہلی، نئی شریعت پبلیکیشنز، نئی دہلی